کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے
مثنوی مولوی معنوی ہست قرآں در زبان پہلوی

دفتر اول

تعلیم الاحباب

شرح

مثنوی لب لباب

از تصنیف

حضرت پیر عبدالرزاق شاہ صاحب رح سجادہ نشین دربار
حضرت پیر عبدالغفور شاہ صاحب رح موضع مڈھ رجیانہ ضلع جھنگ

مرتبہ

خادم الفقراء محمد یوسف قریشی غفرلہ
خادم دربار پیر عبدالغفور شاہ صاحب رح

(یونین پرنٹنگ پریس بیرون بوہڑ دروازہ ملتان میں ...)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
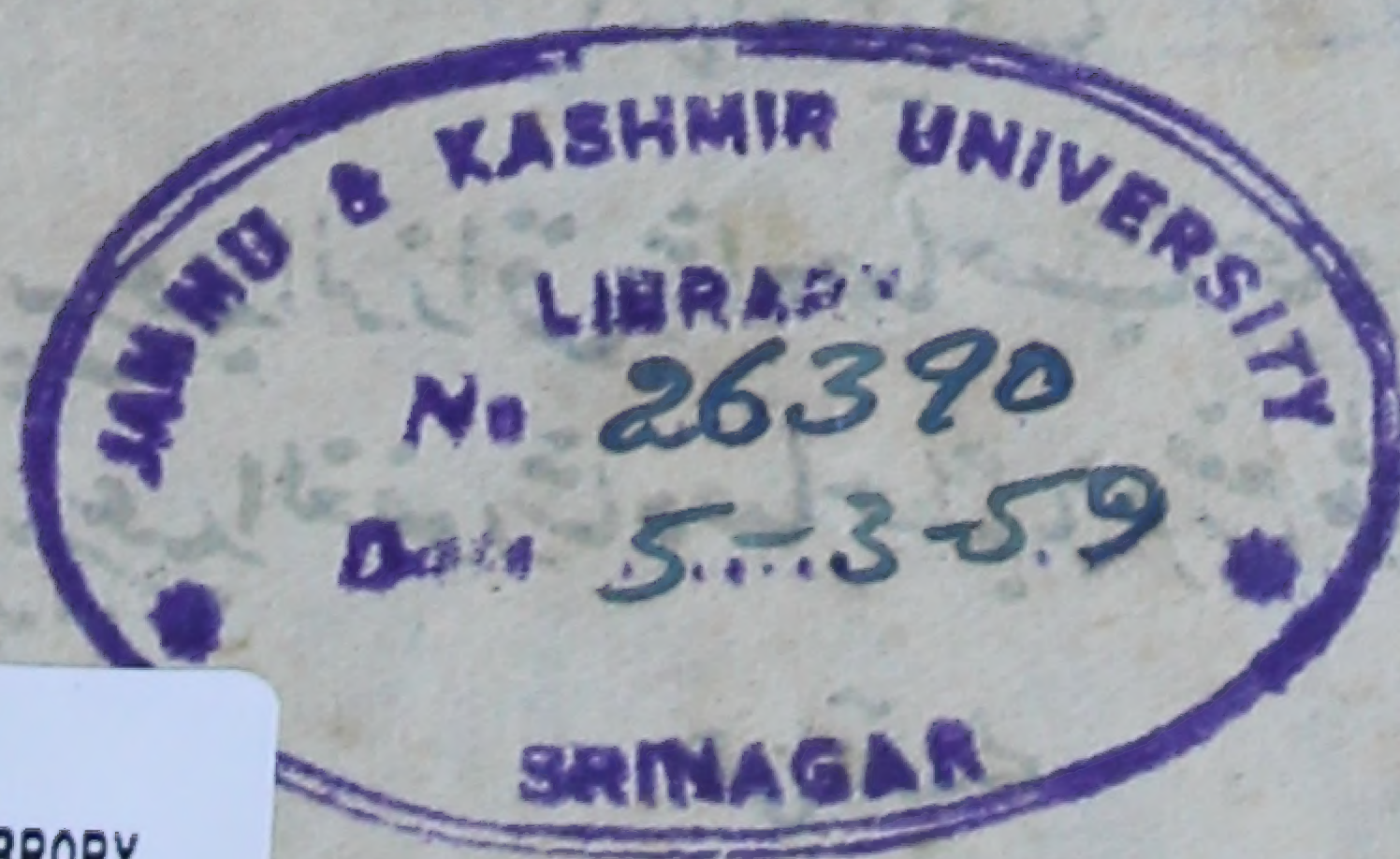
الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین
سب تعریف خدا تعالیٰ کیلئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور درود اور سلام اوپر رسول
اوس کے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آل اور اصحاب تمامی کے الٰہی تو ہمارے
باطنی حالات کو اچھی طرح جانتا ہے انہیں درست کردے تو ہماری حاجتوں سے واقف
ہے۔ انہیں پورا کردے تو ہمارے گناہوں سے خبردار ہے انہیں معاف کردے ہمارے
عیبوں کو دیکھ رہا ہے اُنہیں چھپا لے ہم سے اپنی یاد کو نہ بھلا غیر کا محتاج نہ بنا ہم کو
غافلوں میں نہ کر ہم کو سیدھا راستہ الہام کر اور نفسوں کی بدی سے بچا ماسوی سے الگ
کر کے اپنے ساتھ مشغول رکھ الٰہی جو منع کرنے والا ہے تیرے راہ سے ہم سے دور کر دے
الٰہی میرے اعمال پر ہم سے مواخذہ نہ کر اور ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہم کو طاقت
نہیں ہم کو معاف کر اور اپنے فضل سے بخشدے اور رحم کر اور کافروں پر ہماری مدد کر۔
اما بعد خادم الفقرا دعاگو فقیر عبدالرزاق خادم دربار حضرت پیر محمد جیو پیر
عبدالغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنہ ڈھر جیانہ ضلع جھنگ کو مدت سے خیال تھا
کہ مولانا روم کی مثنوی شریف کا شرح آسان طریقہ میں ہو جس سے طالبان مولے
یاران طریقت تھوڑے علم والے مقصود حاصل کر کے فیض صحبت کلام مولانا کا حاصل
کریں چند نسخہ جات مترجم و مشرح دیکھنے سے میرا خیال پورا نہ ہوا کیونکہ ہر ایک مشرح
نے اپنے اپنے مذاق سے شرح لکھی ہے توفیق فہمید طالبان اور مراد اور مقصود مولانا کی
طرف خیال نہیں فرمایا میرے پیر بھائی تھوڑے علم والے جس سے نفع نہیں اٹھا سکتے اس
لئے دعاگو خدمت یاران طریقت کیواسطے بموجب استدعا چند احباب کے ایک کتاب مسمے سوم
بہ تعلیم الاحباب شرح مثنوی لب لباب کلام مولانا کی شرح مختصر بموجب مذاق و مضمون

حصہ حکایت و مفہوم کلام مولانا کے مترجمہ لکھا جاتا ہے اگرچہ کاتب الحروف علوم ظاہری سے تھوڑا حصہ رکھتا ہے مگر امداد حضرت غوث اعظم رضہ اور توفیق روحانی مولانا جلال الدین رومی رح اور توفیق فیض صحبت حضرت ہادینا و مرشدنا قبلہ ام حضرت پیر محمد جیو رح سے چند حروف سالکان طریقت پیر بھائیوں کی خدمت کیواسطے لکھے جاتے ہیں تاکہ اس نسخہ کے مطالعہ کرنے سے اپنی حقیقت کی طرف راہ پائیں اور فیض صحبت کا حاصل کریں مولانا کی تمام مثنوی اپنے حال کا قصہ ہے جو شخص فیض حاصل کرنا چاہے وہ تمام قصہ اپنا جب تک نہ سمجھے گا نفع حاصل نہ کر سکیگا تمام پڑھنے والے اور سننے والے کتاب ہذا کو چاہئے جو فقیر کو دعا سے یاد فرماویں اور غلطی عبارت اور الفاظ سے درگذر کر کے معنی اور مقصود کیطرف خیال رکھیں واضح ہو کہ مولانا مثنوی شریف میں کلام مقامات ہر قسم کی بیان فرمائی ہے ہر ایک کلام سننے کیلئے اس کان کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کلام کو سمجھ سکے جس کو فہمید ہوگی وہ سمجھ لے گا اور جس کو نہ ہو وہ صحبت صاحب علم حال سے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت رکھتا ہے کیونکہ علم قال اور ہے اور علم حال اور ہے علم قال ذکر ماضی اور مستقبل کو کہا جاتا ہے اور علم حال ذکر حالت موجودہ کو کہتے ہیں اور صوفی وہ ہوتا ہے جو اپنے حال کا ذکر کرے ماضی اور مستقبل کے بیان سے فارغ ہو مولانا جب علم حال سے اپنی حقیقت کی طرف راہ پاتے ہے تو آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا وجود محض نے کی طرح خالی ہے اور میری ہستی اور توفیق ہر قسم کی آواز حق سے ظہور میں آئی ہے اور تمام عملوں سے افضل ترین عمل شنوائی آواز الہی کا ہے چنانچہ سب سے پہلے تمام موجودات کا ظہور آواز حق سے ہوا ہے اس وقت اپنی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔

بشنو از نے چوں حکایت میکند　　　　وز جدائیہا شکایت میکند

مولانا ابتدا کلام کا لفظ بشنو سے شروع کیا ہے حمد خدا اور نعت رسول سے شروع نہیں کیا اس کی ایک وجہ اہل علم قال کے لئے تو یہ ہے کہ حمد کرنے کیواسطے حس گویائی کی ضرورت تھی

اور مولانا بموجب حقیقت حال حس شنوائی کو گویائی پر فضیلت دینے سے حمد کرنے سے آپکو معذور سمجھا ہے کیونکہ اول سے گویائی خالق کا کام ہے اور شنوائی مخلوق کے لئے ہے اور دوسری وجہ اہل علم حال کی یہ ہے کہ مولانا جب ہستی کو آواز الٰہی سُننے سے خالی پایا ہے تو حمد کرنے والا دوسرا انہیں پایا کس کی حمد ہو اور کون کرنیوالا ہو یہ راز اہل حال کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتا۔

فائدہ جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہماری پیدائش اپنے عشق سے بموجب حدیث قدسی اپنی معرفت کیلئے فرمائی ہے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ترجمہ میں تھا خزانہ چھپا ہوا پس دوست رکھا میں تاکہ پہچانا جاؤں میں پس پیدا کیا میں نے خلقت کو اور قولہ تعالیٰ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ترجمہ نہیں پیدا کیا میں نے جن کو اور انسان کو مگر یہ جو عبادت کریں اور عبادت سے اہل طریقت معرفت کا معنے کرتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ کو پہلے عشق اپنا ہوا اور اپنے عشق سے اپنے عرفان کیلئے خلقت کو پیدا کیا جب خدا تعالیٰ نے اپنے عرفان کے لئے عشق کی شرط لگائی ہے تو بغیر عشق کے دعویٰ عرفان کا جھوٹا ہوگا کیونکہ عرفان بغیر عشق کے نہیں ہو سکتا اب یہ سبق طالبان طریقت علم حال کے سمجھنے کے قابل ہے جو کہ تمام خلقت سے پہلے نور محمدؐ کا پیدا کیا گیا بعد اس کے تمام مخلوقات کی پیدائش نور محمدؐ سے ہوئی بموجب حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وحدیث اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ مِنْ نُّوْرِیْ (ترجمہ) پہلے جو پیدا کیا ہے خدا تعالےٰ نے وہ نور میرا ہے اور میں نور اللہ سے ہوں اور خلقت میرے نور سے ہے معلوم ہوا کہ نور خدا تعالےٰ سے نور محمدؐ کا ہے اور نور محمدؐ سے تمام مخلوقات کا ظہور ہے اسی واسطے نور محمدؐ کا آئینہ حق نما ہے جب انسان میں نور محمدؐ کا بے پردہ ظہور کرے وہ آئینہ حق کا ہوتا ہے بموجب حدیث اَلْاِنْسَانُ مِرْاٰتُ الرَّحْمٰنِ (ترجمہ) انسان شیشہ حق کا ہے جو انسان آئینہ حق کا نہیں وہ انسان کامل نہیں ہے غرضیکہ خدا تعالےٰ انسان کو آئینہ اپنے دیکھنے کے لئے بنایا ہے جو آئینہ زنگار خوردہ ہو اور صورت حق کا جلوہ نہیں دکھا سکتا وہ آئینہ کسی کام کا نہیں ہوتا اور آئینہ وہ ہوتا

ہے جو اپنی ہستی کو فنا کرے اور اپنی ہستی کو نہ دکھلائے دیکھنے والے کی صورت اُسمیں سما جائے
انسان کا کمال انسان بننے میں ہے آدم میں یہی راز تھا جو مسجود ملائک بنایا گیا تمام مجاہدات
اور عبادات اور ریاضات اور ذکر اذکار اور اشغال صفائی آئینہ سے دل کیواسطے ہوتے ہیں۔
اور کمال عبودیت اور عرفان کا مقصود فنا ہستی انسان میں ہے اور یہ راز بغیر صحبت اور
توجہ اور تلقین مرشد کامل کے حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے سالکان طریقت کو اپنی حقیقت حال
کی طرف رجوع کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ اپنی اصلیت سے علم حاصل کریں فائدہ جاننا چاہیے
کہ ہمارا ظہور عدم سے ہوا ہے کیونکہ تمام موجودات سے پہلے محض عدم تھا اور عدم سے آواز کن
کے سننے سے عالم ارواح کا ظہور ہوا اور تمام عالم ارواح آواز الست سننے سے عالم اجسام میں آئے
گویا تمام موجودات کا رُوح آواز حق کا ہوا اور خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کہ روح امر رب کا ہے
اور امر بھی آواز کو کہا جاتا ہے جہاں رُوح ہوگا وہاں آواز ہوگا بلکہ تمام آواز جہاں کا مثل صدا
کے ہے اور ندا اُسی آواز سے ہے اگر ندا سننے کی تجھے توفیق نہیں ہے تو دوستان خدا صاحب
حال سے اُس کی صدا سُننے سے اُس کا مطالعہ حاصل کر اے عزیز صاحب علم حال کے نزدیک جو
آواز الست کا خدا تعالیٰ نے روحوں کو سنایا تھا وہ اُسی طرح سے جاری ہے جو صاحب روح ہیں وہ
سُن رہے ہیں کیونکہ روح کی زندگی اُس سے ہے اہل روح اُس آواز کی مستی سے اپنی ہستی فنا
کر کے جواب بلیٰ کا اقرار کر رہے ہیں جس نے الست کا آواز نہیں سُنا بلیٰ کا اقرار نہیں کر سکتا اُسکی
عبودیت کامل نہیں ہو سکتی اس آواز کو اہل طریقت صوت سرمدی اور ہندی میں انحد کے نام سے
بولتے ہیں جو بغیر توجہ اور تلقین اور تعلیم پیر کامل کے یہ مطالعہ سمجھ میں نہیں آ سکتا اکثر اہل اللہ صاحب
دل ترقی اسی مطالعہ کے واسطے سرود کا سُننا اختیار کیا ہے چونکہ مولانا کو اپنے پیر حضرت
شمس الدین رحؒ نے مطالعہ مقام صوت سرمدی کا تعلیم فرمایا تھا آپ نے غلبہ شغل آواز کی
مستی میں اپنی ہستی کو فانی سمجھا تھا اور اپنے وجود میں بغیر آواز الٰہی کے کچھ نہیں پایا اور جو مقصود
اصل انسان کا تھا وہ حاصل کر لیا ہے اس لئے اپنے حال میں فرمایا ہے ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیمُ الاحبابُ فی

مثنوی لبِ لباب

دفتر اوّل

بشنو از نی چوں حکایت میکند | وز جدائیہا شکایت میکند

ترجمہ: سُن تو نَے سے جو کیسے حکایت کرتی ہے اور جدائی سے شکایت کرتی ہے۔

شرح: نی سے مولانا کی مراد اپنا وجود ہے یعنی نی میرے وجود سے سُن جو کیسے حکایت کرتی ہے اور جدائی معشوق سے شکایت کرتی ہے چنانچہ وحدت کثرت میں آکر کلام کی ہے اور تمام مثنوی حکایت شکایت معشوق کا ذکر ہے کیونکہ وحدت کو کثرت میں آنے کی شکایت ہو رہی ہے لے عزیز خالی نی کا آواز ہرگز نہیں ہو سکتا پھونکنے والے کی آواز سے ہے جو آواز الٰہی بے حد تھا بوجہ حجاب عشق حد میں داخل ہونے سے فریاد کر رہا ہے اور جدائی وحدت ذات سے شکایت کر رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے ؎

کز نیستاں چوں مرا ببریدہ اند | از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

ترجمہ: جب مجھے نیستان سے کاٹا گیا ہے میری فریاد سے تمام مرد اور عورت نالاں ہیں۔

شرح: نیستان سے مراد آواز ذات الٰہی کا ہے یعنی اس کی مثال ایسی ہے جیسے بنسری سے آواز نکلتا ہے اور وہ پھونکنے والے دم سے علیحدہ علیحدہ سوراخوں میں جدا ہونے کی وجہ سے تمام آواز نکلتے ہیں اسی واسطے حضرت آدمؑ کے لئے فرمایا گیا فَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ یعنی پھونک دیا میں نے بیچ آدم کے روح اپنے کو اور روح سے مراد آواز ہے پس اس سے ثابت ہے کہ انسان کے اندر آواز حق کی بھری ہوئی ہے اور جدائی اصل

آواز بے حد سے تمام عالم اجسام میں محدود ہونے سے یہ فریاد ہر جگہ اور ہر وقت تمام مرد اور عورت میں موجود ہے اور اُس کی فریاد بغیر صاحب درد اور فراق کے کوئی نہیں سن سکتا اس لئے وہ آواز یہ کہہ رہا ہے ؎

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق　　تا بگویم شرح درد اشتیاق

ترجمہ: سینہ چاہتا ہوں میں ٹکڑے ٹکڑے فراق سے تا کہوں میں شرح درد اور عشق کی

شرح: یعنی میری فریاد جدائی ذات الٰہی سے ہے جو سینہ عشق اور فراق ذات الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اپنے آپ سے خالی ہو جائے مثال نی ظاہری کے جب خالی اور سوراخدار ہوتا ہے اپنی صدا سنا سکتا ہے اور کان بھی جب تک خالی نہ ہو وہ بھی نہیں سن سکتا اس لئے یہ آواز کہتا ہے کہ جو مجھے سننا چاہتا ہے وہ درد اور عشق سے اپنے آپ سے خالی ہو اس کو شرح درد فراق کی سناتا ہوں اور یہ کہتا ہے ؎

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش　　باز جوید روزگارے وصل خویش

ترجمہ: جو شخص دور ہو گیا اپنے اصل سے ڈھونڈتا ہے وہ پھر زمانہ وصل سے

شرح: جس کو دوری اصل سے ہوتی ہے وہ ہمیشہ زمانہ وصل کا تلاش کرتا ہے یعنی وہ آواز کہتا ہے کہ افسوس ہے کہ میں تیرا اصل تھا اور تو نے اپنے اصل کیطرف کبھی خیال نہیں کیا ہر حال میں اور ہر جگہ میں میری فریاد موجود ہے جیسے فرمایا ہے۔

من بہر جمعیتے نالاں شدم　　جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم

ترجمہ: میں ہر مجلس میں نالاں ہوا ہوں ہمراہ خوشحالوں اور بدحالوں کے ہوا ہوں

شرح: یعنی وہ کہتا ہے کہ میں ہر مجلس میں ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہوں ہر مکان اور لامکان میں میرا شور ہے نیکوں اور بدوں میں میری ایک جیسی فریاد ہے میری حقیقت سے سب بے خبر ہیں ؎

ہر کسے از ظن خود شد یار من　　وز درون من نجست اسرار من

ترجمہ: ہر ایک اپنے گمان سے میرا یار ہوا ہے اور میرا راز باطن کا کسی نے نہیں پایا

شرح: وہ آواز کہتا ہے کہ یہ ایک شخص اپنے اپنے گمان سے مجھ کو سن رہا ہے میرے اصل مقصود سے سب بے خبر ہیں اگر میری حقیقت سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہو تو جس کو میرا راز معلوم ہے اس سے مل کر تعلیم حاصل کرو کس لئے جو راز میرا آواز سے دور نہیں ہے ؎

سرِ من از نالۂ من دور نیست　　لیک چشم و گوش را آں نور نیست

ترجمہ: میرا راز میری فریاد سے دور نہیں ہے مگر آنکھ اور کان کو یہ نور نہیں ہے۔

شرح: وہ آواز کہتا ہے کہ میرا راز میرے آواز سے دور نہیں ہے کیونکہ جہاں آواز ہوتا ہے وہاں آواز والا موجود ہوتا ہے اے بے خبر تیری آنکھ میں قدر دیکھنے والا نہیں ہے اور نیز تیرے کان اس کے آواز سننے کے قابل نہیں ہیں افسوس ہے کہ تو آواز سنتا ہے اور آواز والے کو دور سمجھتا ہے جہاں آواز ہوگا وہاں آواز والا موجود ہوگا اس کی تیرے نہ دیکھنے کے لئے یہ مثال ہے ؎

تن ز جان و جاں ز تن مستور نیست　　لیک کس را دید جاں دستور نیست

ترجمہ: تن سے جان اور جان سے تن پوشیدہ نہیں مگر کسی نے دیکھنا جان کا دستور نہیں پایا

شرح: جیسے وجود روح کو اور روح وجود کو زیادہ قریب ہونیکی وجہ سے دیکھنے کا دستور نہیں رکھتے اسی طرح انسان ذات خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا البتہ اس کے آواز سے اہل علم کے لئے اس کے قرب کی علامت ہے کیونکہ آواز سے آواز دینے والا دور نہیں ہوتا۔

آتش ست ایں بانگ نائی نیست باد　　ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد

ترجمہ: آگ ہے یہ آواز نے والے کا ہوا نہیں ہے جس میں یہ آگ نہیں وہ نہ ہو

شرح: یعنی یہ آواز نے والے کا آگ کا حکم رکھتا ہے جو منتک ہے اسکی تمام ہستی جل جاتی ہے یہ ہوا سے نہیں ہے یہ آواز عشق خدا تعالیٰ سے ظہور میں آیا ہے اور تمام جہان کا ظہور اسی آواز سے ہوا اسی واسطے تمام جہان عشق سے پیدا ہوا ہے جہاں آگ اس آواز کی نہیں ہے وہاں کسی ہستی کا وجود بھی نہیں ہے ؎

نی حریفِ ہر کہ از یارے برید　　پردہ ہایش پردہ ہائے ما درید

ترجمہ: نی یار اس کا ہے جو یار سے جدا ہو اس کے پردوں نے ہمارے پردوں کو پھاڑ دیا ہے

شارح : یعنی یہ آواز جو میرے نی وجود میں ظہور پایا ہے مہجور یار کے لئے اس سے زیادہ کوئی یار
نہیں ہے اور اس کا در پردہ ہونا ہمارے تمام پردوں کو پھاڑ ڈالا ہے ؎

ہمچو نی زہرے و تریاقے کہ دید ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید

ترجمہ : نی کی طرح زہر اور تریاق کس نے دیکھا ہے نی کی مثل ہمدم اور محبوب کس نے دیکھا ہے

شارح : یعنی اس آواز کے مثل زہر ماسوی اللہ کے فنا کرنے کیواسطے ہے اور تریاق قرب خدا کے واسطے کسی نے
نہیں دیکھا اور نہ ایسا کوئی ہمدم اور ہمراہ اور رفیق ملا ہے یہ آواز دو صفتوں سے موصوف ہے صاحبدل کیلئے
تریاق ہے اور اہل نفس کیلئے زہر ہے یہ خواہشات نفسانی کو مار ڈالتی ہے اور توفیق روحانی کو زندہ کر ڈالتی ہے
مثل آواز اسرافیل کے جو تمام دنیا اس کے آواز سے فانی ہو جاویگی اور پھر تمام ارواح اسی آواز سے زندہ
ہو جاوینگے ایسے ہی سماع کا کام ہے جو اہل دل کے لئے حلال ہے اور اہل نفس کے لئے حرام ہے ؎

محرم این ہوش جز بیہوش نیست مر زبان را مشتری جز گوش نیست

ترجمہ : محرم اس ہوش کا بغیر بے ہوش کے نہیں جیسے زبان کا خریدار سوائے کان کے نہیں

شارح : یعنی اس آواز کا راز جاننے والا بغیر بے ہوش ماسوی اللہ کے نہیں ہو سکتا کیونکہ کلام سننے
کے لئے کان جو اپنے آپ سے خالی ہو اس کی ضرورت ہوتی ہے ایسا ہی اس کا حال ہے ؎

نی حدیث راہ پر خون میکند قصہ‌ہائے عشق مجنوں میکند

ترجمہ : یہ آواز نے کا بات راہ فنا ہونے کی سناتی ہے قصہ عشق اور مجنوں کا کرتا ہے ۔

شارح : یعنی میرے نے وجود کا آواز راہ فنا ہونے کا سمجھاتا ہے اور قصہ عشق اور دیوانگی کا
بیان کرتا ہے عاشقان الٰہی سننے والوں کو مست اور دیوانہ کرتا ہے اہل نفس محروم ہیں
کیونکہ یہ آواز خدا تعالیٰ کے عشق سے ظہور میں آیا ہے عاشقان الٰہی کے بغیر اس کو کوئی
نہیں سن سکتا آگے اس آواز نے کی آواز الٰہی سے ظہور ہونے کی مثال ہے ؎

دو دہان داریم گویا ہمچو نے یک دہاں پنہانست در لبہائے وے

ترجمہ : دو منہ رکھتے ہیں ہم گویائی میں نی کی مثال ایک منہ پوشیدہ ہے اس کے لب میں

شرح: یعنی جیسے نی آواز کرنے والی میں دو سوراخ ہوتے ہیں ایک سوراخ پھونکنے والے کے منہ میں ہوتا ہے دوسرے سوراخ سے آواز جاری ہوتا ہے ظاہر بین آواز نی کا سمجھتا ہے حقیقت بین نی پھونکنے والے سے جانتا ہے ہمارے آواز نی وجود کا یہی حال ہے اسی طرح حق تعالےٰ سے ظہور میں آیا ہے

دمدمہ این نائے از دمہائے اوست   ہائے ہوئے روح از ہیہائے اوست

ترجمہ: آواز اس نی میں پھونکنے والے کا اس کے دم سے ہے ہاے ہو روح کی اس کے ہیہائے سے ہے

شرح: میرے نی وجود کا تمام آواز نی کے پھونکنے والے سے ہے اور روح کی ہستی بھی اسی کی ہستی سے ہے یعنی یہ آواز صدائے ذات حق سے ہے اور زندگی روح کی بھی آواز حق سے ہے

در نیابد حال پختہ ہیچ خام   پس سخن کوتاہ باید والسلام

ترجمہ: نہیں پا سکتا حال پختہ کو ہرگز خام اب سخن سے خاموشی چاہیئے اور سلام

شرح: خام اہل نفس ہے جو اس راز سننے کے قابل نہیں ہے جب سننے والا نہ ہو تو خاموشی کلام سے اختیار کرتا ہوں یعنی خام اہل علم قال ظاہری اہل شریعت ہے اور پختہ صاحب علم حال باطنی اہل حقیقت اور معرفت ہے اہل ظاہر حقیقت کی کلام نہیں سن سکتا اس لئے خاموشی اختیار کرتا ہوں

بر سماع راست ہر تن چیر نیست   طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست

ترجمہ: اوپر سننے سچ کے ہر تن غالب نہیں ہے کھانا ہر مرغ کا انجیر نہیں

شرح: انجیر سے مراد راز الٰہی کے ہیں جو انجیر کی طرح ہمارے دل میں ہیں یعنی آواز الٰہی کو سن کر اس کے راز کو پانا صاحب روح کا کام ہے اہل تن کا کام نہیں ہے صاحب روح کے سوا اس کو کوئی نہیں سن سکتا کیونکہ ہر مرغ کی خوراک انجیر نہیں ہوتی

سر پنہانست اندر زیر و بم   فاش گر گویم جہاں بر ہم زنم

ترجمہ: راز چھپا ہوا ہے بیچ اس زیر و بم کے اگر ظاہر کہدوں تو جہاں برہم اور درہم ہو

شرح: زیر آواز باریک اور بم آواز موٹے کا نام ہے یعنی ساز آواز میرے وجود کے اندر

رازِ الٰہی پوشیدہ ہے بموجب قول اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کے اگر اس کو ظاہر کر دوں تو تمام جہان کو درہم اور برہم کر دے آگے جو لوگ مطالعہ آوازہ پر معترض ہیں اور اس راز سے بے خبر ہیں ان کے جواب میں فرماتے ہیں ؎

گر نبودے نالۂ نی را ثمر — نی جہاں را پر نکردے از شکر

ترجمہ: اگر نہ ہوتا آوازنی کو اثر تو آواز سے تمام جہان ظہور نہ کرتا

شرح: یعنی جو شخص آواز کو بے فائدہ سمجھنے والا ہو تو اس کو چاہئے پیدائش جہان کی طرف خیال کرے تمام جہان کا ظہور آواز سے ہوا ہے اگر آواز میں اثر نہ ہوتا تو جہان کیسے پیدا کر سکتا تھا چنانچہ تمام موجودات کا روح اور زندگی آواز سے ہے **فائدہ** اول یہ ہے کہ جو آواز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ارواحوں کو سنایا گیا تھا اب بھی یہ آواز صاحب روح اہل حال کے سوا دوسرا قابل سننے کے نہیں ہے اہل نفس اس کی قال سننے سے بھی حیران رہ جاتا ہے اور دوسرا جب آواز خدا کا تھا وہ کیسے فانی ہو سکتا ہے تیسرا ہماری کمالیت عبودیت کی اقرار بلیٰ سے ہوئی ہے اور بلیٰ کا ظہور آواز الست سننے سے ہوا ہے اگر آواز الست کا ہمارے درمیان نہ ہو تو اقرار بلیٰ کا کیسے ہو سکتا ہے **واضح ہو** کہ عاشقان الٰہی صاحب روح کے واسطے کوئی عمل اور کوئی شغل اور کوئی عبادت اور کوئی وظیفہ آواز الٰہی سننے سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ تمام عبادتوں کا مغز معنی کلمہ طیب اور توحید خدا تعالےٰ کی ہے اور بغیر فنا ہستی انسان کے حاصل نہیں ہو سکتی اور سننا آواز الٰہی کا مقدمہ فناء الفنا کا ہے اسی واسطے سالکان طریقت صاحب روح سرود ظاہری سننے سے ہستی وجود کو فانی کرتے ہیں اور توفیق روحانی حاصل کر کے اس میں آواز الست الٰہی سننے کا مقصود ہوتا ہے اور صاحب روح کے لئے اب بھی وہی آواز موجود ہے اور سن رہے ہیں عاشقان الٰہی پر جب غلبہ آواز الٰہی کی مستی آتی ہے تو تمام ان کی ہستی فنا ہو جاتی ہے اور ہستی رب کی باقی رہ جاتی ہے جو اصل مقصود انسان کامل کا ہے اور معنی کلمے کا ہے اور کمال عبودیت کا ہے ایسا سرود تمام عبادتوں سے افضل اور مغز عبودیت کا ہے

عاشقانِ الٰہی کے بغیر اہل نفس عابد اور زاہد بیدرد کا کام نہیں ہے فائدہ جاننا چاہئے
کہ اہل اللہ کے اقوال سے ثابت ہے کہ اَلطَّرِیْقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ (ترجمہ) راہ خدا
کی طرف مطابق شمار سانس خلقت کے ہیں مگر ہم کو ازل سے رستہ کان سے راہ دکھایا گیا ہے۔
اس لئے اب بھی ہمارے لئے تمام شغلوں سے مطالعہ کان کا افضل ہے جو بغیر محبت اور صحبت اور
تعلیم اور تلقین مرشد کامل کے حاصل نہیں ہو سکتا طالب کو چاہئے کہ اپنے شیخ کے آگے اپنے آپ
سے خالی کان کی طرح ہو کیونکہ آواز الٰہی سننے کی توفیق نہیں رکھتا پیر کامل کی صحبت اور ان کے
آواز سننے سے کانوں کی توفیق حاصل کرے بموجب طریقہ حضرت آدم علیہ السلام کے جو اپنے آپ
سے خالی ہونے کے سبب کمالیت فَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ کی حاصل کی یعنی اور پھونکنے کے
متعلق ہمیشہ خالی چیز کام آتی ہے ایسے ہی جو انسان راز فَنَفَخْتُ فِیْہِ کا سننے والے ہیں ان کے
واسطے اس نغمے سننے سے زیادہ کوئی عمل نہیں ہے لیکن اس نغمے کا ظہور عشق سے ہوا ہے۔
جس کو عشق نہیں وہ اس کو نہیں سن سکتا اس کا وجود عیب اور اعتراض اور حرص دنیا سے
بھرا ہوا ہے بغیر عشق الٰہی کے اس کا علاج نہیں ہے اس لئے آگے فرماتے ہیں ؎

ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد اوز حرص و عیب کلی پاک شد

ترجمہ: جس کا جامہ عشق سے چاک ہو گیا وہ حرص اور عیب کلی سے پاک ہو گیا
شرح: جس شخص کی ہستی وجود کی عشق سے فنا ہو گئی وہ تمام عیب اور حرص سے پاک ہو گیا
یعنی ہستی فنا ہونے کے بغیر خیالات فاسدہ سے رہائی نہیں ملتی اور نہ امراض باطنی سے
صحت کاملہ عطا ہوتی ہے جو بغیر عشق کے نہیں ہو سکتی جیسے آگے فرماتے ہیں ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما اے طبیب جملہ علتہائے ما

ترجمہ: خوش ہو اے عشق خوش خیال ہمارے اے طبیب ہمارے تمام بیماریوں کے
شرح: یعنی تمام امراض باطنی کا علاج بغیر عشق کے نہیں ہے اور کمال عشق سے عاشق
معشوق ہو جاتا ہے عاشق محض پردہ معشوق کو کہا جاتا ہے جیسے فرماتے ہیں ؎

جملہ معشوق ست عاشق پردۂ　　زندہ معشوق ست عاشق مردۂ

ترجمہ: تمام معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے زندگی معشوق کی ہے اور عاشق مردہ ہے

شرح: حقیقت میں تمام معشوق ہے اور عاشق پردے کا نام ہے معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے ؎

عشق خواہد کیں سخن بیرون بود　　آئینہ غماز نبود چوں بود

ترجمہ: عشق چاہتا ہے کہ یہ سخن ظاہر ہو جاوے آئینہ رازگو نہ ہو تو کیسے ہو

شرح: عشق سے عاشق معشوق ہو جاتا ہے اور یہ راز ظاہر ہونا چاہتا ہے کیونکہ آئینہ دل عاشق سے جلوہ معشوق کا دکھائی دیتا ہے مگر جبتک آئینہ دل کا خواہشات ماسوی اللہ سے زنگ آلودہ ہے اس راز دکھانے کے قابل نہیں ہے کیونکہ آئینہ زنگ آلودہ صورت معشوق کی نہیں دکھا سکتا ؎

آئینہ کز زنگ آلائش جداست　　پر شعاع نور خورشید خداست

ترجمہ: جس شیشہ سے زنگار اور آلودگی جدا ہو جاوے اسمیں شعاع اور نور خورشید خدا کا سما جاتا ہے

شرح: یعنی جب طالب خدا کے آئینہ دل کی زنگ ہستی اور خودی کی دور ہو جاتی ہے تو اس میں نور سورج خدا کا چمکنے لگتا ہے چنانچہ مومن کے دل سے ذات خدا تعالیٰ کا جلوہ ظاہر ہوتا ہے بموجب حدیث قدسی لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَسَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ (ترجمہ) نہیں سما سکتا ہوں زمینوں اور آسمانوں میں لیکن سما جاتا ہوں دل بندہ مومن میں کیونکہ مومن کا دل مثل آئینہ کے ہوتا ہے اور آئینہ میں جس قدر فراخ چیز ہو سما جاتی ہے اسی واسطے مومن کے دل میں عالم دنیا اور عقبیٰ اور عرش اور کرسی اور بہشت اور دوزخ سمائے ہوئے ہیں صفائی دل کی ضرورت ہے جیسے فرماتے ہیں ؎

رو تو زنگار از رخ او پاک کن　　بعد ازاں آں نور را ادراک کن

ترجمہ: جا تو زنگار رخ دل سے صاف کر پیچھے اس سے اس نور کو دیکھ

شرح: جب آئینہ دل کی زنگار دور ہو جاویگی تو وہ مقام جلوہ گاہ ذات الہٰی کا ہو جاویگا اسی واسطے مومن

کا دل مقام خدا تعالیٰ کا ہے اور مومن بغیر صفائی قلب کے نہیں ہو سکتا اور صفائی قلب کی بغیر عشق الٰہی کے نہیں ہو سکتی ہاں عشق الٰہی عشق مومن یعنی پیر کامل پر موقوف ہے بموجب حدیث اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ (ترجمہ) مومن شیشہ مومن کا ہے اس لئے جب تک عشق مومن کا نہ ہو انسان مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ آئینہ دل کا بغیر عشق پیر کامل کے ہر گز صاف نہیں ہو سکتا بموجب حدیث لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (ترجمہ) نہیں ایمان لایا تم سے کوئی کہ جب تک نہیں رکھتا مجھ کو دوست زیادہ اپنے لڑکے سے اور باپ سے اور تمام آدمیوں سے اس حدیث میں رسول علیہ السلام ایمان کے لئے اپنے عشق کی تعلیم فرمائی ہے کیونکہ ایمان بغیر عشق رسول کے نہیں ہے اور عشق رسول بغیر عشق اولیا کے حاصل نہیں ہو سکتا ؎

این حقیقت را شنو از گوش دل　　　تا برون آئی بکلی زاب و گل

ترجمہ: اس حقیقت کو سنو کان دل سے تاکہ باہر آجاؤ تم سب آب اور گل سے

شرح: اگر اپنی حقیقت کی طرف راہ پاؤ تو تعلقات دنیا سے فراغت کلی حاصل کرو گے اے عزیز تمام حقیقت کلام مثنوی کی علم سلوک طریقت میں ہے تم کو چاہئے کہ قصہ پڑھنے سے اپنا قصہ سمجھ کر فیض صحبت مولانا سے بہرہ یاب ہو کر ہدایت حاصل کریں قصہ ماضی اور مستقبل کا خیال کرنا اہل طریقت کیلئے نقصان وقت کا ہے اور غفلت میں داخل ہے حکایت اول عشق پیر میں ہے جو بغیر عشق پیر کے سلوک طے مقامات طریقت کا ہرگز نہیں ہو سکتا اور روح کو قید نفس سے رہائی نہیں ہو سکتی اور شرائط عشق پیر میں جو مقام طلب اور نیاز اور ادب اور محبت اور تعمیل فرمان سے تعلق رکھتے ہیں ذکر فرماتے ہیں ؎

حکایت عاشق ہونا بادشاہ کا لونڈی پر اور خرید کرنا بادشاہ کا اُس لونڈی کو اور بیمار ہونا اُس کا

بشنوید اے دوستان این داستان　　　خود حقیقت نقد حال ماست آن

ترجمہ: سنو اے دوستو اس قصہ کو ہماری حقیقت اور اصل حالت یہ ہے

شرح: اے عزیز کان دل سے قصہ اپنے حال کا سُن چنانچہ بادشاہ دُنیا اور دین کا ہمارا اُتھا ہے اور جنگل عالم دنیا میں شکار معرفت الٰہی کے واسطے آیا ہے اور محبت لونڈی نفس میں گرفتار ہو کر تمام مال دنیا اور دین فروخت کر کے لونڈی نفس کو خرید لیا ہے جو لونڈی غلام ہستی اُس کا غلام ہو گیا ہے اور لونڈی عشق زرگر یعنی زیب اور زینت دُنیا میں بیمار ہے تمام طبیبان اہل دُنیا اس کے علاج سے عاجز ہو گئے ہیں خواہش نفس کی پوری نہیں ہوئی بادشاہ کو جناب خدا تعالےٰ میں عاجزی اور نیاز سے رحمت خدا تعالےٰ سے حکیم کامل کی ملاقات اور عشق ہونے سے لونڈی نفس کو بیماری عشق زرگر دنیا سے نجات حاصل ہوتی ہے اس حکایت میں عشق پیر کے بغیر بادشاہ روح کو قید نفس سے نجات حاصل نہ ہونیکا ذکر ہے۔ اور سلوک طریقت کا پہلا سبق عشق مجازی کا ہے اور مجاہدہ نفس کا ہے جو مطالعہ حکایت حسب ذیل سے یاران طریقت تعلیم حاصل کر سکتے ہیں جو حقیقت کی طرف راہ دکھاتا ہے ؎

بود شاہے در زمانے پیش ازیں ملک دُنیا بودش و ہم ملک دیں

ترجمہ: ایک بادشاہ تھا زمانے گذشتہ میں ملک دنیا کا اور دین کا رکھتا تھا

اتفاقاً شاہ شد روزے سوار با خواص خویش از بہر شکار

ترجمہ: اتفاق سے ایک دن بادشاہ سوار ہوا اور اپنے مصاحبوں کے ہمراہ شکار کو گیا۔

یک کنیزک دید شاہ بر شاہراہ شد غلام آں کنیزک جان شاہ

ترجمہ: ایک لونڈی دیکھی بادشاہ نے رستہ پر جان بادشاہ کی اُس لونڈی کی غلام ہو گئی۔

مرغ جانش در قفس چوں می طپید داد مال و آں کنیزک را خرید

ترجمہ: مرغ روح اُس کا پنجرے میں بے تاب ہوا مال دیدیا اور لونڈی کو خرید لیا۔

چوں خرید اورا و برخوردار شد آں کنیزک از قضا بیمار شد

ترجمہ: جب لونڈی کو خرید لیا اور مقصود حاصل کیا وہ لونڈی قضا الٰہی سے بیمار ہو گئی

شاہ طبیباں جمع کرد از چپ و راست گفت جان ہر دو در دست شماست

ترجمہ: بادشاہ نے طبیبوں کو اکٹھا کیا بائیں اور سیدھے طرف سے اور کہا جان دونوں کی تمہارے ہاتھ میں ہے

ہر کہ درمان کرد مر جان مرا   برد گنج و دُر و مرجان مرا

ترجمہ: جس کسی نے علاج کیا خاص جان میری کا لے گا خزانہ گوہر اور مرجان میرے کو

جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم   فہم گرد آریم و انبازی کنیم

ترجمہ: سب طبیبوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہم سب جانبازی کریں گے سب مل کر اور سوچ کر کوشش علاج میں شریک ہوں گے

گر خدا خواہد نگفتند از بطر   پس خدا بنمودشان عجز بشر

ترجمہ: انشاء اللہ تعالیٰ نہ کہا سرکشی سے پس خدا تعالیٰ نے اُن کو عاجز کر دیا

اے بسا ناوردہ استثنا بگفت   جان او با جان استثناست جفت

ترجمہ: اے بہت نہ انشاء اللہ کہنے والے ہیں کیوں کہ جان اُن کی جان انشاء اللہ میں ملی ہوئی ہے

ہر چہ کردند از علاج و از دوا   گشت رنج افزون و حاجت ناروا

ترجمہ: جو کچھ طبیبوں نے علاج اور دوا کیا بیماری زیادہ ہو گئی اور مقصود پورا نہ ہوا

آں کنیزک از مرض چوں موئے شد   چشم شہ از اشک خوں چوں جوئے شد

ترجمہ: وہ لونڈی بیماری سے بال کی طرح باریک ہو گئی اور بادشاہ کی آنکھوں سے آنسو خون کے مثل چشمہ کے جاری تھے

شرح: بادشاہ دنیا اور دین کا روح ہے جنگل عالم دنیا کا ہے شکار معرفت الٰہی ہے لونڈی نفس ہے یعنی ہمارا روح بادشاہ دنیا اور دین کا ہے جنگل عالم دنیا میں شکار معرفت الٰہی کے واسطے آیا ہے رستہ سفر میں لونڈی نفس کے عشق میں گرفتار ہو کر شکار ہو گیا ہے حقیقت میں نفس غلام روح کا تھا بوجہ عشق کے جو نفس غلام تھا وہ بادشاہ ہو گیا ہے اور جو روح بادشاہ تھا وہ غلام ہو گیا ہے چنانچہ اب تمام بادشاہی اور حکم نفس کا ہے اس لئے تمام بادشاہی روح کی قیمت نفس میں بوجہ عشق کے فروخت ہو چکی ہے کیونکہ ہمیشہ عاشق کو قیمت معشوق میں تمام چیز دینی پڑتی ہے بلکہ جان بھی قیمت معشوق میں عاشق خرچ کر دیتے ہیں اسی طرح سے ہمارا روح عشق نفس میں اپنی تمام طاقت روحانی خرچ کر چکا ہے خاصیت اور صفات روح کی خاصیت اور صفات نفس سے تبدیل ہو چکی ہے روح کی کوئی چیز باقی نہیں ہے تمام عمل اور حکم نفس کا ہو گیا ہے علیٰ ہذا القیاس ہر ایک انسان کا روح سوائے اہل اللہ کے

عشق نفس میں گرفتار ہے اور ہر ایک انسان کا نفس عشق زرگر مطلوب دنیا اپنی اپنی خواہش نفسانی ماسوی اللہ میں سخت بیمار ہے تمام طبیب دنیا سے بیماری خواہشات نفسانی سے نفسی کی مطلب برآری کے معالجہ میں کوشش کر رہا ہے جیسے مولانا فرماتے ہیں کہ بادشاہ نے تمام طبیبوں کو کہا کہ میری جان اور لونڈی کی جان ایک ہے جس نے میری لونڈی کا علاج کیا اور بیماری سے بچایا گویا اس نے میری جان کو بچایا کیونکہ عاشق اور معشوق کی ایک جان ہوتی ہے اور نیز بادشاہ نے اقرار کیا کہ بیماری سے بچانے والے حکیم کو اپنے تمام خزانے اور جواہرات حوالہ کر دونگا جب حکیم ظاہری کو عشق مجازی ہونے سے تمام مال اور خزانے دینے کا اقرار ہو رہا ہے حکیم باطنی عشق حقیقی میں تمام مال اور خزانے دینے کا کیسے اقرار نہ ہوگا چنانچہ تمام طبیبان دنیا ہمیشہ اور تمام عمر اپنی کوشش کر رہے ہیں جو کہ لونڈی نفس بیماری گرفتاری عشق خواہشات نفسانیہ سے نجات حاصل کرے مگر روز بروز بیماری زیادہ ہو رہی ہے اور خواہش کسی قسم کی پوری نہیں ہو سکتی مولانا فرماتے ہیں کہ تمام طبیب اہل دنیا کے انشاء اللہ نہ کہنے سے علاج سے عاجز ہیں کیونکہ ان کے دل میں انشاء اللہ کی تعمیل نہیں ہے زبانی کہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا چنانچہ اکثر اہل اللہ سے انسان ہیں جو ان کی جان انشاء اللہ سے ملی ہوئی ہے ان کا تمام فرمان ارادہ حق سے ہوتا ہے وہ زبانی کہنے کے پابند نہیں ہیں جو کچھ فرمادیں وہی ہو جاتا ہے غرضیکہ تمام طبیبان اہل دنیا نے جو کچھ علاج کیا لونڈی نفس کو بیماری زیادہ ہو گئی اور بادشاہ لاچار ہو گیا اور تمام طبیب علاج سے عاجز ہو گئے کیونکہ جو کوئی دعویٰ کرتا ہے اور ارادہ خدا کو شامل حال نہیں جانتا خدا تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے اب بادشاہ روح مجاہدہ عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف راہ پاتا ہے اور طبیبان ظاہری سے منہ پھیر کر حکیم باطنی کی طرف رجوع کرتا ہے جیسے آگے فرماتے ہیں ؎

شہ چوں عجز آں حکیماں را بدید — پا برہنہ جانب مسجد دوید

ترجمہ: بادشاہ نے جب عجز طبیبوں کا دیکھا پا برہنہ مسجد کی طرف دوڑا

رفت در مسجد سوئے محراب شد — سجدہ گاہ از اشک شہ پر آب شد

ترجمہ: مسجد میں محراب کی طرف گیا سجدہ گاہ بادشاہ کا آنسوؤں کے پانی سے بھر گیا

چون برآورد از میان جان خروش — اندر آمد بحر بخشایش بجوش

ترجمہ:- جب نکالی دل سے فریاد بادشاہ نے آیا دریا بخشش کا جوش میں!

درمیان گریہ خوابش در ربود — درخواب او کہ پیرے رو نمود

ترجمہ:- گریہ کے اندر بادشاہ کو خواب آگیا اور خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا

گفت ای شاہ مژدہ حاجاتت رواست — گر غریبے آیدت فردا ز ماست

ترجمہ:- اُسنے کہا کہ اے بادشاہ خوشخبری ہو تیری مراد پوری ہوگئی کل ایک مہمان آئیگا

در علاجش سحر مطلق را ببین — در مزاجش قدرت حق را ببین

ترجمہ:- اُسکے حق میں (علاج) جادو حکمت حق کی دیکھ اور اُسکے مزاج میں قدرت حق کی دیکھ

خفتہ بود آن خواب دید آگاہ شد — گشتہ مملوک و کنیزک شاہ شد

ترجمہ:- سویا ہوا تھا خواب دیکھکر آگاہ ہوا غلام لونڈی کا تھا- اب بادشاہ ہوگیا

چون رسید آن وعدہ گاہ و روز شد — آفتاب از شرق اختر سوز شد

ترجمہ- جب وقت وعدہ پہنچ گیا اور دن ہوا سورج نکلا اور ستارونکو جلایا!

دید شخصے کاملے پر مایۂ — آفتابے در میان سایۂ

ترجمہ:- دیکھا ایک شخص کامل صاحب مرتبہ جو سورج تھا ابر کے سایہ میں

می رسید از دور مانند ہلال — نیست بود و ہست بر شکل خیال

ترجمہ:- پہنچا دور سے مثل چاند پہلی رات کے نیست تھا اور ہست اُپر شکل خیال کے

نیست وش باشد خیال اندر جہان — تو جہانے بر خیالے بین روان

ترجمہ:- نیست کی صورت ہے تمام خیال جہان کا تو جہاں کو اُپر خیال کے دیکھ چلتا ہوا

بر خیال صلح شان و جنگ شان — بر خیال نام شان و ننگ شان

ترجمہ:- اور پر خیال کے صلح اُنکا اور جنگ اُن کا اُپر خیال کے ہے نام اور ناموس اُنکا

آن خیالاتے کہ دام اولیاست — عکس ماہرویان بستان خداست

ترجمہ۔ جن خیالوں میں اولیا اللہ گرفتار ہیں وہ عکس خوبرویاں باغ خدا کے ہیں۔!

آں خیالے را کہ شہ در خواب دید　　در رخ مہماں ہمی آمد پدید

ترجمہ:۔ وہ خیال جو بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا۔ مہمان کے رخ پر ظاہر تھے

نور حق ظاہر بود اندر ولی　　نیک بیں باشی اگر اہل دلی

ترجمہ:۔ نور خدا ظاہر ہوتا ہے ولی اللہ میں اگر تو اہل دل کا ہوگا۔ تو دیکھ لے گا۔

شہ بجائے حاجباں در پیش رفت　　پیش آں مہماں غیبی خویش رفت

ترجمہ:۔ بادشاہ بجائے دربانوں کے خدمت میں استقبال کے لئے آگے اس مہمان غیبی کے گیا

گفت معشوقم تو بودستی نہ آں　　لیک کار از کار خیزد در جہاں

ترجمہ:۔ کہا میرا معشوق تو ہے وہ نہیں ہے لیکن کام سے کام ظاہر ہوتا ہے جہاں میں!

ای مرا تو مصطفے من چوں عمر　　از برائے خدمتت بندم کمر

ترجمہ:۔ ای میرا تو مصطفے ہے۔ اور میں مثل عمر کے ہوں تیری خدمت کیلئے کمر باندھتا ہوں

شرح:۔ بادشاہ جب تمام طبیبوں کے علاج سے ناامید ہوگیا اور دیکھا۔ کہ حکیم بیماری لونڈی کے علاج سے عاجز ہیں اس وقت پابرہنہ مسجد کی طرف دوڑا اور نہایت عجز اور انکساری سے محراب مسجد میں اس قدر رویا کہ سجدہ گاہ بادشاہ کی پانی آنسوؤں سے بھر گئی اس وقت عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف راہ دیکھا یا تب بادشاہ نے جناب خدا تعالےٰ میں اپنا قصور پیش کیا۔ جو ایک قصور عشق لونڈی کا تھا۔ دوسرا قصور طبیب اہل دنیا کی طرف منہ پھیر کر خدا سے غافل ہونے کا تھا۔ بادشاہ نیاز اور شکستگی اور دردِ دل سے خدا کی طرف ہوکر جب آہ نکالی تو دریا رحمت خدا کا جوش میں آگیا۔ اور سایہ

رحمت الہٰی سے بادشاہ کو تسکین ہوئی اور عشق مجازی سے عشق حقیقی کا راہ ملا تمام تعلقات نفسانی سے فارغ ہو کر بادشاہ کو خواب آگیا اور روح قید نفس سے آزاد ہو گیا کیونکہ ایسا خواب بیداری روح اور بیکاری نفس سے ہوتا ہے۔ اور خاص کر یہ خواب سایہ رحمت خدا سے تھا۔ اس میں صورت پیر کامل یعنی رسول علیہ السلام نے اپنا چہرہ مبارک دکھا کر فرمایا۔ کہ اے بادشاہ تجھے خوشخبری ہو۔ کہ اب تمام حاجتیں تیرے دل کی پوری ہو جائینگی۔ جو شخص کل تیرے پاس آئے گا۔ وہ میرا بھیجا ہوا میرے جیسا ہو گا۔ تیرے تمام مقصود دل کے پورے کرے گا۔ غرضیکہ جب انسان رجوع خالصاً الی اللہ کر کے مقام نیاز کا پورا کرتا ہے۔ تو اس پر سایہ رحمت خدا کا ہوتا ہے۔ اس کے نفس کے سلانے اور روح کے بیدار ہونے کے بعد وسیلہ خدا کی طرف راہ دکھایا جاتا ہے۔ اسی طرح سے جب خدا تعالےٰ اپنے بندوں پر رحمت فرماتا ہے۔ تو ان کو اپنے دوستوں کا وسیلہ عطا فرما دیتا ہے اور جن کو اپنی رحمت سے محروم فرماتا ہے۔ ان کو اپنے دوستوں سے دوری کر دیتا ہے۔ بادشاہ غفلت میں سویا ہوا تھا۔ سیر عالم ارواح کا خواب دیکھکر نیند غفلت سے جاگا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ لونڈی بادشاہ بنی ہوئی ہے۔ اور بادشاہ لونڈی بنا ہوا ہے۔ آگے بادشاہ لونڈی کا بندہ تھا۔ رحمت خدا سے خدا کا بندہ ہو گیا۔ اور خدا کے بندوں کے حوالے کیا گیا۔ اب بادشاہ مرض لونڈی کے لئے حکیم کامل کی جو عالم خواب میں دکھایا گیا تھا۔ انتظار میں تھا۔ وقت وعدہ کا پورا ہو گیا۔ سورج نکل آیا۔ تو دیکھا۔ کہ ایک شخص صورت انسان کی

رکھتا ہے۔ اور حقیقت میں جلوہ حق کا مظہر ہے مثل سورج کے جو سایہ ابر میں ہوتا ہے۔ دور سے آ رہا ہے۔ اور چاند پہلی رات کی مثل نظر میں آیا تبیدت تھا صورت بشریت میں اور ہست تھا مقام حقیقت میں اوپر فلکل خیال کے اب بھی تمام جہاں کا عمل خیال پر ہے۔ صلح اور جنگ اور نام اور ناموس اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غم علے ہذالقیاس تمام جہاں کا عمل خیال پر ہو رہا ہے۔ انسان محض خیال ہے۔ خیال نیک سے نیکی کرتا ہے اور خیال بد سے بدی کرتا ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔ کہ جو خیال خواب میں بادشاہ نے دیکھا تھا وہ تمام مہمان کے رخ پر ظاہر تھا۔ کیونکہ نور خدا کا ظاہر ہوتا ہے۔ دل سے اور صاحب دل اس کو دیکھتا ہے۔ ہر کس اہل نفس کا کام نہیں۔ بموجب حدیث اَلْمُؤمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔

ترجمہ:۔ مومن دیکھتا ہے نور خدا سے۔ مومن وہ ہوتا ہے۔ جو اس کا دل آئینہ خدا کا ہو جائے۔ اور اس میں عکس ذات حق کا سما جائے جب بادشاہ نے آنکھ عشق سے انسان میں جلوہ حق کا دیکھ لیا دربانوں کی طرح آگے اپنے مہمان غیبی کے استقبال کے لئے حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ میں عاشق لونڈی کا نہ تھا۔ اصل میں عاشق تیرا تھا۔ مگر کام سے کام ظاہر ہوتا ہے۔ جہاں میں اگر عشق مجازی لونڈی کا مجھے نہ ہوتا۔ تو آپ کا عشق کیسے ہو سکتا تھا۔ اب عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف راہ دکھا دیا ہے۔ بموجب قول اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ۔

ترجمہ:۔ مجاز سیڑھی حقیقت کی ہے۔

واضح ہو۔ کہ عشق مجازی اور عشق حقیقی ایک ہے۔ محض سمجھنے کا فرق ہے۔ صفت مجاز کا جذب ذات کی طرف سے ہوتا ہے۔

صفت بغیر ذات کے جذب نہیں کر سکتی۔ اور یہی غیر بینی کے حجاب سے عشق مجازی کہا جاتا ہے۔ جب حجاب صفات کا درمیاں سے اٹھ جاوے اور جلوہ ذات کا دکھائی دیوے تو اس کو عشق حقیقی کہتے ہیں۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ پردہ صفات کا حجاب ذات کا ہوا ہے۔ اصل میں عشق ذات کا ہے۔ جیسے مجنوں کو لوگوں نے کہا۔ کہ اے مجنوں افسوس ہے۔ کہ تو عاشق لیلے کا بنا ہے اور خدا اور رسول کا عاشق نہیں ہوا۔ مجنوں نے جواب دیا۔ جو روح لیلی کا ہے۔ اس کا ظہور ذات خدا تعالئے سے ہے۔ کیونکہ وہ امر رب سے ہے اور وجود اس کا ہے۔ وہ نور محمدؐ سے ہے۔ ذات حق اور نور محمدؐ کے بغیر لیلی کا وجود کہاں ہے۔ میں عاشق خدا کا ہوں۔ صفات لیلی کا پردہ رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح سے جب بادشاہ نے عشق لونڈی سے عشق پیر کا حاصل کر لیا۔ تو پیر کی خدمت میں یہ عرض کرتا تھا۔ کہ اے میرے مصطفےٰ ابن عمر کی طرح تیرا عاشق ہوں اور ہمیشہ کے لئے تیرا خادم ہوں۔ اب خدا تعالئے سے توفیق ادب کی چاہتا ہوں۔

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا کا مضمون ہذا سے ہم کو تعلقات نفسانی سے رہائی حاصل کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے یعنی جب بادشاہ ہمارا روح تمام تدبیر اہل دنیا سے ناامید ہوتا ہے۔ اور بیماری حرص دنیا اور خواہشات نفسانی سے لونڈی نفس کو رہائی نہیں ملتی تو راہ عجز اور نیاز کا تب ہمکو خدا تعالئے کی طرف ملتا ہے۔ اور ہمارا گریہ اور نیاز اور آہ درد دل کی فریاد سے رحمت خدا کی جوش میں آجاتی ہے ہمکو تمام تعلقات ماسویٰ اللہ نفسانی سے فارغ کر کے سلا دیتی ہے اور فضل خدا سے رابطہ دوستاں خدا کی طلب ہمارے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

اور طلب سے ملاقات اور ملاقات درستی خیال اور درستی خیال سے عشق پیر کا حاصل ہوتا ہے۔ اور عشق سے بشریت میں جلوہ حق دیکھنے کی توفیق اور اس توفیق سے رہائی قید نفس سے ہوتی ہے۔ پھر محض خدمت اور ادب پیر کا سالک کو تمام طے مقامات کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ معیت شیخ سے جو توفیق مرید میں آتی ہے۔ اس توفیق سے تمام سلوک پورا ہو سکتا ہے۔ اس واسطے مولانا آگے دعا توفیق ادب کی خدمت شیخ میں خدا تعالے سے مانگتے ہیں۔ اور یاران طریقت کو آگے یہ تعلیم بادشاہ کی طلب توفیق ادب کی اور ذلت بے ادبی کی فرماتے ہیں:۔

بادشاہ کی طلب توفیق ادب کی خدا تعالے سے

اور

ذلت بے ادبی کی

از خدا جوئیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

ترجمہ:۔ خدا سے چاہتے ہیں توفیق ادب کی بے ادب محروم ہے فضل خدا سے

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ترجمہ:۔ بے ادب اکیلا آپ کو بلا میں نہیں ڈالتا بلکہ آگ بلا کی زمانے پر ڈالتا ہے

درمیان قوم موسے چند کس بے ادب گفتند کو سیر و عدس

ترجمہ:۔ قوم موسے سے چند آدمیوں نے بے ادبی سے لہسن اور مسور کو مانگا!

منقطع شد نان خوان از آسمان! ماند رنج زرع و بیل و داسمان

ترجمہ:- بند ہوگیا خوانچہ من اور سلوی کا آسمان سے رہ گئی تکلیف کھیتی بیجنے کی اور بیلچوں اور درانتی کی

بدگمانی کردن کردن و حرص آوری ۔۔۔ کفر باشد نزد خوان مہتری

ترجمہ:- بدگمانی کرنا اور حرص زیادتی کا کفر ہے ۔ نزدیک خوانچہ پیغمبر کے

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق ۔۔۔ گردد اندر وادی حیرت غریق

ترجمہ:- جو کوئی گستاخی کرتا ہے طریقت میں ہوتا ہے جنگل حیرت میں غرق

حال شاہ و مہماں بر گو تمام! ۔۔۔ زانکہ پایانے ندارد این کلام!

ترجمہ:- حال بادشاہ اور مہمان کا تمام کہہ ۔ کیونکہ انتہا نہیں رکھتی یہ کلام ۔

شرح:- بادشاہ نے کہا ۔ کہ اب میں خدا تعالیٰ سے توفیق ادب کا طلبگار ہوں ۔ کیونکہ بے ادبی فضل خدا سے محروم کر دیتی ہے ۔ خدا تعالیٰ جب اپنے بندے کو اپنا دوست بنا دیوے تو یہ محض فضل خدا کا ہے ۔ اور فضل خدا بغیر ارادہ انسان کے ہوتا ہے فضل خدا میں ارادہ انسان کا اگر کسی قسم کا داخل ہو جائے ۔ تو فضل خدا سے محرومی ہوتی ہے ۔ اور موجب بے ادبی کا ہوتا ہے ۔ طالب خدا کو فضل خدا کا شکر کرنا چاہیئے تاکہ نعمت زیادہ ہو اور شکر اس کو کہتے ہیں ۔ کہ طالب تمام اپنی توفیق فنا سمجھے اور اسی کی توفیق خیال کرے تاکہ فضل خدا کا زیادہ ہو موسیٰ علیہ السلام کی قوم اپنا ارادہ اور خواہش نفسانی طالب کرنے سے جو خوانچہ آسمانی فضل خدا سے نازل ہوتا تھا محروم کئے گئے اسی طرح سے تمام طالب جو رابطہ دوستان خدا کا اپنے لئے کافی نہیں سمجھتے اور اپنے ارادہ کو امر شیخ پر مقدم کرتے ہیں ۔ اور خواہش طے مقامات اور منازل کی اپنے ارادہ سے کرتے ہیں ایسے ادبی موجب شیخ میں گرفتار ہوکر آپ بھی اور باقی طالباں کو بھی فیض سے محروم کر دیتے ہیں اور عذاب کے مستحق ہوتے ہیں جیسے چند آدمی قوم موسیٰ نے اپنی خواہش طلب کرنے سے فضل خدا سے

تمام قوم موسیٰ کو محروم کر دیا اسیطرح ایک پیر بھائی کی بے ادبی تمام پیر بھائیوں کو فیض سے محروم کر دیتی ہے طالب کو امر شیخ کا اپنے ارادہ پر مقدم رکھنا چاہئیے اور بدگمانی اور حرص ترقی مقام اپنے ارادہ سے ہرگز نہ کرے کیونکہ طریقت کا کفر ہے اور بے ادبی شیخ کی ہے۔ اور طالب کو مقام حیرت میں ڈالکر فیض ہدایت شیخ سے محروم کرتی ہے۔

واضح ہو کہ سلوک طریقت میں سوال کرنا اور اعتراض کرنا اور اپنے ارادہ کو امر شیخ پر مقدم کرنا اور بدگمانی کرنی اور شیخ کی آزمائش کا خیال کرنا اور کام دنیا سے اپنے شیخ سے فال مارنا اور نفع اور نقصان دنیا سے کمالیت شیخ کی دیکھنی اور بشریت شیخ کا خیال کرنا یہ تمام کام کافروں کے ہیں اور بے ادبی میں داخل ہیں اور محرومی فیض ہدایت طالب کا سبب ہے طالب کو ایسے تمام خطرات سے بچنا چاہئیے۔ فائدہ۔ جاننا چاہئیے کہ شیخ رابطہ محبت خدا اور سلوک طریقت حاصل کرنیکے واسطے ہوتا ہے خواہشات نفسانی طالب کو شیخ سے طلب کرنیسے رابطہ محبت خدا میں حجاب آجاتا ہے اور ہدایت سے روک دیتا ہے البتہ ضروریات نفسانی شیخ کی خدمت میں عرض کرنیکی منع نہیں ہے جو کچھ فرمان ہو اسپر عمل کرے اپنے ارادہ اور خواہش کو ترک کرے کیونکہ تمام نقصان طالب کو اپنے ارادہ اور خواہش نفس سے ہوتا ہے اکثر اولیا اللہ رابطہ خدا کے ہیں۔ رابطہ نفس کے نہیں ہیں رابطہ خدا سے طالب خواہشات نفسانی کرنی بے ادبی میں داخل ہے ایسے ہی جناب رسول علیہ السلام رابطہ خدا کے تھے جب چند اشخاص صاحب نفس مکہ والوں سے نرخ غلہ گرانی اور ارزانی کے متعلق سوال کیا۔ کہ ہمکو بموجب حکم خدا علم غیب سے مطلع کیا جائے تاکہ ہم تجارت سے نفع اٹھائیں اور نقصان سے بچیں خدا تعالےٰ نے اُنکے جواب میں یہ حکم فرمایا قولہ تعالےٰ: قُلْ لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

ترجمہ:۔۔ اے محمدؐ طالبان خواہش سے کہدو کہ میں مالک نہیں۔

اپنے نفس کے لئے نفع اور نقصان کا مگر جو کچھ خدا چاہتا ہے اگر ہوتا میں علم غیب
کے جاننے والا نفس کے لئے تو نفع اور نقصان سے اپنے نفس کو بچا لیتا میں صرف
ڈرانیوالا اور خوشخبری دینے والا اہل نفس کے واسطے ہوں۔ اُس قوم کے لئے جو ایمان
لائیں یعنی رابطہ خدا رکھنے والوں کو رسول علیہ السلام اور اولیاء کرام خدا کی صفت سے
جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور اہل نفس کے لئے صورت بشری میں دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ
آئینہ خدا تعالےٰ کے ہیں۔ اسلئے آئینہ میں ہر ایک کو اپنے اپنے عکس دیکھنے سے حکم
فرمایا ہے۔ جیسے کافروں کو قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا حکم فرمایا گیا۔ کیونکہ جو
رسالت کے منکر تھے۔ اُن کے لئے رسول کی کیا تعریف ہو سکتی تھی انکو بغیر بشریت کے
اور کچھ دیکھنے کی تمیز نہ تھی۔ اور مومن عاشقان رسول کو بیعت رسول بیعت خدا
اور اطاعت رسول اطاعت خدا اور ہاتھ رسول کا ہاتھ خدا بلکہ تمام رابطہ رسول
رابطہ خدا سے حکم فرمایا گیا۔ اسلئے رابطہ خدا کا ادب خدا کا ادب ہے۔ اور اس کی
بے ادبی خدا کی بے ادبی ہے۔ سالکان طریقت بے ادبی شیخ سے جنگل حیرت میں ہزارہا غرق
ہو چکے ہیں۔ اس کلام کا انتہا نہیں۔ اب بادشاہ اور مہمان کا حال کہنا چاہیئے۔

خلاصۃ المقصود: — موسیٰ سے مراد پیر کامل ہے۔ اور قوم سے طالبان عاشقان دیدار
الٰہی ہیں۔ قوم موسیٰ یعنی طالبان خدا تمام ارادتمندان دیدار
خدا پر مہمانی فضل خدا سے خود بخود واردات غیبی صحبت شیخ سے نازل ہوتے ہیں
کیونکہ سلوک طریقت میں اصل مقصود محبت خدا ہے۔ اور ہمیشہ دوست کے لئے
مہمانی دوست کی بغیر سوال کے ہوتی ہے۔ اسلئے طریقت میں طالبان مولیٰ کو قوم
موسیٰ کیطرح بے ادبی شیخ مثل سوال اور حرص زیادتی مقام اپنے ارادہ سے اور بظنی
ہر قسم اپنے شیخ سے بچنا چاہیئے تاکہ مہمانی فضل خدا کی بند نہ ہو جائے طالبان حق کو
محض رابطہ خدا قائم ہونے پر فضل خدا کا شکر کرنا چاہیئے۔ تاکہ شکر کرنے سے نعمت

زیادہ ہو۔ اور کفران نعمت سے بچے فافہم ۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ اپنے عاشقوں کو بغیر اور جستجو کامل کے مہمانی ملاقات شیخ کی فرماتا ہے۔ اور اُنکی مہمانی ادب اور نیاز اور عشق سے ہے۔ جو شخص مہمان خدا تعالےٰ کی مہمانی نہیں کرتا تو خدا تعالےٰ اس کو اپنی نعمت سے محروم فرماتا ہے اور مہمان بھی رخصت ہو جاتا ہے۔ آگے مولانا سفر طریقت میں آپس میں رابطہ پیر اور مرید کے مدارج حال بادشاہ اور مہمان میں تعلیم فرماتے ہیں ؛

رابطہ پیر اور مرید کا بادشاہ اور مہمان کے حال میں

شہ چوں پیش مہمان خویش رفت   شاہ بود ولیک بس درویش رفت

ترجمہ:۔ بادشاہ آگے مہمان اپنے کے گیا۔ بادشاہ تھا مگر مثل گداگر کے حاضر ہوا۔

دست بکشاد و کنار انش گرفت   ہمچوں عشق اندر دل و جانش گرفت

ترجمہ:۔ ہاتھ کھول کر انکو بغل میں لیا مثل عشق کے اُن کو دل و جان کے اندر رکھا

گفت اے نور حق و دفع حرج   معنئے الصبر مفتاح الفرج

ترجمہ:۔ بولا اے نور خدا دفع کرنے والا تکلیفوں کا اے مقصود صبر کنجی خوشی کا ہو

اے لقائے تو جواب ہر سوال   مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

ترجمہ:۔ اے دیکھنا تیرا جواب ہر سوال کا ہے۔ اور مشکل حل ہو جاتے ہیں بغیر کہنے کے

مرحبا یا مجتبےٰ یا مرتضےٰ   ان تغب جاء القضا ضاق الفضا

ترجمہ:۔ مرحبا اے میرے رسول اور راہبرے علی اگر تو غائب ہو جائے میری قضا آجائے اور دنیا تنگ ہو

چوں گذشت ایں مجلس خوان کرم   دست او بگرفت برد اندر حرم

ترجمہ:۔ جب گذرا وقت مجلس کا اور کھانے کا ہاتھ اُن کا پکڑا اور حویلی میں لے گیا

قصۂ رنجور رنجورے بخواند !   بعد ازاں در پیش رنجورش نشاند

ترجمہ:۔ فدیہ بیمار اور بیماری کا پڑھا پیچھے اس بیمار کے پاس بٹھایا

دید رنج و کشف شد بر وے نہفت　　لیک پنہاں کرد با سلطان نگفت

ترجمہ:۔ دیکھا رنج کو اور اس کا راز کھل گیا مگر پوشیدہ رکھا اور بادشاہ کو نہ کہا

دید از زاریش کو زار دل است　　تن خوش است و او گرفتار دل است

ترجمہ:۔ اس کی بیماری کو دیکھا جو بیماری دل ہے وجود کی مرض نہیں دل گرفتار ہے

ہر چہ گویم عشق را شرح و بیان　　چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

ترجمہ:۔ جو کچھ کہوں عشق کی شرح اور بیان جب عشق میں آؤں تو شرمسار ہوتا ہوں

عقل در شرحش چو خر در گل بخفت　　شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت

ترجمہ:۔ عقل شرح عشق سے شل گدھے کے کیچڑ میں ہے شرح عشق اور عاشقی کی عشق نے

آفتاب آمد دلیل آفتاب　　گر دلیلت باید از وے رو متاب

ترجمہ:۔ سورج کی دلیل سورج ہے۔ اگر تجھے دلیل چاہئے تو اس سے منہ نہ پھیر

از وے ار سایہ نشانی میدہد　　شمس ہر دم نور جانی میدہد

ترجمہ:۔ اگر اس سے سایہ نشانی دیتا ہے۔ تو شمس ہر دم نور جان کا دیتا ہے۔

واجب آمد چونکہ بردم نام او　　شرح رمزے کردن از انعام او

ترجمہ:۔ واجب ہوا ہے جبکہ لیا ہے میں نے نام انکا شرح کرنے رمز کی انکے انعام سے

شمس تبریزی کہ نور مطلق است　　آفتاب است و ز انوار حق است

ترجمہ:۔ شمس تبریزی جو نور مطلق ہے۔ سورج ہے۔ اور نور خدا سے ہے

چوں حدیث روئے شمس الدین رسید　　شمس چارم آسماں سر در کشید

ترجمہ:۔ جب ذکر منہ شمس الدین نور خدا کا ہوا تو سورج آسمان چہارم نے سر چھپایا

لا تکلفنی فانی فی الفنا!!　　کلت افہامی فلا احصی ثنا

ترجمہ:۔ مجھے تکلیف نہ دو میں مقام فنا میں ہوں ناقص ہوا ہے میرا فہم کیسے تعریف کروں

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست   شرح آں یارے کہ او را یار نیست

ترجمہ:۔ میں کیا کہوں جو ایک رگ میری بھی ہوشیار نہیں شرح اُس یار کی جو اسکا یار نہیں

خود ثنا گفتن ز من ترک ثنا ست   کایں دلیل ہستی ہستی خطا ست

ترجمہ:۔ میرا ثنا کرنا ترک ثنا ہے کیونکہ ثنا دلیل ہستی کی ہے اور ہستی خطا ہے۔

صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق   نیست فردا گفتن از شرط طریق

ترجمہ:۔ صوفی صاحب حال ہوتا ہے کل کی بات کرنی شرط طریقت کی نہیں ہے

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں   گفتہ آید در حدیث دیگراں

ترجمہ:۔ بہت خوش ہوتا ہے۔ جو راز دوستوں کا کہا جائے دوسروں کی بات میں

گفتمش اُر عریاں شود او در عیاں   نے تو مانی نے کنارت نے میاں

ترجمہ:۔ کہا میں نے اگر بے پردہ وہ ظاہر ہو نہ تو رہیگا اور نہ بغل اور نہ کمر

ایں ندارد آخر و آغاز کو   رو تمام ایں حکایت باز گو

ترجمہ:۔ یہ نہیں رکھتا انتہا اور ابتدا جا تمام اس حکایت کا بیان کر

شرح:۔ مولانا ملاقات مہمان خدا یعنی پیر کامل اور اسکی تعظیم اور ادب اور رابطہ محبت سے نور خدا کا اسمیں دیکھنا مطابق حال اور عشق کے اپنے پیر کے یاراں طریقت کو مضمون حکایت میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ بادشاہ جب اپنے مہماں کی خدمت میں حاضر ہوا اگرچہ بادشاہ تھا۔ نہایت ادب اور نیاز سے گداگروں کی طرح پیش ہوا کیونکہ عاشق اپنے معشوق سے ہمیشہ نیاز سے پیش ہوتا ہے۔ اگرچہ بادشاہ بھی ہو اسیواسطے مرید کو جبتک اپنے پیر سے آدب اور نیاز نہ ہو طریقت میں قدم نہیں رکھ سکتا اور رحمت خدا کا حقدار نہیں ہوسکتا جیسے مولانا فرماتے ہیں کہ بادشاہ نے ہاتھ کھول کر بغل میں لیا اور توجہ قلبی سے اسکے دل اور جان میں سما گیا اور آنکھ عشق کی کھل گئی اور جلوہ ذات خدا اور ذات رسول کا دکھائی

دینے لگا۔ اس وقت بادشاہ نے کہا اے جلوہ نور خدا میری تمام تنگی اور تکالیف عالم
کی دفع کرنیوالا اور میرے مجاہدات اور مصیبتوں پر صبر کرنے کا ثمرہ بس تیرا ہی دیدار
تھا۔ اور ازل سے عالم دنیا پر آنیکا میرا یہی نتیجہ تھا۔ جو پورا ہوگیا ہے۔ ای میرا واسطہ
دیدار خدا اور رسول کا میرے لئے فقط تیرا دیدار دنیا اور دین کیلئے کافی ہے تیرا
دیکھنا میرے تمام سوال کا جواب ہے۔ اور میرے تمام مشکل تیرے دیکھنے سے حل
ہو جاتے ہیں۔ اس مقام میں بادشاہ کی غلبہ عشق میں یہ فریاد تھی مرحبا میرے رسول اور
میرے علی اگر تو مجھسے ایک دم غائب ہو جائے تو میری موت تیرے بغیر ہوگی اور تمام
عالم دنیا مجھپر تنگ آجائیگا۔ یعنی سفر طریقت میں جب عشق سے آنکھ مرید صادق کی
پیر کی طرف کھلتی ہے۔ تو اس کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ آنکھ عشق سے جلوہ خدا اور جلوہ
رسول اور جلوہ علی خلیفہ رسول کا صورت پیر سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس مقام
میں تمام مطلوب اور مقصود مرید کا تصور شیخ کا ہوتا ہے۔ اور اسکے غائب
ہونے پر اس کی صورت اور تمام جہان دنیا کا اس پر تنگ ہو جاتا ہے۔ مگر یہ مقام
عاشق صادق کے سوا دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتا بعد مجلس اور خوانچہ فضل خدا
کے بادشاہ نے ہاتھ پکڑا یعنی اُن کے ہاتھ سے بیعت کی اور اپنے حرم دل میں اُن کو
بٹھا دیا۔ حکیم باطنی نے تمام رنج کو دیکھ لیا اور سارا راز لونڈی کا اُن پر ظاہر ہو گیا مگر
پوشیدہ رکھا اور بادشاہ کو نہ کہا کیونکہ بیماری لونڈی کی بیماری دل کی تھی۔ وجود۔
کے متعلق نہ تھی اسکا دل عشق میں گرفتار تھا۔ مولانا فرماتے ہیں۔ کہ ہماری لونڈی نفس
کی مرض عشق خواہشات ماسوی اللہ میں گرفتار ہو کر بیمار ہے ہمارے تمام
معالجہ اعمال اور عبادات اور مجاہدات اور ارادہ اور وظائف اور ذکر اذکار وجود
سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن سے شفایاب نہیں ہو سکتی جب تک علاج دل کا نہ ہو اور
دل میں جب بیماری عشق دنیا کی ہے۔ اسلئے اس کا علاج بغیر عشق خدا کے نہیں ہے

اور عشق خدا کا بغیر وسیلہ پیر کامل کے نہیں ہو سکتا آگے مولانا عشق اپنے پیر کیطرف
رجوع کر کے عشق کی شرح اور بیان میں فرماتے ہیں۔ کہ میں جو کچھ کہوں مقام عشق
میں بغیر شرمساری کے کچھ حاصل نہیں ہے کیونکہ عشق کی شرح تحریر میں ہرگز نہیں
سما سکتی اور عقل شرح عشق میں مثال گدھے کے ہے جو کیچڑ میں چلنے سے عاجز
ہوتا ہے شرح عشق کی اور عاشقی کی عشق کہتا ہے۔ اور عشق سنتا ہے عقل کا کام
نہیں ہے۔ اسکی مثال آفتاب کی ہے جو آفتاب کی دلیل اور شرح آفتاب ہے
اگر تجھے آفتاب کی دلیل کی ضرورت ہے۔ تو اپنا منہ اس سے نہ پھیر اگرچہ سایہ
شمس کی نشانی دیتا ہے۔ مگر شمس ہر دم نور جاں کا دیتا ہے۔ یعنی میں سایہ شمس کا
ہوں اور میری جان کا نور شمس سے ہے۔ اور شمس کا نور ذات حق سے ہے
واجب ہوا ہے مجھ جب آن کا میں نے نام لیا ہے شرح رمز کی انکے انعام سے
کیونکہ عاشق نام معشوق سے جلوہ معشوق کا دیکھتا ہے یعنی پیر سے پیر حضرت شمس
تبریز جو نور مطلق ہے اور آفتاب نور خدا کا ہے۔ اور میں اسکا سایہ ہوں سایہ
اپنی ذات کی کس طرح تعریف کر سکتا ہے۔ بلکہ فنا کلی حاصل کرتا ہے شمس آسمانی
بھی سایہ ذات کا ہے شمس ذات کے روبرو اسنے اپنا رخ چھپا لیا ہے۔
اسلئے سایہ ہستی ذات کے روبرو فنا ہو جاتی ہے اور سایہ تعریف ذات سے
ہمیشہ قاصر ہوتا ہے۔ اسیواسطے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ اب مجھے تکلیف تعریف
شمس کی ہرگز نہ دو کیونکہ مقام فنا میں ہوں اور میرا فہم ناقص ہے۔ جو فانی اور
ناقص العقل ہو وہ کس طرح تعریف کر سکتا ہے یعنی مرید سے پیر کی تعریف مقام عشق میں
ہرگز نہیں ہو سکتی جیسے پروانہ تعریف شمع سے قاصر ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ جو میری
ایک رگ بھی ہوشیار نہیں ہے۔ عاشق معشوق کی تعریف سے عاجز ہے۔ عاشق کے لئے بس
یہی تعریف ہے جو ترک ثنا کی اس کی ثنا ہے۔ اور ثنا دلیل ہستی کی ہے۔ اور ہستی خطا میں

داخل ہے کیونکہ یہ مقام فنا ہستی کا ہے۔ اور صوفی صاحب حال ہوتا ہے۔ اہل حال کو معشوق کے رنج پر کیسے تعریف ہو اور کل کی بات کرتی شرط طریقت میں نہیں ہے اسلئے راز عشق کا دوسری بات میں در پردہ بیان کرنا بہت اچھا ہوتا ہے تاکہ نامحرم راز سے آگاہ نہ ہو مغز کیلئے پوست کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر یہ راز بے پردہ ہو جائے تو نہ ہستی عاشق کی ہو اور نہ ذکر معشوق کا ہو اس بات کا انتہا نہیں ہے باقی

خلاصۃ المقصود:— مولانا پردہ مہمان میں آداب شیخ اور مقام عشق اور محبت اور روحانیت شیخ سے طریقہ فنا فی الشیخ حاصل کرنیکا جو سفر طریقت میں مرید صادق پر وارد ہوتا ہے بیان فرمایا ہے۔ جو سالک اس حالت سے بیخبر ہے۔ اسنے سفر طریقت میں قدم نہیں رکھا اور سلوک سے بیخبر ہے۔ تمام سالکان کو چاہیئے کہ عشق شیخ سے اپنی ہستی فنا کر کے توفیق شیخ سے طے تمام مقامات طریقت کے مطابق کلام مولانا کے حاصل کریں۔ آگے بادشاہ روح کو حکیم پیر کامل مرض لونڈی نفس کے لئے خلوت کا حکم فرماتا ہے ؎

خلوت طلب کرنا حکیم کا مرض لونڈی کے لئے

گفت اے شہ خلوتے کن خانہ را دور کن ہم خویش ہم بیگانہ را

ترجمہ:— بادشاہ کو کہا کہ اپنے گھر کو خالی کر دے دور کر خویش اور بیگانہ کو بھی

خانہ خالی کرد یک دیار نے جز طبیب و جز ہماں بیمار نے

ترجمہ:— بادشاہ نے گھر خالی کر دیا بجز حکیم اور بیمار کے دوسرا کوئی گھر میں نہ رہا

نرم نرمک گفت شہر تو کجاست که علاج اہل ہر شہرے جداست

زاں کنیزک بر طریق داستان باز می پرسید حال دوستاں

ترجمہ:— اس لونڈی سے قصہ کی طرح پوچھا حال تمام دوستوں کا ۔ ۔ ۔

سوئے قصہ گفتنش میداشت گوش سوئے نبض و جستنش میداشت ہوش

ترجمہ:۔ قصہ کہنے کیطرف کان رکھا اور حرکت نبض کی طرف ہوش رکھا

شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد ‏ ‏ نے رگش جنبید نے رخ گشت زرد

ترجمہ:۔ شہر اور شہر اور گھر کا قصہ کیا نہ نبض نے جنبش کی اور نہ رخ زرد ہوا۔

نبض او بر حال خود بد بے گزند ‏ ‏ تا بپرسید از سمرقند چوں قند

ترجمہ:۔ نبض اپنے حال پر تھی جیسے تھی ویسی رہی تا کہ پوچھا سمرقند سے قند کیطرح

آہ سرد بر کشید آں ماہ روے ‏ ‏ اشک از چشمش رواں شد ہمچوں جوے

ترجمہ:۔ آہ سرد اس لونڈی نے کھینچی اور آنکھوں سے آنسوؤں کا چشمہ جاری ہوا

نبض جست و روے سرخش زرد شد ‏ ‏ کز سمرقندوے زرگر فرد شد

ترجمہ:۔ نبض نے جنبش کی اور نہ سرخ زرد ہو گیا جو سمرقند کے زرگر سے عشق ظاہر ہوا

گفت آنکہ آں حکیم با صواب ‏ ‏ آں کنیزک را کہ رستی از عذاب

ترجمہ:۔ کہا اسوقت اس حکیم نے ساتھ مہربانی کے اوس لونڈی کو جو عذاب سے تجھے رہائی ہو جائیگی

تا توانی پیش کس مکشاے راز ‏ ‏ بر کسے ایں در مکن زنہار باز

ترجمہ:۔ جسقدر ہو سکے کسی کے آگے یہ راز نہ کھولنا کسی کے آگے یہ دروازہ راز کا ہرگز نہ کھولنا

گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت ‏ ‏ زود گردد با مراد خویش جفت

ترجمہ:۔ فرمایا پیغمبر نے جو راز پوشیدہ ہو جلدی اس کا مقصود پورا ہو جاتا ہے

آں حکیم مہرباں چوں راز یافت ‏ ‏ صورت رنج کنیزک باز یافت

ترجمہ:۔ اوس حکیم مہرباں نے جب راز پایا اور صورت بیماری لونڈی کو پالیا

بعد ازاں برخاست عزم شاہ کرد ‏ ‏ شاہ را زاں شمّہ آگاہ کرد

ترجمہ:۔ بعد اسکے بادشاہ کے پاس گئے اور اسکو تمام حالات سے آگاہ کیا۔

گفت تدبیر آں بود کاں مرد را ‏ ‏ حاضر آریم از پئے ایں درد را

ترجمہ:۔ فرمایا اب تدبیر یہ ہے جو اس زرگر کو حاضر کیا جائے علاج اس بیماری کیلئے

چونکہ سلطان از حکیم این را شنید پند او را از دل و از جان گزید

ترجمہ:- جب بادشاہ نے حکیم سے سنا نصیحت انکی دل اور جان سے قبول کی

گفت فرماں ترا فرماں کستم ہر چہ گوئی آنچناں کن آں کنم

ترجمہ:- عرض کیا تیرے فرماں کی فرمانبرداری میں ہوں جو حکم ہو کرنے کو تیار ہوں

پس فرستاد آں طرف یک دو رسول حاذقان کافیان بس عدول

ترجمہ:- پس روانہ کئے اس طرف دو قاصد جو صاحب علم اور عقل کے تھے

تا سمرقند آمدند آں دو امیر پیش آں زرگر ز شاہنشہ بشیر

ترجمہ:- تاکہ سمرقند کو آئے وہ دو امیر آگئے زرگر کے بادشاہ سے خوشخبری لانیوالے

اندر آمد شادماں در راہ مرد بیخبر کاں شاہ قصد جانش کرد

ترجمہ:- آیا خوشی سے وہ زرگر راہ میں بیخبر تھا جو بادشاہ اس کی جان کا دشمن ہے

چوں رسید از راہ آں مرد غریب اندر آوردش بہ پیش شہ طبیب

ترجمہ:- جب پہنچا سفر راہ سے وہ مرد مسافر لے آیا اس کو بادشاہ کے آگے وہ طبیب

پس بفرمودش کہ بر سازد ز زر از سوار و طوق و خلخال و کمر

ترجمہ:- فرمایا اسکو بناوے سونا سے زیورات مثل بازوبند اور حمائل اور پازیب و کمر

زر گرفت آں مرد شد مشغول کار بیخبر از حالت ایں کارزار

ترجمہ:- سونا اسکے حوالہ کیا گیا اور وہ مرد مشغول کام کے ہوا بیخبر تھا حالت جنگ سے

پس حکیمش گفت کای سلطان مہ آں کنیزک را بدیں خواجہ بدہ

ترجمہ:- حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے بادشاہ یہ لونڈی اس زرگر کے حوالہ کرو

تا کنیزک در وصالش خوش شود آب وصلش دفع ایں آتش شود

ترجمہ:- تاکہ لونڈی اسکے وصال میں خوش ہوجائے اور پانی وصل کا اسکی آگ کو بجھا دے

بعد ازاں از بہر او شربت بساخت تا بخورد او پیش دختر میگداخت

ترجمہ:- پیچھے اسکے زرگر کیلئے ایک شربت بنایا تاکہ پیا اور لونڈی کے آگے گھلتا شروع ہوا

چونکہ زشت و ناخوش و رخ زرد شد — اندک اندک در دل او سرد شد

ترجمہ:- جبکہ وہ بدصورت اور رخ زرد ہوا آہستہ آہستہ درد دل لونڈی کا سرد ہو گیا

گفت من آن آہوم کز ناف من — ریخت آن صیاد خون صاف من

ترجمہ:- کہا زرگر نے میں وہ ہرن ہوا جو میری نافہ کیلئے میرا خون اُس شکاری نے کر دیا

این بگفت و رفت در دم زیر خاک — آن کنیزک شد ز درد و رنج پاک

ترجمہ:- یہ کہا اور اُسی وقت خاک کے نیچے گیا وہ لونڈی درد اور بیماری سے پاک ہو گئی

عشقہائے کز پئے رنگے بود — عشق نبود عاقبت ننگے بود

ترجمہ:- وہ عشق جو رنگ کے لئے ہوتا ہے عشق نہیں ہے آخر شرمساری ہوتی ہے

عشق آن بگزین کہ جملہ انبیاء — یافتند از عشق او کار و کیا

ترجمہ:- عشق وہ پکڑ جو تمام انبیاؤں نے پایا ہے۔ اُس عشق سے تمام مقصود دنیا اور آخرت کا

تو مگو ما را بدان شہ بار نیست — با کریمان کارہا دشوار نیست

ترجمہ:- تو یہ مت کہہ کہ میری اُس بادشاہ تک رسائی نہیں ہے کیونکہ وہ کریم ہے کریم کو کوئی کام مشکل نہیں

شرح:- مولانا شرائط علاج بیمار جو حکیم کے متعلق ہیں فرماتے ہیں پہلے اس میں سے خلوت ہے۔ جو بغیر حکیم اور بیمار کے کوئی دوسرا موجود نہ ہو تاکہ حکیم تمام راز دل سے آگاہ ہو جاوے اور بعدہٗ تعمیل فرمان اور اعتقاد صادق اور رابطہ محبت اور حسن ظن بیمار کو چاہئیے جو کسی قسم کا خیال اعتراض حکیم کی نسبت ہوگا تو مریض کو شفا حاصل نہ ہوگی۔ حکایت حکیم اور بیمار میں مقصود حکیم پیر بیمار مرید کا ہے جیسے آگے فرماتے ہیں۔ جو حکیم کامل نے بادشاہ کو فرمایا کہ اے بادشاہ اس گھر کو تمام خویش اور بیگانہ سے خالی کر دے بغیر حکیم اور بیمار کے دوسرا کوئی موجود نہ ہو چنانچہ بموجب حکم حکیم حاذق کے تمام گھر خالی کرایا گیا بادشاہ بھی باہر چلا گیا۔ بغیر حکیم اور بیمار کے گھر میں کوئی

نہ رہا حکیم صاحب لونڈی سے اپنے دشمنوں کا قصہ پوچھنا شروع کیا کیونکہ حکیم کامل پہلے
واقفیت مزاج اور حیثیت بیمار سے رابطہ محبت اپنے ساتھ قائم کرنے سے بیمار کو
تابع حکم کرتا ہے۔ تاکہ دوائی تلخ اور شور ہر قسم کی کھانے میں بیمار تعمیل پوری کرے اور
محبت کے ذریعہ سے کسی قسم کا اعتراض دل میں پیدا نہ ہو اور تعمیل فرمان اور تصدیق سے
شفا کامل حاصل کرے حکیم صاحب لونڈی کے ساتھ ہم خیال اور ہم مزاج ہو کر اسکے
تمام دوستوں کا احوال پوچھتا تھا بموجب خلق سنت رسول علیہ السلام کے کہ جو سائل آپکے
پاس آکر جس قسم کی کلام کرتا آپ اسی قسم کی اسکے ساتھ کلام فرماتے تھے تاکہ رابطہ محبت قائم
ہو علے ہذالقیاس اولیاء کرام کا بھی یہی طریقہ ہے حکیم کا تمام کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا عوام الناس
جو راز حکمت سے بے خبر ہوتے ہیں آنکی ظاہری کلام سننے سے اور افعال بشری دیکھنے سے اور آپ جیسا خیال کرتے ہیں ہدایت
اہل اللہ اگرچہ ظاہر میں تمام اقوال اور افعال میں خلقت سے مشابہت کرنیوالے ہوتے ہیں
مگر حقیقت میں تمام خیال انکا دلکی طرف ہوتا ہے۔ جیسے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ حکیم
صاحب کا ظاہری کان قصہ سننے کیطرف تھا۔ اور در اصل خیال رفتار نبض اور دل اور رنگ
اور رخسارے پر رکھتے تھے تمام شہر اور گھر کا قصہ سنایا نبض اور رخسارے لونڈی پر کسی قسم کا اثر
ظاہر نہ ہوا بعد اسکے جب قصہ سمرقند کا شروع ہوا تو لونڈی نے ذکر سمرقند سے آہ سرد کھینچی
اور آنکھوں سے چشمہ آنسوں کا بہایا نبض میں بھی جوش ہو گیا اور چہرہ زرد ہو گیا اور عشق نے
جوش کیا اسوقت حکیم صاحب نے لونڈی کو فرمایا کہ تو اب عذاب سے نجات حاصل کر چکی ہے میں
تیرا ہمراز اور تیرا ہمراہ ہوں اس راز کو ظاہر نہ کرنا دل میں پوشیدہ رکھنا کیونکہ رسول علیہ السلام
فرماتے ہیں جو راز پوشیدہ ہے اس کا مقصود جلدی پورا ہو جاتا ہے۔ اس واسطے
مرید کو تلقین مرشد کی چھپانیکی ضرورت ہے تاکہ طالب کی دلمیں نور پیدا ہو جیسے دانہ
زمین میں چھپانے سے انگور پیدا ہوتا ہے جب حکیم صاحب نے یہ راز پالیا اسوقت
بادشاہ کو حکم فرمایا کہ اب علاج بیماری کا یہ ہے۔ کہ سمرقند سے زرگر کو بلا کر حاضر کیا جائے

تاکہ تیرا محبوب اُس سے خوش ہو جائے اور تیری مشکل اُس کے خوش ہونے میں آسان ہو جائے
واضح ہو کہ دراصل حکیم صاحب کا مقصود لونڈی کو عشق زرگر سے رہائی دینے کا ہے
اور ظاہر میں ملاقات کرانے کا عمل ہو رہا ہے۔ حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا
چنانچہ جس قدر اشغال اور وظائف ضروریات خواہشات نفسانی کے لئے حکیم
باطنی پیر کامل حاکم فرماتے ہیں۔ طالب صادق کو نجات نفس کی طرف راہ دکھاتے ہیں۔
حکیم کامل کے فرمان سے زہر کھانا صحت بدن کی کر دیتی ہے۔ اگرچہ عمل بادشاہ
کے لئے زہر کی مثال تھا۔ مگر اعتقاد صادق سے تعمیل حکم اور تصدیق اور تسلیم کی بادشاہ
نے عرض کیا۔ کہ آپکا فرمان میرے بسر و چشم ہے۔ جو کچھ آپ کا فرمان ہوگا۔ وہی میرا
عمل ہوگا۔ کیونکہ بیمار کی شریعت تعمیل فرمان حکیم کی ہوتی ہے۔ اور اسکا خلاف کفر ہے
اور علاج مرض کے لئے علاج حرام چیز سے کرنا بموجب فرمان حکیم کے بموجب
شریعت کے جس کا دوسرا کوئی علاج نہ ہو جائز ہے۔ بادشاہ نے بموجب فرمان حکیم
کے زرگر سمرقند کیطرف دو قاصد جو بہت صاحب علم اور عقل تھے بلانے کے لئے روانہ
کئے یعنی علم اور عمل قاصد جو بادشاہ روح کے ہیں۔ اور زرگر دنیا کو فرمان حکیم سے بلا
کر لاتے ہیں۔ اور اُسکے وصال سے دنیا کو اپنی صحبت سے بدصورت بنا کر لونڈی
نفس کو عشق دنیا سے چھوڑا دیتے ہیں۔ جیسے فرماتے ہیں۔ کہ دو امیر اس زرگر
کے بلانے کیلئے گئے اور وہ بہت خوش ہو کر روانہ ہوا۔ اور اس راز سے بیخبر
تھا۔ جو بادشاہ حقیقت میں اُس کی جان کا دشمن ہے جب وہ زرگر سفر کرنے
کے بعد پہنچا تو حکیم صاحب اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اور بادشاہ بموجب
حکم حکیم صاحب زرگر کے حوالہ خزانہ سونے کا کر دیا۔ اور زیورات قسم قسم
بنانے میں مشغول کر دیا زرگر کام زیورات میں بہت خوش ہو کر مصروف تھا
اور اصل نیت سے بیخبر تھا بموجب حکم حکیم صاحب لونڈی زرگر کے حوالہ کی گئی اور

شربت پلانے سے زرگر کا رنگ بدصورت ہو گیا اور لونڈی کا عشق سرد ہو گیا
مولانا فرماتے ہیں۔ کہ جو کام دنیا کا طالب فرمان پیر سے کرتا ہے۔ اور جو دنیا فرمان پیر سے
طالب کے پاس آتی ہیں اس کا نتیجہ آخر الامر آزادی دنیا کا نکلتا ہے بشرطیکہ فرمان پیر
سے ہو اپنے ارادہ سے نہ ہو۔ کیونکہ وہ دنیا خادم ہوتی ہے۔ اور دنیا کو طالبان خدا
نے مطلقہ کیا ہوا ہے۔ ان کے نکاح میں نہیں آسکتی اور بوجہ شربت فیض صحبت
پیر کے نہایت بدصورت دکھائی دینے لگتی ہے۔ اور لونڈی نفس کا دل رفتہ رفتہ اس سے
سرد ہو جاتا ہے۔ عورت مطلقہ کی طرف دیکھنا بھی بہت برا معلوم ہوتا ہے اسلئے
عشق زرگر دنیا حسرت میں مر جاتا ہے۔ اور لونڈی نفس کی اسکے عشق سے رہائی
حاصل کرتی ہے۔ اسی واسطے فرماتے ہیں۔ کہ جو عشق رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کا انتہا
شرمساری ہوتی ہے۔ کیونکہ تمام عشق دنیا کے رنگ سے تعلق رکھتے اور رنگ کے فنا
ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ تمام معشوق دنیا کے فنا پذیر ہیں اور انتہا
ان کا ناپائدار ہے۔ اسلئے عشق مردہ سے پرہیز کر اور عشق زندہ کا حاصل کر یعنی
عشق خدا اور عاشقان خدا کا حاصل کر اور تجھے وہ عشق چاہئے۔ کہ جس سے تمام
انبیا اور اولیا خدا تک منزل اور مقصود کو پہنچ گئے ہیں ارادہ صادق سے پیش آ
اور یہ خیال ہرگز نہ کر کہ مجھے خدا تعالے اور اس کے دوستوں سے رابطہ
محبت کا ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ کریم کے لئے یہ بات دشوار نہیں ہے

خلاصتہ المقصود:۔ بقول مولانا کے مرید کو فیض حاصل کرنے کے لئے رابطہ محبت پیر سے انعقاد ہونا چاہئے۔

جو خانہ دل میں بغیر پیر کے خیال اور محبت کسی خویش اور بیگانے کی سمائی نہ ہو اور
ہمراز اور ہمراہ ہر وقت اور ہر حالمیں اپنے پیر کو بنائے اور تمام کام میں اپنے پیر کا خیال رکھے اور
اعتراض کسی قسم کا نہ کرے نہ ظاہر میں اور نہ باطن میں تاکہ مرید شربت عشق پیر سے

عشق دنیا سے اپنا دل سرد کرے۔ اور نفس قید عشق دنیا سے نجات حاصل کرے آگے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ حکیم صاحب کا قتل کرانا زرگر کا ارادہ نفس سے نہ تھا بلکہ ارادہ حق سے تھا۔ امر حق سے جو کام ہوتا ہے عین عبادت ہوتی ہے چونکہ تمام کام دوستان خدا کا امر خدا سے ہوتا ہے اسواسطے انکا عمل خدا کی عبودیت ہوتی ہے اور غفلت میں داخل نہیں ہوتی جیسے آگے فرماتے ہیں

قتل کرنا حکیم کا زرگر کو امر الٰہی سے تھا نہ ارادہ نفس سے

او نہ کشتش از برائے طبع شاہ　　تا نیامد امر الہام از الٰہ

ترجمہ۔ اسنے نہ مارا زرگر کو واسطے بادشاہ کے جبتک نہ آیا حکیم کو امر الہام خدا سے

آں پسر را کش خضر ببرید حلق　　سر آنرا در نیابد عام خلق

ترجمہ:۔ اس لڑکے کو جو اسکا قتل خضر نے کیا تھا۔ اس راز کو عام نہیں پا سکتے

آنکہ از حق یابد و وحی و جواب　　ہر چہ فرماید بود عین صواب

ترجمہ:۔ وہ جو خدا سے پائے وحی اور جواب جو کچھ فرمائے وہی ہوتا ہے عین صواب

آنکہ جان بخشد اگر بکشد رواست　　نائب ست و دست او دست خدا ست

ترجمہ:۔ وہ جو جان بخشے اگر قتل کرے روا ہے نائب خدا کا ہے ہاتھ اسکا ہاتھ خدا کا ہے

بگذر از ظن خطا اے بدگمان　　ان بعض الظن اثم آخر بخوان

ترجمہ:۔ چھوڑ دے گمان خطا کو اے بدگمان تحقیق بعضے گمان گناہ ہے پڑھ

پاک بود از شہوت و حرص و ہوا　　نیک کرد او لیک نیک بدنما

ترجمہ:۔ پاک تھا شہوت اور حرص اور ہوا سے نیکی کی اسنے مگر نیکی بد ہی تھی۔

گر خضر در بحر کشتی را شکست　　صد درستی در شکستن خضر ہست

ترجمہ:۔ اگرچہ خضر نے دریا میں بیڑی کو توڑا اسو درستی توڑنے بیڑی خضر میں ہے

وہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر   شد ازاں محجوب تو بے پر مپر

ترجمہ :۔ وہم موسیٰ کا ساتھ تمامی انوار اور ہنر کے تھا اس سے بیخبر اور تو بغیر پر کے نہ اڑ

گر بدے خون مسلمان کام او   کافرم گر بردمن نام او

ترجمہ :۔ اگر ہوتا قتل کرنا مسلمان کا اس کا کام ہوتا ہیں کافر اگر لیتا اسکا نام

شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود   خاص بود و خاصۃ اللہ بود

ترجمہ :۔ بادشاہ تھا۔ اور عارف شاہ کا تھا خاص تھا اور خاصہ اللہ کا تھا۔

نیم جان بستاند و صد جان دہد   آنچہ در وہمت نیاید آن دہد

ترجمہ :۔ آدھی جان لیتا ہے اور سو جان دیتا ہے جو کچھ تیرے وہم میں نہیں آتا وہ دیتا ہے

تو قیاس از خویش میگیری ولیک   دور دور افتادۂ بنگر تو نیک

ترجمہ :۔ تو قیاس اپنے پر کرتا ہے مگر دور پڑا ہے دیکھ اس کو نیکی سے

بشنو اکنوں تا بگویم قصہ   بو کہ یابی از بیانم حصہ

ترجمہ :۔ آگے آ تا کہ کہوں میں قصہ شاید کے بیان میرے سے تجھے حصہ ملے

شرح :۔ حکیم صاحب کا قتل کرنا زرگر کا محض امر اور الہام خدا سے تھا بادشاہ کیلئے نہ تھا پس جو کام امر الٰہی سے ہوتا ہے وہ اگرچہ بظاہر خلاف عقل اور خلاف شرع ظاہر کے ہو وہ گناہ میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ وہ فعل خواہش نفسانی سے نہیں ہے اسیواسطے اہل اللہ جو اپنے ارادہ نفس سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اور تمام کام انکا امر خدا سے ہو گیا ہے۔ اگر تجھے اسکا راز معلوم نہ ہو تو اسپر بدگمانی نہ کرنا جیسے حضرت خضر علیہ السلام نے لڑکے کو مارا اور موسیٰ علیہ السلام باوجود کلیم ہونیکے بیخبر رہے غرضیکہ جو شخص الہام الٰہی پاتا ہے۔ وہ جو کچھ کرے عین ثواب ہے عوام الناس علما ظواہر اہل نفس بیخبر ہیں موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر نے اس راز کو حاصل نہیں کیا دوسرا کون دعوے کر سکتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ جو جان بخش سکتا ہے۔ اس کے لئے قتل کرنے کا خطا نہیں کیونکہ وہ نائب

خدا کا ہے۔ اور نائب اس کو کہتے ہیں۔ جو منیب کا کام کرے پس نائب کا فعل منیب کا فعل ہوتا ہے۔ اسلیئے وہ ہاتھ خدا کا ہے خدا کے لیئے خطا نہیں ہوسکتا بموجب قولہ تعالے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ترجمہ: جنہوں نے بیعت کی تجھسے ای محمدؐ پس انہوں نے بیعت کی اللہ کی ہاتھ اللہ کا ہے اوپر ہاتھ انکے یعنی ہاتھ رسول کا ہاتھ خدا کا ہوا اور ہاتھ اولیا کا ہاتھ رسول کا ہوا غرضیکہ تمام پیران طریقت کی بیعت ہاتھ خدا ہی کی ہے۔ چنانچہ خدا کا نائب رسول ہے۔ اور رسول کا نائب اولیا ہے۔ اور اولیا کی محبت رسول کی محبت ہے۔ اور رسول کی محبت خدا کی محبت ہے۔ گویا رابطہ خدا کا ہے۔ رابطہ خدا پر بدگمانی کرنی گناہ میں داخل ہے۔ اسیواسطے ایسی بدگمانی سے منع فرماتے ہیں۔ کیونکہ گناہ ہوتا ہے۔ طالب کو چاہیئے کہ کام مرشد میں کسی قسم کا شک بدگمانی کا نہ کرے۔ تعمیل فرمان کی کرے کیونکہ خدا کے کام میں بدگمانی گناہ ہوتا ہے بموجب قولہ تعالے۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ترجمہ: تحقیق بعض گمان گناہ ہوتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ وہ کلیتہً پاک تھا شہوت سے اور حرص سے اور ہوا سے انہوں نے نیکی کی مگر صورت بدی کی دکھانے والی تھی جیسے خضر علیہ السلام نے دریا میں کشتی توڑ دی تھی مگر اس کے توڑنے میں سود رستی تھی۔ اور لڑکے بیگناہ کو قتل کردیا موسیٰ علیہ السلام کے فہم میں یہ راز نہ آیا اسیطرح کام اولیا کا اگر تیرے ذہن میں نہ آئے۔ تو بدگمانی نہ کر موسے علیہ السلام سے تیرا علم زیادہ نہیں ہے۔ وہ حکیم بادشاہ تھا۔ اور عارت باللہ خاص خدا کا تھا۔ آدھی جان سے تو سوچیاں دے جو تیرے وہم اور گمان میں نہیں وہ دے یعنی دیدار الٰہی سے مشرف کرتا ہے لیکے بد التباس اہل اللہ کے شطحیات قول اور فعل سے سرزد ہوتے ہیں جس کو عوام الناس خلاف شرع جانتے ہیں اگرچہ بظاہر خلاف شرع ہو

باطن میں عین شرع ہوتا ہے - اسیواسطے فرماتے ہیں کہ اگر اُن کا کام خلاف اسلام کے ہوتا
تو ہیں اُن کے نام لینے سے کافر ہو جاتا افسوس ہے کہ تو نے اولیا اللہ کا کام بموجب اپنے
قیاس کے سمجھا ہے غور سے دیکھ تو اس راز سمجھنے سے دور ہے ایک قصہ قیاس
کے متعلق مجھسے سن شاید تجھکو یہ راز سمجھ میں آجائے -

خلاصۃ المقصود:- مولانا کا مقصود یہ ہے کہ مرید صادق قابل فیض حاصل کرنے کے اُس وقت ہوتا ہے - جو اسکے دل میں
بغیر محبت پیر کے کوئی خواہش باقی نہ رہے بلکہ اُس کو پیر اپنی جان سے زیادہ عزیز
ہو اور ہر دم ہمراز اور ہمراہ ہو اور جب تک مقام فنافی الشیخ سے ہستی مرید کی
ہستی پیر کی نہ ہو بیماری نفس سے نجات ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی اور جو دنیا تصرف
شیخ سے مرید کے پاس آتی ہے وہ توفیق شیخ سے بدصورت دکھائی دیتی ہے - اور
خادم کیطرح ہوتی ہے - مرید کا دل خدا سے غافل نہیں کر سکتی فائدہ - جاننا
چاہئیے - کہ فیض اولیا اللہ سے دو طرح پر حاصل ہوتا ہے ایک فیض نظر کا ہے
جو محض توجہ پیر کامل طالب کا دل خواہشات ماسوی اللہ سے یک لخت بالکل
آزاد ہو جائے یہ فیض اختیاری نہیں ہے - کسی اتفاق سے یہ واقعہ ہوتا ہے مگر
اس فیض کو نقصان ہونیکا اندیشہ ہے - یہ طریقہ مجذوبوں کا ہے اور دوسرا طریقہ
تعلیم اور تلقین جو تربیت صحبت اور معیت مرشد کامل سے رفتہ رفتہ طالب کے
دل میں ظہور پاتا ہے - یہ طریقہ رسول علیہ السلام سے سینہ بسینہ چلا آتا ہے -
اور دنیا اور آخرت میں ایسا ہی قائم رہیگا - اور کبھی زائل نہیں ہو سکتا چنانچہ مولانا کا
مقصود تونگر سے مال دنیا کا ہے اور بادشاہ روح عاشق لونڈی نفس کا ہے اور
لونڈی عاشق زرگر یعنی مال دنیا میں گرفتار ہے - بادشاہ روح کو خدا کیطرف درد اور نیاز پیدا
ہونے سے خدا تعالےٰ کی رحمت حکیم کامل اولیا اللہ ملا دیتی ہے - اور پیر کامل اشتغال

دنیا میں مشغولی کی اجازت دیتے ہیں۔ اور تربیت صحبت اور توجہ باطنی سے رفتہ رفتہ تمام اہل دنیا کی بدصورتی کر کے نفس کو عشق دنیا سے چھوڑا دیتے ہیں۔ اور بادشاہ روح کو عشق نفس سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ جو اصل مقصود انسان کامل کا ہے۔ وہ پورا ہو جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ تو اولیاء اللہ کو آپ جیسا خیال کرکے نہ اُن کی تلاش کی ہے اور نہ اُنکی محبت حاصل کی ہے۔ اور نہ اُنکے فرمان کی تعمیل کی ہے۔ اگر تجھے اُن کا عشق ہوتا تو تجھے اُنکا راز معلوم ہو جاتا اُسکے مثال اولیاؤں کو آپ جیسا خیال کرنیکی اور جو علم قال کسب دوکانداری دنیا کے واسطے ہوتا ہے، وہ مثل کلام طوطی کے ہے جو علم حال سے بےخبر ہوتی ہے مطابق حکایت طوطی کے ہے۔ جیسے فرماتے ہیں:

حکایت مرد دوکاندار اور روغن گرانا طوطی کا!

مرد بقالے مرا و را طوطیے ! خوش نوائے سبز گویا طوطیے

ترجمہ:۔ ایک مرد دکاندار کے پاس طوطی تھی جو خوش آواز اور سبز رنگ کی تھی

بر دکان بودے نگہبانِ دکان نکتہ گفتے با ہمہ سوداگراں

ترجمہ:۔ اوپر دوکان کے تھی نگہبان دکان کی نکتہ کہتی تھی تمام سوداگروں سے

در خطاب آدمی ناطق بدے در نوائے طوطیاں حاذق بدے

ترجمہ:۔ گفتگو میں آدمیوں کی طرح کلام کرتی تھی آواز میں طوطیوں کی اُستاد تھی

خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود در دکان طوطی نگہبانی نمود

ترجمہ:۔ مرد دکاندار ایک دن گھر کی طرف گیا ہوا تھا۔ دوکان میں طوطی نگہبان تھی

گربۂ برجست ناگہ در دوکان بہر موشی طوطیک از بہر جان

ترجمہ:۔ بلی دوڑی اچانک دکان میں چوہے کیواسطے اور طوطی خوف جان سے۔

جست از صدر دکان سوئے گریخت — شیشہ‌ہائے روغن بادام ریخت

ترجمہ:۔ دوڑی درمیان دکان کے بھاگنے کیلئے شیشی بادام روغن کو گرا دیا

از سوئے خانہ بیامد خواجہ اش — بر دکان بنشست فارغ خواجہ اش

ترجمہ:۔ گھر سے آیا وہ دکاندار دکان پر بیٹھا فارغ وہ دکاندار

دید پر روغن دکان و جامش چرب — بر سرش زد گشت طوطی کل ز ضرب

ترجمہ:۔ دیکھا روغن سے پر وہ دکان سر پر مارا طوطی کو اور مارنے سے وہ گنجی ہو گئی

روزکے چندے سخن کوتاہ کرد — مرد بقال از ندامت آہ کرد

ترجمہ:۔ کتنے دن بولنے سے طوطی چپ ہو گئی۔ دکاندار پشیمانی سے آہ کرتا تھا

ہدیہ‌ہا میداد ہر درویش را — تا بیابد نطق مرغ خویش را

ترجمہ:۔ نذر دیتا تھا تمام درویشوں کو تاکہ پائے آواز مرغ اپنے کا

بر امید آنکہ مرغ آید بگفت — چشم او را با صور میکرد جفت

ترجمہ:۔ اس امید پر کہ مرغ بولنے میں آئے آنکھ اسکی کو ہر قسم کی صورتیں دکھاتا تھا

دمبدم میگفت با او ہر سخن — تا کہ باشد اندر آید در سخن

ترجمہ:۔ ہر دم کہتا تھا اسکے ساتھ سخن ہر قسم کے تاکہ وہ طوطی کلام کرنے میں آئے

جولقے سر برہنہ میگذشت — با سر بے مو چو پشت طاس و طشت

ترجمہ:۔ ایک گدا سر سے ننگا آیا اور سر سے گنجہ مثل پشت طاس کے تھا

آمد اندر گفت طوطی آن زمان — بانگ بر وے زد بگفتش در عیاں

ترجمہ:۔ اوس وقت طوطا بولنے میں آئی اور آواز کیا اور کہا اس کو ظاہر

گرچہ اے کل باکلاں آمیختی — تو مگر از شیشہ روغن ریختی

ترجمہ:۔ اے گنجے تو گنجوں کے ساتھ کیسے ملا ہے تو نے بھی شیشی روغن کی گرائی ہے

از قیاسش خندہ آمد خلق را — کہ چوں خود پنداشت صاحب دلق را

ترجمہ:- اسکے قیاس سے تمام خلقت ہنسنے لگی کہ اپنی طرح سمجھا ہے درویش کو

شرح:- ایک مرد دکاندار کے پاس ایک طوطی تھی جو نہایت خوش آواز اور سبز رنگ تھی دکان پر وہ طوطی نگہبانی کرتی تھی اور سوداگروں کے ساتھ خوش کلامی سے نکتے بیان کرتی تھی۔ وہ طوطی انسان کیطرح گفتگو کرتی تھی۔ اور بولنے میں طوطیان کی استاد تھی۔ دکاندار ایک دن گھر کی طرف چلا گیا تھا۔ اور وہ طوطی نگہبانی کرتی تھی۔ ناگاہ دکان میں بلی چوہے پکڑنے کیواسطے دوڑی اور طوطی خوف اپنی جان سے خوف زدہ ہوکر بھاگنے سے شیشی روغن بادام کی گرادی وہ دکاندار گھر سے جب دکان پر آیا تو دیکھا کہ طوطی نے شیشی روغن بادام کی گرادی ہے۔ اور تمام دکان اور مکان روغن بادام سے چرب ہے ایک طپانچہ طوطی کے سر پر مارا اور طوطی کو گنجہ کردیا طوطی نے کلام کرنے سے خاموشی اختیار کی اور وہ مرد پشیمانی سے آہ کرتا تھا۔ اور ہر ایک درویش کو نذر دیتا تھا تاکہ کسی طرح میری طوطی کلام کرنی شروع کرے اور طوطی کے کلام کرنیکی خاطر اسکے پیش نظر قسمو قسم کی صورتیں کرتا تھا اور قسمو قسم کے سخن سناتا تھا اتفاقاً ناگاہ ایک گدا گر سر برہنہ اور گنجہ اس دکان پر آیا طوطی نے اس سے کلام کرنی شروع کی اور کہا۔ کہ اے گنجہ تو بھی روغن بادام کی شیشی گرا کر گنجا ہوا ہے۔ طوطی کے قیاس سے خلقت ہنسنے لگی اور کہا۔ کہ طوطی فقیر کو آپ جیسا خیال کرکے کلام کر رہی ہے؛

خلاصۃ المقصود:- مولانا کا مقصود اس حکایت سے یہ ہے کہ طوطی سے مراد علم قال ظاہری ہے۔ جو کسب دنیا حاصل کرنے کیواسطے کلام طوطی کی طرح تعلیم اور تدریس سے تعلق رکھتا ہے۔ اور تمام عمر درستی حروف اور اعراب الفاظ میں صرف کرکے آرائش دکان دنیا کی سوداگری کے لئے کام کر رہا ہے اور تمام علم اور عمل کا مقصود طلب دنیا کی ہے۔ طوطی علم ظاہری بوجہ شکار کرنے نفس چوہے خواہشات نفسانی سے شیشہ دل سے روغن عشق الہٰی کا جو اصل مقصود انسان

کا ہے ۔ نقصان کر دیا ہے ۔ اور سرزنش ناراضگی خدا تعالےٰ نے طوطی علم قال کو گنجہ کر
دیا ہے ۔ یعنی راز الٰہی سے محروم کر دیا ہے ۔ اسلئے طوطی روح راز الٰہی کی کلام کرنے
سے خاموشی اختیار کی ہوئی ہے ۔ تمام طالبان اور سالکان جویندگان اسرار الٰہی
ہزارہا طرح سے کوشش کر رہے ہیں ۔ جیسے اشغال اور وظائف اور تصورات
قسمو قسم اور خدمت درویشان اور خیرات کرنے سے گویائی میں نہیں آتی کیونکہ گربہ
نفس کے حملہ نے طوطی روح کا تمام علم ازل کا بھلا دیا ہے اور حقیقت سے
بے علم ہے ۔ اور علم حال سے بیخبر ہونیکی وجہ سے اہل اللہ کو آپ جیسا اور ہم جنس
سمجھ کر اُن کے ساتھ کلام کرتی ہے ۔ اور نیز سالکان طریقت کے واسطے طوطی
ہمارے روح کی ہے ۔ جو آواز الست سے گویائی حاصل کی تھی اور اُس آواز سے
تمام وجود کو خوش کرتی تھی ۔ اور نشانی قرب خدا کی تھی ۔ ہمارے تمام دکان دل کی
نگہبانی اسکے ذمہ تھی ۔ اُسنے بوجہ حملہ گربہ نفس جو ہے ۔ خواہشات نفسانیہ کے
شیشی روغن یعنی عشق الٰہی کی گرا دی ہے ۔ اور تمام دکان دل کو خراب کر دیا ہے ۔
مالک دکان یعنی خدا تعالےٰ ناراض ہو کر طوطی کو اپنے راز سے محروم کر دیا ہے اسلئے
اُس نے خاموشی اختیار کی ہوئی ہے قسمو قسم کی کوششیں سے کلام کرنے میں نہیں آتی
اُس کا علاج معیت ہم جنس یعنی صحبت صاحب روح کی ہے ۔ اور یہ محض فضل خدا کا
کام ہے ۔ اسیواسطے فرماتے ہیں ۔ کہ صاحب فضل خدا کو آپ جیسا ہرگز قیاس نہ کرنا
جیسے مولانا فرماتے ہیں :

کمالیت انسان کی عرفان الٰہی و اخلاق نفس سے ہے نہ صورت سے

کار پاکان را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

ترجمہ:۔ پاک لوگوں کے کام اپنے اوپر قیاس نہ کر اگرچہ لکھنے میں شیر اور شیر ایک شکل ہے

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد ‏ ‏ ‏ کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

ترجمہ:۔ تمام جہاں اسی سبب سے گمراہی میں پڑا ہے۔ کیونکہ ابدال حق سے کم خبردار ہیں۔

کافراں را دیدہ بینا نہ بود! ‏ ‏ ‏ نیک بد در دیدشاں یکساں نمود

ترجمہ:۔ کافروں کی آنکھیں دیکھنے والی نہ تھیں نیک اور بد ان کے دیکھنے میں ایک جیسا تھا

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر ‏ ‏ ‏ ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

ترجمہ:۔ کہا یہ بھی بشر ہیں۔ اور ہم بھی بشر ہیں۔ ہم اور یہ کھانے اور سونے میں برابر ہیں۔

ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ! ‏ ‏ ‏ ہست فرقے درمیاں بے منتہا

ترجمہ:۔ یہ نہ جانا انہوں نے اندھا ہونے سے کہ ہم میں اور ان میں فرق بہت ہے

از دو گوں زنبور خوردند از محل ‏ ‏ ‏ از یکے شد نیش و ز دیگر عسل

ترجمہ:۔ دو کھیاں ایک جگہ سے کھاتی ہیں۔ ایک میں زہر اور دوسری سے شہد

ہر دو گوں آہو گیاہ خوردند و آب ‏ ‏ ‏ از یکے سرگین و دیگر مشک ناب

ترجمہ:۔ دو ہرن گھاس اور پانی ایک جیسا کھاتے ہیں اور ایک سے سرگیں! اور دوسرے سے کستوری

ہر دو نے خوردند از یک آبخور ‏ ‏ ‏ آں یکے خالی و آں پر از شکر

ترجمہ:۔ دو نے ایک چشمہ سے پانی پیتے ہیں۔ ایک خالی ہوتا ہے۔ اور دوسرا شکر سے پر

ایں خورد گردد پلیدی زو جدا ‏ ‏ ‏ آں خورد گردد ہمہ نور خدا

ترجمہ:۔ اہل نفس کے کھانے سے پلیدی جدا ہوتی ہے اہل اللہ کے کھانے سے نور خدا کا

ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد ‏ ‏ ‏ واں خورد زاید ہمہ نور احد

ترجمہ:۔ اہل نفس کے کھانے سے بخل اور حسد پیدا ہوتا ہے اہل اللہ کے کھانے سے نور حق کا

لعنۃ اللہ ایں عمل را در قفا ‏ ‏ ‏ رحمۃ اللہ آں عمل را در وفا

ترجمہ:۔ اہل نفس کے کام کو لعنۃ اللہ ہے پیچھے اسکے اور اہل اللہ کے عمل کو رحمۃ اللہ

ہر کرا در جاں خدا بنہد محک ۔۔۔ مر یقین را باز داند او ز شک

ترجمہ:۔ جس کے کی جاں میں خدا تعالےٰ نے کسوٹی رکھی ہے وہ یقین کو جانتا ہے شک سے

آنکہ گفت استفت قلبک مصطفےٰ ۔۔۔ آں کسے داند کہ پر بود از وفا

ترجمہ:۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ فتویٰ چاہو دل سے وہ جانتا ہے جو صاحب دل ہو

در دہاں زندہ خاشاک ار جہد ۔۔۔ آنگہ آرامد کہ بیرونش نہد

ترجمہ:۔ زندہ کے موہنہ میں اگر تنکا آجاتے اس وقت آرام کرتا ہے جب اس کو نکالدے

حس دنیا نردبان ایں جہاں ۔۔۔ حس عقبےٰ نردبان آسمان

ترجمہ:۔ حس دنیا کی سیڑھی ہے اس جہان کی اور حس عقبےٰ کی سیڑھی ہے آخرت کی

صحت ایں حس بجوئید از طبیب ۔۔۔ صحت آں حس بجوئید از حبیب

ترجمہ:۔ تندرستی اس حس کی تلاش کرو طبیب سے اور صحت اس حس کی دوست خدا سے

صحت ایں حس ز معموری تن ۔۔۔ صحت آں حس ز تخریب بدن

ترجمہ:۔ صحت حس وجود کی درستی تن کے سبب ہے۔ اور صحت حس روح کی خرابی بدن سے ہے

آں یکے را روئے او شد سوئے دوست ۔۔۔ ویں یکے را روئے او خود روئے اوست

ترجمہ:۔ ان میں سے ایک کا موہنہ دوست کیطرف ہے اور ان میں سے ایک کا منہ خود منہ دوست کا ہے

دیدن دانا عبادت ایں بود ۔۔۔ فتح الواب سعادت ایں بود

ترجمہ:۔ دیکھنا عالم کا عبادت ہے کشائش دروازہ نیکی کی اسیواسطے ہے۔

اے بسے ابلیس آدم روئے ہست ۔۔۔ پس بہر دستے نباید داد دست

ترجمہ:۔ اے طالب بہت ابلیس آدم صورت ہیں تجھے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہئے۔

زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر ۔۔۔ تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر

ترجمہ:۔ کیونکہ شکاری آواز سیٹی کا دیتے ہیں تاکہ فریب دیتا ہے مرغ کو مرغ پکڑنیوالا

بشنود آں مرغ بانگ جنس خویش ۔۔۔ از ہوا آید بیابد دام پیش

ترجمہ:۔ سنتا ہے وہ مرغ آواز جنس اپنی کا ہوا محبت سے آتا ہے اور دام میں پھنستا ہے

کار مرداں روشنی و گرمی ست　　　کار دوناں حیلہ و بے شرمی است

ترجمہ:۔ مردوں کا کام ہدایت اور عشق ہے کمینوں کا کام مکر اور بے شرمی ہے

خرقہ پشمیں از برائے گد کنند　　　بومسیلم را لقب احمد کنند

ترجمہ:۔ خرقہ پشم کا گدا کے لئے کرتے ہیں۔ بومسیلم کا لقب رسول کا کرتے ہیں۔

بومسیلم را لقب کذاب ماند　　　مر محمد را اولوالالباب ماند

ترجمہ:۔ بومسیلم کا لقب جھوٹا رہا۔ حضور کا لقب سردار پیغمبروں کا ہوا سمجھ

شرح:۔ مولانا بموجب قول المرء یقیس علی نفسہ ترجمہ:۔ آدمی قیاس کرتا ہے اوپر نفس اپنے کے یہ مضمون فرماتے ہیں۔ کہ اے عزیز پاک لوگوں کو اپنے مانند قیاس نہ کر کیونکہ لکھنے میں لفظ شیر اور شیر کا برابر ہیں معنے کے لحاظ سے کسقدر فرق ہے۔ تمام جہاں اسی سبب سے گمراہ ہو گیا ہے جو کہ دوستان خدا کو آپ جیسا خیال کر کے انکی حقیقت سے خبردار نہیں ہوئے کافروں کی طرح آنکھ حقیقت بین سے محروم ہیں۔ مومن اور کافر میں فرق آنکھ حقیقت بیں کا ہے کیونکہ آنکھ ظاہر بیں حقیقت سے بیخبر ہے۔ چنانچہ کافروں کی یہی حالت تھی جو انکی آنکھ دوستان خدا کی دیکھنے والی نہ تھی مومن اور کافر انکی نظر میں ایک جیسا تھا غرضیکہ کافر کی آنکھ ظاہر بیں ہوتی ہے اور مومن کی آنکھ حقیقت بین ہے۔ درمیاں مومن اور کافر کے فرق صرف آنکھ کا ہے جیسے فرماتے ہیں کہ کافروں کی آنکھ دیکھنے والی نہ تھی پیغمبروں اور اولیاؤں کو آپ جیسا خیال کرتے تھے اور یہ کہتے تھے۔ کہ ہم بھی بشر ہیں اور وہ بھی ہم جیسے بشر ہیں۔ ہم بھی کھاتے اور سوتے ہیں انکا نام بھی ہمارے جیسا ہے کافروں نے بوجہ آنکھ نابینا ہونیکے یہ نہ دیکھا تھا کہ درمیاں ہمارے اور انکے فرق بے انتہا ہے۔ کیونکہ جب جانوروں کا کام بھی جو صورت میں برابر ہو ان میں بھی اسقدر فرق ہے انسانوں کے کام میں کسطرح فرق نہ ہوگا۔ جیسے مثال فرماتے ہیں

کہ دو مکھی ایک جیسی ایک ہی جگہ سے کھاتی ہیں ایک سے زہر بنتی ہے۔ اور ایک سے شہد بنتا ہے۔ ایسے ہی دو ہرن ایک جیسے ایک جگہ گھاس کھاتے ہیں۔ اور ایک چشمے سے پانی پیتے ہیں۔ ایک سے سرگیں اور دوسرے سے کستوری خالص بنتی ہے۔ علیٰ ہذالقیاس دو بوٹے کانے کے ایک جیسے ایک زمین میں ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں۔ ایک خالی ہوتا ہے۔ اور دوسرے سے شکر پیدا ہوتی ہے۔ فائدہ جاننا چاہیئے۔ کہ اہل نفس کا کام اور ہے۔ اور اہل اللہ کا کام اور ہے۔ اہل نفس کا علم اور عبادت اور ہے۔ اہل نفس کا کھانے اور پینے کا مقصود اور ہے۔ اہل اللہ کا اور ہے۔ جیسے فرماتے ہیں۔ کہ جو اہل نفس کا کھانا ہے۔ اُس سے پلیدی پیدا ہوتی ہے۔ اہل اللہ کے کھانے سے نور خدا کا ہوتا ہے۔ اہل نفس کو توفیق نفس کی ہوتی ہے۔ اہل اللہ کو خدا کی طرف راہ ملتا ہے۔ اہل نفس کے کام کو لقب لعنۃ اللہ کا دیا گیا۔ اور اہل اللہ کو رحمتہ اللہ کا ہوا۔ جیسے فرعون کو انا ربکم الاعلیٰ کہنے سے لعنۃ اللہ کا لقب ہے۔ اور حضرت منصور کو انا الحق کہنے سے رحمتہ اللہ کا لقب ہے۔ کلام ایک جیسا ہے۔ اور لقب ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ہے جس انسان کے دل میں خدا تعالےٰ نے کسوٹی رکھی ہے۔ اس کو یقین حاصل ہے۔ اور شک سے چھوٹ گیا ہے اسیواسطے اُسکا دل بموجب فرمان رسول علیہ السلام کے لائق فتوےٰ کے ہے۔ مطابق حدیث استفت قلبک۔ یعنی فتوےٰ دل سے چاہو کیونکہ قلب سلیم زندہ دل کے بغیر فتوےٰ قلب پر چلنا طریقت میں جائز نہیں ہے۔ جیسے مونہہ زندہ میں اگر ایک تنکا آ جائے تو بغیر تھوکنے کے اُسکو کب آرام آتا ہے۔ ایسے ہی فتوےٰ زندہ دل کا حکم ہے۔ نہ مردہ دل کے واسطے ہے۔ کیونکہ مردہ دل میں حس شناخت کسی قسم کی نہیں ہوتی اسیواسطے فرماتے ہیں۔ کہ حس ظاہری اس جہاں کے متعلق ہے۔ جو وجود سے کام آتی ہے۔ اور حس باطنی اُس جہاں کے واسطے ہے۔ جو روح سے تعلق رکھتی ہے

انسان کے وجود میں جس قسم کی حس غالب ہو جائے اسی کے نام سے بلایا جاتا ہے۔ جس میں
حس نفس کی غالب ہے اسکا تمام علم اور عبادت نفس کی ہے۔ اور جس میں حس روح کی غالب ہے
اُسکا تمام کام خدا کا ہے۔ طالب خدا کو اپنے وجود میں حس روح کی پیدا کرنیکی ضرورت ہے
جیسے فرماتے ہیں۔ کہ صحت حس وجود کی طبیب سے تلاش کرو۔ اور صحت حس روح کی دوستان
خدا سے حاصل کرو۔ صحت حس وجود کی درستی تن سے ہے۔ اور صحت حس روح کی خراب
کرنے بدن سے ہے۔ بموجب تربیت صحبت اور محبت مرشد کامل کے ہے۔ چونکہ
بغیر صحبت اور معیت صاحب روح کے حس روح کی پیدا نہیں ہو سکتی اسلئے اُسکی تفصیل کرتے
ہیں۔ کہ جو آدم صورت ہو اور ابلیس سیرت رکھتا ہے اُسکے ہاتھ میں ہاتھ ہرگز نہ دینا یعنی
ظاہری عبادت خود بینی سے جو مکر دنیا کیلئے کرتا ہو وہ پیرو کار شیطان کا ہے۔ اُسکے قال
سننے سے دھوکہ میں نہ آنا کیونکہ اُسکی ایسی مثال ہے۔ جیسے شکاری سیٹی سے مرغ
کو پھنساتا ہے۔ جب مرغ آواز اپنی جنس کا سنتا ہے وہ شوق سے آواز اپنی جنس
کیطرف آتا ہے۔ اور جال میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اہل اللہ مردوں کا کام روشنی نور
ہدایت اور درد اور سوز اور محبت عشق خدا ہے۔ کمینہ اہل نفس کا کام مکر فریب اور حیلہ
مقصود دنیا کا ہے۔ خرقہ پشم کا بنانا اور بوسیلم کو لقب احمد کا دینا طالبان اہل دنیا گدا
گروں کا کام ہے یعنی لباس صوفیانہ طلب دنیا کیلئے اور صوفی طالب دنیا کو رسول خدا سے
نسبت کرنا کمینہ مکر اور فریب اہل دنیا کا کام ہے۔ آخر الامر بوسیلم کا لقب جھوٹا مشہور ہے
اور حضور علیہ السلام سچے لوگوں کے سردار ہیں۔ انتہی۔ کہ مولانا نے مقام طلب کا بیان
فرمایا ہے۔ اور سلوک میں سات مقام سیر طریقت کے ہیں۔ پہلا مقام طلب ہے دوسرا
مقام عشق ہے تیسرا مقام معرفت ہے چوتھا مقام غنا ہے۔ پانچواں مقام توحید ہے
چھٹا مقام حیرت ہے۔ ساتواں مقام فقر فنا ہے۔ چنانچہ تمام مثنوی ان ساتوں مقام سیر
طریقت کا ذکر ہے۔ اور اسی کو سلوک کہتے ہیں۔

خلاصۃ المقصود:۔ دوستان خدا اصاحب علم وحال کو طوطی کی مثل علم ظاہر جو قیل اور قال کسب دنیا کے متعلق ہے آپ جیسا خیال کرنے سے ہدایت سے کافروں کیطرح محروم ہے۔ اور اہل نفس کی آنکھ حقیقت اہل اللہ کو نہیں دیکھ سکتی اسلیئے عاشقان خدا کو بغیر عشق خدا کے دیکھنا محال ہے۔ اور عاشقانِ خدا کی زیارت عبادت ہے۔ اور انکا رالبہ اور تصور فضل خدا اور سعادت میں داخل ہے۔ دوستان خدا صاحب روح کی محبت اور صحبت سے عشق خدا حاصل کرو اور پیران ریاکار اہل نفس سے بچو ؛

قصہ بادشاہ یہودیونکا جو نصرانیونکو تعصب مذہب کیلیئے قتل سر آمادہ کیا اور حکایت استاد و شاگرد احول چشم کی

قوم یہود سے مراد اہل نفس ہیں اور انکا بادشاہ شیطان ہے جو بسبب احول چشمی کے اعتراض خلیفہ خدا حضرت آدم علیہ السلام پر کرنے سے ملعون کیا گیا ہے۔ اور تمام قوم نصرانی یعنی بنی آدم اہل روح کے اعمال صالحہ کے قتل کرانیکی کوشش میں بوجہ عداوت ازلی بواسطہ علم ظاہری اور خود بینی انپی کے جو توحید سے تعبیر ہے اختلاف مذاہب سے اصل حقیقت سے محروم کر دیا ہے۔ بغیر فرقہ عاشقان رسول کے تمام بنی آدم کو مقابلہ جنگ تک پہنچا دیا ہے۔ اور حقیقت اعمال صالحہ کو قتل کرا کر اپنے سب پیروکار کو فرقہ بازی میں داخل کیا ہے۔ جیسے آگے فرماتے ہیں ؛

بود شاہے در جہودان ظلم ساز　　دشمن عیسیٰ و نصرانی گداز

ترجمہ۔ ایک بادشاہ تھا تمام قوم یہودیوں میں ظلم کرنے والا عیسیٰ اور نصرانیونکا دشمن تھا

عہد عیسیٰ بود نوبت آں او　　جاں موسیٰ او و عیسیٰ جان او

ترجمہ:۔ زمانہ عیسیٰ کا تھا اور دوراں انکا جاں موسیٰ کی عیسیٰ تھا اور جاں عیسیٰ کی موسیٰ

شاہ احولی کرد در راہِ خدا　　آن دو دمساز خدائے را جدا

ترجمہ:۔ بادشاہ نے احول چشمی کی راہ خدا میں دو دوست خدا کو جدا سمجھا

گفت استاد احولے را کاندر آ　　رو بروں آر از وثاق آں شیشہ را

ترجمہ:۔ جیسے کہا استاد نے احول چشم کو کہ باہر لا گھر سے اس شیشہ کو سہ

چوں درون خانہ احول رفت زود　　شیشہ پیش چشم او دو می نمود

ترجمہ:۔ جب گھر میں احول چشم گیا ایک شیشہ تھا اُسکی آنکھ میں وہ دیکھنے میں آئے

گفت زاں دو شیشہ را کدام　　پیش تو آرم بکن شرح تمام

ترجمہ:۔ کہا اُن دونوں سے فرمائیے کون شیشہ لاؤں سہ

گفت اُستاد آن دو شیشہ نیست رو　　احولی بگذار افزوں بین مشو

ترجمہ:۔ اُستاد نے کہا کہ دو شیشہ نہیں ہیں احولی چھوڑ ایک شیشہ دیکھ

گفت ای اُستاد مرا طعنہ مزن　　گفت استاد زاں دو یک را بر شکن

ترجمہ:۔ اُسنے کہا کہ اے اُستاد مجھے طعنہ نہ مار اُستاد نے کہا اُنیں سے ایک کو توڑ دے

شیشہ یک بود بچشمش دو نمود　　چوں شکست آن شیشہ را دیگر نبود

ترجمہ: یہ شیشہ ایک تھا اُسکو دو دکھائی دیتے تھے۔ جب توڑا ایک کو دوسرا نہ پایا

شاہ از حقد جہودانہ چناں　　گشت احول الاماں یا رب اماں

ترجمہ:۔ بادشاہ غصہ اور حسد یہودانہ سے ایسا ہوا احول الاماں یا رب اماں

شرح:۔ ایک بادشاہ ظالم یہودی قوم موسیٰ سے جو کہ دشمن عیسیٰ کا تھا اور تمام نصرانی قوم عیسیٰ کیا تھا اُسکو مخالفت پیدا ہوئی زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کا تھا اور وہ بادشاہ اس راز سے بےخبر تھا۔ کہ موسیٰ عیسیٰ کی جان ہے اور عیسیٰ موسیٰ کی جان ہے

بوجہ آنکھ غیر بینی کے اسکو مخالفت ہوئی اگر حقیقت بین آنکھ رکھتا تو موسیٰ اور عیسیٰ کو
ایک دیکھتا بادشاہ بوجہ آنکھ ایک کو دو دیکھنے والی کے مرشد کو علیحدہ سمجھنے سے قوم
علیسے کیساتھ سخت عداوت رکھی حقیقت میں ایک تھے کیونکہ ہر دو صفت خدا کی تھی۔
بموجب قولہ تعالےٰ لانفرق بین احد من رسلہ ترجمہ نہیں فرق کرتے ہم درمیان کسی رسول کے
رسولان خدا سے بموجب آنکھ حقیقت بین کے آگے مولانا شاگرد احول چشم اُستاد کی خدمتمیں
حاضر ہونیکی مثال فرماتے ہیں۔ جو کہ اُستاد نے احول چشم شاگرد کو حکم فرمایا کہ تم جاؤ اور
میرے مکان کے اندر ایک شیشہ ہے اسکو اُٹھا لاؤ۔ شاگرد بموجب فرمان اُستاد کے مکان
کے اندر دیکھا تو ایک شیشہ آنکھ دو دیکھنے والی سے دو شیشے نظر میں آئے شاگرد نے
اُستاد سے کہا کہ اس مکان میں دو شیشے ہیں۔ کونسا شیشہ اُٹھا لاؤں اُستاد نے کہا دو
شیشہ نہیں ہیں صرف ایک شیشہ ہے۔ دو دیکھنا چھوڑ دے شاگرد نے کہا کہ اے اُستاد
شیشے دو ہیں۔ مجھے دو دیکھنے کا طعنہ نہ مار۔ اُستاد نے کہا کہ اگر دو ہیں۔ تو ایک کو
توڑ دے جب شاگرد نے ایک کو توڑ دیا دوسرے کو نہ پایا شیشہ ایک تھا آنکھ دو دیکھنے والی
کا قصور تھا ایک کو توڑا دوسرا کوئی نہ تھا مولانا فرماتے ہیں۔ کہ بادشاہ یہود شیطان نے
بسبب آنکھ دو دیکھنے والی حضرت آدم شیشہ خدا تعالےٰ کے دوسرا شیشہ غیر خدا دیکھنے
سے ملعون کیا گیا۔ اور اسیواسطے تمام نصرانی اعمال صالحہ بنی آدم کا سخت دشمن ہے ظاہر
میں اقرار توحید کا کرتا ہے اور حقیقت میں بوجہ شرک کرنیکے اُسکا گناہ قابل معافی کے
نہیں ہے۔ کیونکہ شرک کا گناہ بخشنے کے لائق نہیں ہوتا۔ جبکہ آدم شیشہ خدا تعالےٰ
کا تھا۔ اور شیطان نے احول چشمی سے دوسرا شیشہ دیکھا ہے اور دوسرے شیشہ توڑنے
سے شیشہ خدا سے محروم ہو کر ملعون ہو گیا ہے مثل شاگرد احول چشم کے جسنے ایک
شیشہ کو توڑا دوسرے کو نہ پایا۔ یعنی دو صورت دیکھنے سے توحید سے محروم رہا حقیقت
میں صورت آدم میں جلوہ ذات حق سمایا تھا اگر جلوہ خدا آدم میں نہ ہوتا۔ تو ابلیس کیسے

ملعون ہوتا تھا۔ اور مسجود ملائک سوائے خدا کے آدم کسطرح ہو سکتا تھا خدا تعالٰے نے تمام ارواح اور ملائک کو تعلیم تلقین توحید کی سجدہ آدم میں فرمائی تھی نہ تعلیم شرک کی تھی۔ چنانچہ یہی تعلیم ابتک دوستان خدا صاحب روح میں موجود ہے۔ اہل نفس پیروکار ابلیس کے تجیر ہیں یہ راز صاحب روح اہل علم حال کی صحبت اور محبت سے کھل سکتا ہے۔ **فائدہ**۔ جاننا چاہیئے۔ کہ احول چشمی کا یہ ہوتا ہے۔ کہ جو نور آنکھ میں ہے۔ اسکے درمیاں کسی قسم کا حجاب واقعہ ہو جائے۔ تو اس وقت آنکھ کو ایک صورت کی دو صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ ابلیس کو خود بینی سے حسد کا حجاب نور آنکھ کے درمیاں سمایا ہوا تھا۔ اسلئے دوسری شکل شیشہ آدم میں دیکھی تھی۔ علٰے ہذالقیاس تمام پیروکاراں ابلیس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ اور خود بینی کا حجاب نہایت سخت ہے جو قابل علاج رحمت خدا کے نہیں ہے۔ خدا تعالٰے امان دے۔ کیونکہ رحمت نیاز کا حق ہے۔ اور خود بینی نیاز کا خلاف ہے۔ اسیواسطے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ بادشاہ حسد سے ایسا احول چشم ہوا تھا۔ کہ خدا تعالٰے کے پناہ دینے کے بغیر کوئی رستہ امان کا نہیں۔

خلاصۃ المقصود:- بادشاہ یہود ابلیس ہے۔ اور بوجہ عداوت ازلی آدم علیہ السلام کے تمام نصرانی ارواح بنی آدم کے احول چشمی سے مقام جنگ اعمال صالحہ کا کرارہا ہے۔ شیشہ خدا اور آدم کو دو دیکھنے سے توحید سے منکر ہو کر تکبر اور کفر کیا ہے۔ اور آدم کے شیشے توڑنے سے شیشہ خدا کو نہیں پایا انکار توحید سے اختلاف مذاہب کے باعث شر اور فتنہ برپا کر کے مقابلہ کر نیسے آپ کو اور اپنے پیروکاروں کو توحید سے محروم کر دیا ہے۔ اور دعوئے توحید اور علم اور ہدایت سے تمام بنی آدم کو مکر اور فریب میں اپنے وزیر علم خود بینی کے ذریعہ سے پھنسا کر نوبت جنگ تک پہنچادی ہے۔ جیسے فرماتے ہیں۔

سکھلانا وزیر کا مکر بادشاہ کو!

شہ وزیرے داشت رہزن عشوہ دہ　　　کو بر آب از مکر بر بستے گرہ

ترجمہ:۔ بادشاہ ایک وزیر رکھتا تھا چالاک اور فریب دینیوالا جو پانی پر مکر سے گرہ باندھتا تھا

شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست　　　چارہ ایں مکر ایں تزویر چیست

ترجمہ:۔ بادشاہ نے اسکو کہا کہ اب کیا تدبیر ہے اور چارہ جوئی مکر اور فریب کی کیا ہے۔

تا نماند در جہاں نصرانیئے　　　نے ہویدا دین نے پنہانیئے

ترجمہ:۔ تاکہ ایک نصرانی جہاں میں نہ رہے۔ نہ اُنکا دین ظاہر اور نہ پوشیدہ ہو۔

گفت اے شاہ گوش و دستم را ببر　　　بینیم بشگاف لب از حکم مر

ترجمہ:۔ کہا وزیر نے جو اے بادشاہ کان اور ہاتھ اور ناک اور لب میری کاٹ دے

بر منادی گاہ کن ایں کار تو　　　بر سر راہے کہ باشد چار سو

ترجمہ:۔ منادی کی جگہ یہ کام کر سر بازار چہار راہ پر سب مشہور کر کے۔

بعد ازاں در زیر دار آور مرا　　　تا بخواہد یک شفاعت گر مرا

ترجمہ:۔ پیچھے اُسکے سولی کے نیچے مجھے لا تاکہ کوئی شخص مجھے چھوڑا کر لے جائے

چوں شوند آں قوم از من دین پذیر　　　کار ایشاں سر بسر شوریدہ گیر

ترجمہ:۔ جب ہوئی وہ قوم مجھسے دین قبول کرنیوالی اُنکا تمام کام بالکل خراب اور برباد ہو جائیگا

درمیاں شاں فتنہ شور افگنم　　　کاہرمن حیراں بماند از فنم

ترجمہ:۔ اُس قوم کے درمیاں فتنہ اور فساد ایسا ڈالونگا جو شیطان بھی میرے مکر سے حیران ہے

چوں شمارندم امین و رازداں　　　دام دیگر گوں نہم در پیش آں

ترجمہ:۔ جب مجھکو وہ قوم امین اور رازداں سمجھینگے دام دیگر مکر کا اُنکے آگے رکھونگا۔

تا بدست خویش خون خویشتن　　　بر زمین ریزند کوتہ شد سخن

ترجمہ:۔ تاکہ اپنے ہاتھ سے تمام خون اپنے کو زمین پر گرائیں گے قصہ ختم ہوا

چوں شمارند م امین و مقتدا | سر نہندم جملہ جوئید اہتدا

ترجمہ:۔ جب مجھے امام اور پیشوا جانے گئے سر رکھیں گے میرے آگے اور ہدایت طلب کرینگے

چوں وزیر ایں مکر را بر شہ شمرد | از دلش اندیشہ را کلی ببرد

ترجمہ: جب وزیر نے یہ مکر بادشاہ کو سنایا۔ اُسکے دل سے تمام فکر دور ہو گیا سہ

کرد با وے شاہ آں کارے کہ گفت | خلق حیران ماند زاں راز نہفت

ترجمہ:۔ بادشاہ نے وزیر کیساتھ وہی کام کیا جو اُسنے کہا تھا خلقت حیران ہوئی راز پوشیدہ سے

چوں چناں دیدند ترسایاں زار | می شدند اندر غمِ او اشکبار

ترجمہ:۔ دیکھا نصرانیوں نے اُسکا حال خراب ہوئے اُسکے غم میں گریہ کرنے والے

او بیاں میکرد با ایشاں فصیح | دائما اقوال و افعال مسیح

ترجمہ:۔ وہ بیان کرتا اُنکے ساتھ ظاہر عیسیٰ اقوال اور احکام عیسیٰ کے

او بظاہر واعظِ احکام بود | لیک در باطن صفیر و دام بود

ترجمہ:۔ وہ ظاہر میں واعظ احکام کا تھا مگر باطن میں سیٹی دام کی تھی

بہر ایں معنے صحابہ از رسول | ملتمس بودند مکر نفس غول

ترجمہ:۔ اسیواسطے تمام اصحاب رسول علیہ السلام کے آرزو کرتے تھے مکر نفس اور شیطان سے

کو چہ آمیزد ز اغراض نہاں | در عبادتہا و در اخلاص جاں

ترجمہ:۔ وہ کیا ملاتا ہے غرضوں پوشیدہ سے عبادتوں میں اور اخلاص روح میں

فضل ظاہر را نہ جستندے ازو | عیب باطن را بجستندے بجو

ترجمہ:۔ فضائل ظاہر کو نہ ڈھونڈھتے تھے اُسسے عیب باطن کی جستجو کرتے تھے

شرح:۔ بادشاہ کا وزیر بڑا مکار تھا۔ جو فریب اور مکر سے پانی پر گرہ باندھتا تھا یعنی عبادت کو ریا سے گناہ بنا دیتا تھا۔ بادشاہ نے اپنے وزیر مکار سے کہا

کہ اب کیا تدبیر تیرے مکر اور فریب سے ہے جس سے تمام نصرانی یعنی اعمال صالحہ کی روحانی توفیق کا نام اور نشان جہاں میں باقی نہ رہے اور نہ اُنکا دین ظاہر ہو اور نہ پوشیدہ ہو یعنی بادشاہ شیطان نے اپنے وزیر علم ظاہری نفسانی سے جو خود بینی سے بھرا ہوا ہے اور عشق اور نیاز سے بیخبر ہے بوجہ عداوت بنی آدم کے یہ مشورہ کیا ہوا ہے۔ کیونکہ شیطان ملعون ہونے کے وقت خدا تعالےٰ سے یہ اقرار کیا ہوا ہے۔ بموجب قولہ تعالےٰ: قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین۔ ترجمہ: شیطان نے خدا تعالےٰ کو کہا۔ کہ قسم ہے تیری عزت کی جو میں تمام بنی آدم کو گمراہ کر دونگا۔ مگر جو بندے تیرے ہونگے۔ اُن پر میرا غلبہ نہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ نے یہ فرمایا اے شیطان یہ سچ ہے جو میرے بندے تجھسے گمراہ نہ ہو سکیں گے۔ اور جو تیرے بندے ہونگے اُن سے اور تجھسے میں دوزخ کو پر کر دونگا۔ اے عزیز شیطان کی اول سے ہمارے ساتھ عداوت ہے۔ اسی واسطے اپنے وزیر علم نفسانی سے یہ مشورہ اور تدبیر ہو چکی ہے جیسے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ وزیر نے کہا کہ اے بادشاہ میرے کان اور ہاتھ اور ناک اور لب کاٹ کر اپنی کچہری سے نکالدے یعنی علم ظاہری کے نہ کان قابل کلام حق سننے کے ہیں۔ اور نہ اُس کے ہاتھ لائق عمل کرنے کے ہیں۔ اور نہ اس کا ناک خوشبوء بوستان خدا کی سونگھنے والا ہے۔ اور نہ لب اس کے قول حق کا بیان کرنے والے ہیں ایسے علم کی اتباع جس میں عشق رسول کا نہیں تابع شیطان کے ہے۔ اور موجب فتنہ اور گمراہی کا ہے وزیر نے کہا۔ کہ اے بادشاہ تمام مخلوق میں منادی کرا دے۔ کہ یہ وزیر مخالف بادشاہ کا ہے۔ اور نائب عیسےٰ علیہ السلام کا ہے۔ میری شکایت منبر دل پر اور چہار راہ یعنی صاحب شریعت اور طریقت اور حقیقت اور اہل معرفت کے روبرو ہو تاکہ یہ منادی سنکر تمام نصرانی مطلع ہو جاوینگے۔ اور اپنا مجھے محبوب بنائینگے اور اپنا مقصود بنا کر میری متابعت کرینگے۔ اور میرا دین قبول کرینگے۔ اور

میں متابعت کرنے میں تمام نصرانیوں میں اس قدر فتنہ اور شور ڈالونگا۔ جس کا حساب نہیں ہے۔ جس سے شیطان بھی میرے فتنے سے حیران رہ جائیگا اور تمام نصرانی اپنے ہاتھ سے قتل کرادونگا۔ چنانچہ بادشاہ شیطان نے مطابق مشورہ وزیر علم نفس کے ایسا ہی کیا۔ جو اپنے وزیر علم کے کان اور ہاتھ اور ناک اور لب کاٹ کر اپنا مخالف مشہور کرا دیا۔ اور نائب اور وارث نبیوں کا مقرر کیا۔ واضح ہو۔ کہ تمام عالمان اور عابدان اور زاہدان اہل نفس ظاہر پرست ریاکار زبان سے عداوت شیطان کی منبروں پر اقرار کرتے ہیں۔ اور دراصل تمام عمل خودپرستی انا خیر متابعت علم شیطان کی کرتے ہیں۔ جب تک متابعت علم اور عمل شیطان کی موجود ہوگی۔ وہ عمل لائق خدا کے نہیں ہے۔ کیونکہ جس دین کی متابعت کرنے والا ہو وہ اس قوم سے شمار کیا جاتا ہے۔ اسیواسطے اُس وزیر نے کہا کہ جنے میرا دین قبول کر لیا ہیں اُسکے تمام عمل اور عبادت ضائع کر دونگا۔ مولانا فرماتے ہیں۔ کہ بغیر فرقہ عاشقان الٰہی صاحب روح کے سب لوگ۔ اہل نفس جنہوں نے علم اور عبادت ظاہری کو اپنا مطلوب اور محبوب اور تمام راز جاننے والا اور مقتدا اور رہنما ہدایت کرنے والا سمجھ رکھا ہے۔ اُن کے تمام اعمال اور عبادات خودبینی اور ریا سے شیطان نیست اور نابود کر رہا ہے۔ جب تک۔ اُن کو صحبت اور معیت دوستان خدا صاحب روح کی فضل خدا سے حاصل نہ ہو کیونکہ حقیقت علم اور عبودیت کی بغیر صحبت اولیا اللہ صاحب دل کے کسی پر آج تک نہیں کھلی افسوس ہے کہ ہم تمام زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کو صدق اور اخلاص قلب انسان کی ضرورت ہے۔ اور دل کے متعلق نہ کسی قسم کی کوشش کر سکتے ہیں اور نہ کسی صاحب دل کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا اتباع کر سکتے ہیں۔ یہی نتیجہ متابعت شیطان کا ظہور میں آرہا ہے۔ جیسے وزیر نے کہا۔ اے بادشاہ جب نصرانی مجھے امین اور رہنما اور محبوب اور پیشوا بنا کر میری متابعت کرینگے۔ میں اسوقت

ان کے درمیان ایسا فتنہ برپا کرونگا۔ جو اپنے آپ سے مقابلہ جنگ تک پہنچ کر تمام نصرانی قتل ہو جائینگے۔ جب بادشاہ نے وزیر کا مکر سنا تو تسلی ہو گئی۔ اور نکر جنگ سے فارغ ہو گیا۔ بادشاہ نے وزیر کے کہنے کی تعمیل پوری کی تمام خلقت اس راز سے بیخبر تھی نصرانیوں نے وزیر کی حالت دیکھکر تمام اُسکے پیرو کار ہو گئے۔ اور نائب عیسیٰ کا سمجھ لیا۔ اُسکے غم میں روتے تھے۔ اور اوسکی متابعت دل وجان سے کرتے تھے۔ اور تمام تمام مقصود اپنا اُسیکو جانتے تھے۔ حقیقت مکر سے بیخبر تھے۔ واضح ہو۔ کہ مولینا اپنی تمام عمر متابعت علم اور عبادت ظاہری میں صرف کر کے خدا تعالےٰ کیطرف حجاب نہ اُٹھنے کے سبب سے شکایت علم اور عبادت ظاہر مطابق اپنے حال کے بیان فرمارہے ہیں۔ کوئی ناقص الفہم شکایت علم خدا جو عشق خدا سے حاصل سے ہوتا ہے اور وہ حبیب ہدایت خدا کا ہے۔ خیال نہ کرے کیونکہ جو علم عشق خدا سے حاصل ہوتا ہے۔ اسمیں شیطان داخل نہیں ہو سکتا۔ اور جس علم میں عشق خدا کا نہیں وہ تابع شیطان کے ہے اور وزیر اسیکا ہے۔ ظاہر میں مخالفت شیطان کی بیان کرتا ہے۔ اور در اصل اتباع اسی کی کر رہا ہے۔ جیسے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ تمام بنی آدم کے گمراہ کرنے کیواسطے بادشاہ یہود شیطان نے کیسا مکر وفریب بنایا ہے۔ اور جو اپنے وزیر علم اہل النفس ظاہر کو خود بینی سے بھرا ہوا ہے۔ اپنا دشمن مقرر کیا ہے۔ اور تمام عالمان ظاہری مسجدوں اور منبروں پر شکایت شیطان کی بیان کرتے ہیں۔ اور دین اسلام کے ضعیف ہونے کے واسطے روتے ہیں۔ اور خلقت کو رلاتے ہیں۔ حقیقت میں عمل خود بینی اور انا خیر سے متابعت شیطان کی کرتے ہیں۔ زبان سے مخالفت شیطان کا اقرار ہے۔ اور عمل متابعت شیطان کا ہے۔ یہ کیسا مکر ہے۔ جیسے فرماتے ہیں۔ کہ وہ وزیر احکام خدا کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر میں سناتا تھا۔ اور باطن میں تمام پیرو کاروں کو جال میں پھنساتا تھا۔ ایسے ہی کلام عالم

بے عمل اہل نفس بے درد اہل ریا طالب دنیا کی ہوتی ہے ۔ جو تعلیم علم خدا اور درستی دل
کیطرف راہ نہیں پا سکتا اور شکایت متابعت شیطان سے ناراض ہونیکے بغیر کچھ
نہیں کرتا فائدہ کا ۔ جاننا چاہئیے کہ خدا تعالےٰ انسان کی دل کی طرف دیکھتا ہے اور
درد محبت اور نیاز اور اخلاص قلب انسان کا خواہاں ہے ۔ اور عالمان ظاہری تمام
عمر درستی الفاظ اور رجوع کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اور مکر نفس جو وزیر شیطان کا ہے
اسکی طرف کبھی خیال نہیں کیا اصحاب رسول مکر نفس کے واسطے حضور علیہ السلام
کی خدمت میں ہمیشہ سوال کرتے تھے ۔ کہ یا رسول اللہ مکر نفس اور شیطان سے بچنے کی
ہمکو ضرورت ہے ہمارا نفس کیسا مکار ہے ۔ جو عبادتوں میں کیسے خیالات فاسدہ
پیدا کرتا ہے ۔ اور تمام نیکیوں میں گناہ ملا دیتا ہے ۔ چنانچہ تمام اصحاب رسول علیہ السلام
کے صلاحیت ظاہری عبادت کے سوا اصلاح باطنی کی کوشش فرماتے تھے ۔ کیونکہ
صلاحیت انسان کی اصلاح باطن میں ہے مولانا فرماتے ہیں ۔ کہ جو قوم نصرانیوں
کی وزیر سے صلاحیت ظاہری کی جستجو کرتے والے تھے ۔ اور اصلاح باطن سے بیخبر
تھے وہ آفت اور بلا مکر وزیر میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئے اور تمام اعمال صالحہ کو ضائع کر دیا

خلاصۃ المقصود ۔ مولانا کا مقصود یہ ہے ۔ کہ جو علم اور عمل خود بینی اور ریا سے
بھرا ہوا ہو وہ وزیر شیطان کا ہے ۔ اور اسکے مقتدی
اور پیرو کار ہدایت خدا سے محروم ہیں اگرچہ زبان سے مخالفت شیطان کی بیان
کرتے ہیں حقیقت میں متابعت شیطان کی ہے ۔ نہ ان کے کان قابل راز الہٰی
سننے کے ہیں ۔ اور نہ ان کے ہاتھ کام خدا کے لائق ہیں ۔ اور نہ ان کے لب کلام
حق کے بیان کرنے والے ہیں ۔ اور نہ ان کا ناک خوشبو دوستان خدا کی سونگھنے والا
ہے ۔ مکر اور فریب سے مدعی فرقہ خدا کے ہیں اور متابعت شیطان سے تمام پیرو کاروں کو
گمراہ کر کے اختلاف مذاہب سے نوبت مقابلہ جنگ تک بغیر فرقہ عاشقان رسول

کے پہنچا رہے ہیں۔ ظاہر میں داعظ احکام خدا کے سناتے ہیں۔ اور باطن میں دام شیطان میں پھنساتے ہیں۔ اسیواسطے اصحاب رسول درستی عبادت ظاہری ہے درستی باطن کے رسول علیہ السلام سے طلبگار تھے۔ اور یہ مقام محض فضل خدا کا ہے اسلئے جناب الہٰی میں مولانا التجا کرتے ہیں:

التجا جناب باری تعالےٰ میں !!

صد ہزاراں دام دانہ ست اے خدا ۔۔۔ ما چوں مرغان حریصان بینوا

ترجمہ:۔ سینکڑوں اور ہزاروں دام اور دانہ ہیں۔ اے خدا ہم مثل مرغ حریص بھو کے ہیں۔

دمبدم پابستۂ دام تو ایم ۔۔۔ ہر یکے گر باز سیمرغ شویم

ترجمہ:۔ ہر دم ہیں ہم پابند تیرے دام کے ہیں۔ ہر ایک اگر ہم باز اور سیمرغ ہو جائیں۔

ما دریں انبار گندم میکنیم ۔۔۔ گندم جمع آمدہ گم می کنیم

ترجمہ:۔ ہم انبار گندم کا جمع کرتے ہیں۔ اور گندم اکٹھی کی ہوئی گم کرتے ہیں۔

می نیندیشیم آخر ما بہ ہوش ۔۔۔ کایں خلل از گندم ست از مکر موش

ترجمہ:۔ ہم نے نہیں سوچا عقل سے کہ یہ خلل گندم میں مکر موش سے ہے

موش تا انبار ما حفرہ زدست ۔۔۔ وز فنش انبار ما ویران شدست

ترجمہ:۔ چوہے نے ہماری ڈھیری میں سوراخ کیا ہوا ہے اسکے فن سے ہماری ڈھیری برباد ہو گئی ہے

گر نہ موشے دزد در انبار ماست ۔۔۔ گندم اعمال چل سالہ کجاست

ترجمہ:۔ اگر چوہا چور ہماری ڈھیری میں نہیں ہے تو اعمال نیکی چالیس برس کی کہاں ہے

ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ چرا ۔۔۔ جمع می ناید دریں انبار ما

ترجمہ:- تھوڑی تھوڑی نیکی ہر دن کی کیوں جمع ہماری ڈھیری میں نہیں ہے۔

اول ای جان دفع شر موش کن — وانگہ اندر جمع گندم جوش کن

ترجمہ:- پہلے دفع شر چوہے کی کوشش کر بعد اسکے جمع گندم میں جوشش کر۔

بشنو از اخبار آں صدر صدور — لاصلوٰۃ تم الا بالحضور

ترجمہ:- رسول علیہ السلام کی حدیث سن نہیں نماز کامل جس میں حضور قلب کا نہ ہو۔

چوں عنایاتت شود با ما مقیم — کے بود بیمے ازاں دزد لئیم

ترجمہ:- جب مہربانی تیری ہمارے ہمراہ ہو جائے کب ہوتا ہے خوف ہمکو اس چور سے

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم — چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم

ترجمہ:- اگر ہزاراں دام ہر قدم پر بچھا ہوں جب تو ہمارے ساتھ ہو کچھ غم نہیں

ہر شبے از دام تن ارواح را — میرہانی میکنی الواح را

ترجمہ:- ہر رات کو دام تن سے روحوں کو چھوڑاتا ہے اور تختی دل کو صاف کرتا ہے

می رہند ارواح ہر شب زیں قفس — فارغان بے حاکم و محکوم کس

ترجمہ:- چھوٹ جاتے ہیں روح ہر رات اس پنجرے سے فارغ ہوتے ہیں قید حاکم اور محکوم سے

شب ز زنداں بیخبر زندانیاں — شب ز دولت بیخبر سلطانیاں

ترجمہ:- رات کو قید خانے سے بیخبر قیدی ہوتے ہیں۔ اور دولت سے بیخبر بادشاہ ہوتا ہے

حال عارف ایں بود بیخواب ہم — گفت یزداں ہم رقود زیں مرم

ترجمہ:- حال عارف کا یہ ہوتا ہے سوائے خواب کے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں

ای بسا اصحاب کہف اندر جہاں — پہلوی تو پیش تو ہست ایں زماں

ترجمہ:- اصحاب کہف کے ہیں جہان میں تیرے پہلو میں اور تیرے آگے اس وقت

یار با تو غار با تو در سرود — مہر بر چشم ست و بر گوشت چہ سود

ترجمہ:- تیرے یار غار ہیں تجھسے باتیں کرتے ہیں تیری آنکھ اور کان پر مہر ہے۔

شرح: اے خدا تعالےٰ ہزارہا طرح کے جال اور دانہ ہیں جو ہمارے پھنسانے کیلئے ہیں اور ہم تمام مرغ حریص فاقہ کش ہیں۔ دانہ کے عاشق ہیں۔ اور جال کی تمیز ہمکو نہیں ہے۔ ہمارے لئے تیرا فضل درکار ہے۔ اے خدا تعالےٰ ہم ہمیشہ تیرے دام میں پھنستے ہیں۔ اور تو ہمیشہ ہمکو چھوڑ دیتا ہے۔ اگرچہ ہم باز یا سیمرغ بھی ہوجائیں۔ اب بھی تیرے سوا کوئی چھوڑانے والا نہیں ہے۔ اے خدا ہم گندم اعمال صالحہ اور عبادت کا انبار جمع کرتے ہیں۔ اور تمام انبار گندم اعمال صالحہ کالعدم ہے۔ ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ ہمارے تمام انبار گندم اعمال صالحہ کو مکر چوہے نفس نے ہماری ڈھیری گندم میں سوراخ کرکے داخل ہونے سے تمام اعمال صالحہ کو تباہ کردیا ہے۔ اگر موش نفس نے ہمارے ذخیرہ اعمال صالحہ کو خراب نہیں کیا۔ تو چالیس سال کی عبادت اور اعمال صالحہ کہاں ہیں ہر روز کی نیکی اگر ذرہ ذرہ بھی جمع ہوتی تو چالیس سال کی کسقدر ہوجاتی تھی۔ یہ تمام شر چوہے نفس کا ہے۔ اے عزیز پہلے شر چوہے نفس سے آپ کو بچا اور پھر اعمال صالحہ کی گندم کو جمع کر جناب رسول علیہ السلام فرماتے ہیں۔ **لا صلوٰۃ الا بحضور القلب**

ترجمہ:۔ نہیں نماز جائز جب تک حضور قلب کا نہ ہوا ہیواسطے خیالات فاسدہ ماسویٰ اللہ سے دل انسان کے خالی ہونے کے بغیر نماز کامل نہیں ہوسکتی اسجگہ محض فضل خدا کا کام ہے۔ اے خدا تعالےٰ جب تیری عنایت ہمارے ہمراہ ہوجائے۔ تو اُس چور بدکردار نفس اور شیطان سے ہمکو کوئی خوف نہیں ہے۔ کیونکہ تیرے فضل سے اور تیرے دوستونکی معیت سے ہمکو مکر نفس اور شیطان سے بخوبی خلاصی حاصل ہوسکتی ہے۔ اگرچہ ہزار ہا دام ہر قدم پر ہوں تو ہمکو کیا غم ہے۔ جب تیرا فضل ہمارے ہمراہ ہے اے خدا تعالےٰ تو ہمیشہ ہر رات کو تمام روح ہمارے قید تن سے فارغ کردیتا ہے۔ اور تختی دل کو تمام خطرات نفسانی سے صاف کرتا ہے۔ اور روح کو

پنجرے وجود سے چھوڑتا ہے۔ اور ہم قید حاکم اور محکوم سے فراغت حاصل کرتے
ہیں۔ اور تمام قیدی قیدخانہ سے رہائی پاتے ہیں۔ اور بادشاہ بادشاہی سے بےخبر ہوتے
ہیں۔ اور ہمارا چھٹنا سب خوشی اور غم سے آزاد ہونے کا موجب محض تیرے فضل کا
سبب ہوتا ہے۔ کیونکہ تیرے دوستوں پر دنیا کی خوشی اور غم خواب کی طرح ہے اسلئے
تمام دنیا کے نفع اور نقصان سے بےخوف ہو گئے ہیں۔ جیسے فرماتے ہیں۔ کہ عارف کا
حال سوائے خواب کے بیداری میں ایسا ہوتا ہے۔ بموجب قولہٗ تعالےٰ وتحسبھم
ایقاظاً وھم رقود۔ ترجمہ:۔ گمان کرتے ہو تم اُن کو بیداری میں حالانکہ وہ خواب
میں ہیں۔ یعنی تمام ارادہ انکا فنا ہو چکا ہے۔ اور امر حق سے اُنکی تمام حرکت اور سکون
ہے۔ یہ آیت شریف اصحاب کہف کے حق میں ہے اہل حال کے نزدیک اصحاب
کہف تمام فرقہ اولیا کرام کا ہے کیونکہ کہف غار کو کہتے ہیں۔ اور یہ غار سے مراد دل
انسان کا ہے یعنی تمام صاحب دل کا یہی حال ہے۔ اسیواسطے فرماتے ہیں۔ اے
عزیز بہت اصحاب کہف کے جہان میں تیرے پہلو میں اور تیرے آگے تیرے یار غار
ہیں۔ تجھسے باتیں کرتے ہیں مگر تیری آنکھ اور کان پر مہر لگی ہوئی ہے۔ نہ انکو دیکھ سکتا
ہے اور نہ اُن کی کلام سن سکتا ہے۔ یعنی اولیا اللہ تمام جہان میں موجود ہیں۔ اور قیام
قیامت تک موجود رہینگے۔ مگر اہل نفس نہ اُنکو دیکھ سکتے ہیں نہ ان کی کلام سن سکتے ہیں
جس کو خدا تعالےٰ اپنے فضل سے قبول فرماتا ہے اس کو اپنے دوستوں کے دیکھنے
کی نظر عنایت فرماتا ہے۔ اور اُن کی کلام سے بہرہ ور فرما دیتا ہے +

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا عبادات ظاہری جسمانی پر عبادات باطنی روحانی کو مقدم فرما
رہے ہیں۔ کیونکہ تمام اعمال عبادات ظاہری خودبینی کیوجہ سے شکار
شیطان کا ہو جاتے ہیں۔ اسیواسطے ہمارے تمام اعمال صالحہ نفسانی کا کوئی اثر ہم پر
ظاہر نہیں ہوا اور نہ ہمکو کبھی یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ کہ ہمارے عملوں کا کوئی نتیجہ

کیوں ظاہر میں نہیں آیا چنانچہ ہم کو تمام عملوں نے اراده نفس سے خدا کی طرف راہ نہیں دکھایا بلکہ خود نمائی اور خود پرستی نے خدا پرستی سے دور کر دیا ہے ہمارے وجود میں جب تک حس نفسانی کا عمل غالب حس روحانی کا عمل ظہور میں نہیں آسکتا۔ اسلئے مثال خواب ظاہری سے ہوتا حس نفسانی اولیاء اللہ کا بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ صاحب روح کو حس روح کی دیکھ سکتی ہے حس نفس کی دیکھنے سے عاجز ہے جیسے آگے مثال لیلیٰ کی فرماتے ہیں۔

سوال کرنا خلیفہ کا لیلیٰ سے اور جواب اس کا

گفت لیلیٰ را خلیفہ کان توی — کز تو مجنوں شد پریشان و غوی

ترجمہ:۔ لیلیٰ کو خلیفہ نے کہا کہ تو وہ ہے جو تجھ پر مجنوں دیوانہ اور پریشان ہے

از دگر خوبان تو افزوں نیستی — گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

ترجمہ:۔ تو اور حسینوں سے زیادہ حسین نہیں ہے کہا لیلیٰ نے چپ رہ تو مجنوں نہیں ہے

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا — ہر دو عالم بےخطر بودے ترا

ترجمہ:۔ آنکھ مجنوں کی اگر تجھے ہوتی دونو عالم سے بےخوف ہوجاتا

باخودی تو لیک مجنوں بیخودست — در طریق عشق بیداری بدست

ترجمہ:۔ تو مقام خودی میں ہے۔ اور مجنوں بےخود ہے۔ طریقہ عشق میں خودی بہت بری ہے

ہر کہ بیدارست او در خواب تر — ہست بیداریش از خوابش بتر

ترجمہ:۔ جو بیدار ہے وہ خواب غفلت میں ہے بیداری اس کی خواب سے بدتر ہے

چوں بحق بیدار نبود جان ما — ہست بیداری چوں در بندان ما

ترجمہ:- جب خدا کے ساتھ ہماری جاں بیدار نہ ہو تو ہماری بیداری قید خانہ کی طرح ہے

خفتہ آں باشد کہ او از ہر خیال ‌‌ دارد امید و کند با او مقال

ترجمہ:- سویا ہوا وہ ہوتا ہے جو ہر خیال سے وہ رکھتا ہے۔ امید اور اسکے ساتھ باتیں کرتا ہے

نے چنانکہ از خیال آید بحال ‌‌ آں خیالش گردد اور اصد وبال

ترجمہ:- نہ ایسا خیال ہو جس سے خیالات فاسد پیدا ہو کر اسکے لئے سو وبال ہو

دیو را چوں حور بیند او بخواب ‌‌ پس ز شہوت ریزد او با دیو آب

ترجمہ: جیسے شیطان کو حور دیکھتا ہے خواب پس شہوت سے گراتا ہے ساتھ شیطان کے پانی

ضعف سر بیند ازاں و تن پلید ‌‌ آہ ازاں نقشے پدید نا پدید

ترجمہ:- ضعف سر کا دیکھتا ہے اس سے اور پلیدی وجود کی افسوس ہے نقش پیدا ہے جو ناپید ہے

مرغ بر بالا و پراں سایہ اش ‌‌ میدود بر خاک پراں مرغ وش

ترجمہ:- مرغ اوپر ہے اور اڑنے والا سایہ اسکا ہے دوڑتا ہے خاک پر مرغ کی مثل

ترکش عمرش تہی شد عمر رفت ‌‌ از دویدن در شکار سایہ تفت

ترجمہ:- تیرداں عمر کا خالی ہو گیا اور عمر گذر گئی دوڑتے شکار سایہ میں تھک گیا

سایۂ یزداں بود بندہ خدا ‌‌ مردۂ ایں عالم و زندہ خدا

ترجمہ:- سایۂ خدا کا بندہ خدا کا ہے۔ مردہ یہ عالم ہے۔ اور زندہ خدا ہے

دامن او گیر زو تر بیگماں ‌‌ تا رہی از آفت آخر زماں

ترجمہ:- دامن اسکا پکڑ جلد تر تا رہائی پا جائے تو آفت آخر زماں سے

کیف مد الظل نقش اولیاست ‌‌ کو دلیل نور خورشید خداست

ترجمہ:- آیتہ کیف مد الظل سے نقش اولیا کا ہے۔ کہ وہ دلیل نور خورشید خدا کا ہے

راہ ندانی جانب ایں سور عرس ‌‌ از ضیاء الحق حسام الدین بپرس

ترجمہ:- راہ نہیں جانتا طرف اس مقام خوشی کے ضیاء الحق اور حسام الدین سے پوچھ

در حسد گیرد ترا در رہ گلو　　　در حسد ابلیس را باشد غلو

ترجمہ:- اگر حسد پکڑے راہ میں تیرا گلہ۔ حسد میں ابلیس کو گمراہی ہوگی

عقبۂ زیں صعب تر در راہ نیست　　　ای خنک آنکس حسد ہمراہ نیست

ترجمہ:- سخت راہ کی اس سے زیادہ اس راہ میں نہیں خوش ہے وہ شخص جسکو حسد نہیں

خاک شو مرداں حق را زیر پا　　　خاک بر سر کن حسد را ہمچوں ما

ترجمہ:- خاک ہو مرداں خدا کے پاؤں کی اور خاک سر پر کر حسد کو ہماری طرح

شرح:- خلیفہ نے لیلےٰ سے کہا۔ کہ تو وہ لیلےٰ ہے جس پر مجنوں پریشان اور سرگرداں ہے۔ دوسرے حسینوں سے تو زیادہ حسین نہیں ہے۔ لیلیٰ نے کہا کہ اے بادشاہ چپ رہ کہ تو مجنوں نہیں ہے اگر تجھے مجنوں کی آنکھ ہوتی تو دو نوجہاں سے میرے دیکھنے سے بیخود ہوجاتا۔ کیونکہ میرے دیکھنے کے لئے آنکھ عشق کی ضرورت ہے۔ بغیر آنکھ عشق کے میرا دیکھنا محال ہے آنکھ مجنوں کا کام ہے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ اولیا اللہ کا دیکھنا بغیر عشق خدا کے نہیں ہوسکتا جس کو عشق خدا کا نہیں وہ اولیا اللہ کو کیسے دیکھ سکتا ہے۔ اہل نفس طالب دنیا کا کام نہیں ہے۔ کیونکہ عاشق کی آنکھ بیخود ہوتی ہے۔ اور بیخودی کے بغیر خدا کا دوستان خدا کا دیکھنا محال ہے اس واسطے کمالیت انسان کی عشق میں ہے اور عشق سے مقام بیخودی کا حاصل ہوتا ہے۔ اور خودی رخت شیطان کی ہے۔ جب تک خودی موجود ہوگی شیطان کا عمل موجود ہوگا۔ اس واسطے لیلیٰ نے کہا کہ اے بادشاہ تو باخود ہے۔ اور مجنوں بیخود ہے طریقہ عشق میں باخود ہونا بہت برا ہے۔ میرے جمال کو بغیر بے خود ہونے کے کسی کو توفیق دیکھنے کی نہیں ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کا دیکھنا بغیر آنکھ عاشق بیخود کے نہیں ہوسکتا۔ اور نماز بھی بغیر مقام بیخودی کے کامل نہیں

ہوسکتی - اور حضور قلب بھی مقام بیخودی میں ہوتا ہے - جیسے حضرت شاہ علی کرم اللہ وجہہٗ کو جب جنگ میں تیر کا پھل بدن مبارک میں رہ گیا تھا - تو اصحابوں نے عرض کیا کہ یہ تیر کا پھل بغیر چیرنے کے نکلنے میں نہیں آتا - اور آپکو تکلیف نہ ہونے کے لئے کوئی تجویز کی جاوے تو بہتر ہے - جناب امیرالمومنین نے فرمایا کہ میں جب حالت نماز مقام بیخودی میں دیدار خدا کی طرف مشغول ہو جاؤں تو اسوقت جب تمہارا دل چاہے میرے بدن کو چیر کر یہ پھل تیر کا نکال لینا مجھے کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہوگی - چنانچہ اصحابوں نے بموجب فرمان امیرالمومنین کے حالت نماز میں بدن مبارک کو چیرا دیکر تیر کا پھل نکال لیا حضور کو کسی قسم کا اثر تکلیف کا وجود مبارک پر ظاہر نہ ہوا بعد فراغت نماز آپ خون کو مصلا پر دیکھکر فرمانے لگے کہ یہ خون کہاں سے آیا ہے - حاضرین نے عرض کیا کہ ہم نے تیر کا پھل آپ کے بدن مبارک سے چیر کر نکال لیا ہے اور یہ خون آپ کا ہے - آپ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے - ذات خدا تعالٰی کی کہ مجھے بدن چیرنے کی ہرگز خبر نہیں - اگر میرا روح بھی پرواز کر جاتا تاہم بھی خبر نہ ہوتی - ایسے ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقام جنگ کربلا میں دیدار خدا موقعہ تھا - اور دیدار حق کے لئے عاشق دیدار معشوق میں اپنی ہستی سے مقام بیخودی کا حاصل کیا ہوا تھا - اس راز کو عشق کے بغیر کسی کو تمیز سمجھنے کی نہیں ہے - اہل نفس اس راز سے بیخبر ہیں - طریقہ عشق میں باخود ہو کر بیدار ہونا بہت بُرا ہے - یعنی جو شخص دنیا کا بیدار ہے وہ خواب غفلت میں ہے بلکہ اہل غفلت کی بیداری خواب سے بدتر ہے - اور جو دنیا کے کام میں بہت ہوشیار ہے - وہ خدا کی طرف خواب غفلت میں ہے - اور جو عاشق خدا مست اور بیہوش ہے - وہ خدا کی طرف بیدار ہے - اصل میں بیداری معرفت خدا کا نام ہے

جب تک خدا تعالےٰ کی طرف ہماری جان بیدار نہیں ہے۔ تو ہماری بیداری دنیا
کی خواب سے بدتر ہے۔ کیونکہ جو کام بہت بدتر بھی خواب میں کیا جائے اسکا
حساب اور عذاب نہیں ہوتا۔ اور دنیا کے بیدار کا خیال فاسد سے خطا قابل عذاب
کے ہو جاتا ہے۔ اسلئے بیداری غافل کی خواب سے بدتر ہے ۔

فائدہ:۔ جاننا چاہئے۔ کہ مولانا کا مقصود خواب سے تمام حواس نفسانی
کا سو جانا ہے۔ اور خیالات ماسوائے اللہ سے فارغ ہو کر ہستی انسان کی
فنا ہونے سے ہستی حق کا ظہور کرنے کا ہے۔ اور تمام کام میں حرکت اور سکون
اسی کا دیکھنا اور فاعل حقیقی اسی کو جاننے کا ہے۔ اور بغیر حق کے کسی سے امید نہ ہو
یہ خواب اولیاء اللہ کامل صاحب روح سے تعلق رکھتا ہے۔ اور خواب اہل نفس
کی مراد نہیں ہے جو خیالات نفسانی پیدا ہونے سے اس کو سو طرح کے وبال
میں ڈال دے جیسا اہل نفس کا خواب شیطان اسکو حوا کی طرح عورت دکھائی
دیتا ہے۔ وہ شوق سے اس کی صحبت میں پانی حیاتی کا گرا دیتا ہے۔ اسی طرح
سے اہل نفس سے بیداری مثل خواب کے ہے جو تمام عالم دنیا کی عیش اور
زینت حوا کی طرح نہایت خوبصورت دیکھ رہا ہے۔ اور وہ اپنا مطلوب
اور محبوب بنا کر عیش دنیا میں مست اور مدہوش ہے۔ خواب سے بیدار ہونے
کے بعد پلیدی وجود کی اور ضعف دماغ کا اور عدم موجودگی حور کی پائیگا یعنی تمام
نقش دنیا کے جن کو اہل دنیا۔ اپنا مقصود کلی بنا کر اپنی تمام عمر کا پانی حیاتی وجود کا
ضائع کر دیا ہے۔ بیدار ہونے پر عدم موجودگی نقش اور بربادی عمر اور پلیدی تن
کے بغیر کوئی چیز ہاتھ میں نہ آئیگی بموجب حدیث شریف الدنیا منام والعیش فیھا
احتلام ترجمہ:۔ عالم دنیا خواب ہے اور عیش دنیا کی مثل احتلام خواب ہے۔ جو صاحب خواب جب بیدار ہوتا ہے بعد
ضعف دماغ کا اور پلیدی وجود کی اور افسوس اس نقش کا جسکا نام اور نشان

بھی نہ ہو ایسے ہی دنیا کی دوسری مثال ہے۔ جیسے مرغ آسمان پر اڑتا ہے۔ اور اس کا سایہ مرغ کی مانند خاک پر دوڑتا ہے۔ جو شخص سایہ کا شکار کرتا ہے۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ اپنی تمام عمر برباد کر کے محرومی حاصل کرتا ہے۔ اے عزیز تمام عالم دنیا سایہ کی مثال ہے۔ سایہ کبھی شکار میں نہیں آسکتا۔ البتہ جس نے اصل کی طرف رجوع کیا ہے اور سایہ سے رو گردانی کی ہے۔ سایہ اسکے پیچھے لگ جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ تو نے تمام عمر شکار سایہ میں ضائع کر دی ہے۔ اور محرومی کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اور شکار سایہ میں دوڑ کر تھک گیا۔ گویا ہر دن کے چوبیس ہزار تیر دم کے شکار سایہ مرغ دنیا میں خرچ کئے اور تیر دم کے برباد ہونے کے سوا کچھ ہاتھ میں نہ آیا سایہ دنیا کو چھوڑ کر سایہ خدا کی طرف رجوع کر تاکہ تمام سائے تیرے تابع ہو جائیں۔ اور سایہ خدا کا بندہ خدا کا ہے۔ سایہ خدا کا زندہ ہے۔ اور تمام عالم دنیا مردہ ہے۔ دامن سایہ خدا کا پکڑ بغیر شک اور گمان کے تاکہ تجھے نجات دنیا اور آخرت کی ہو واضح ہو کہ مولانا سایہ خدا کو نقش اولیا کا فرماتے ہیں کیونکہ وہ دلیل نور شمس خدا کی ہے بموجب قولہ تعالیٰ۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل ترجمہ:۔ کیا نہیں دیکھا تم نے طرف رب اپنے کے کیسا پھیلایا ہے سایہ کو مولانا کے فرماں سے ثابت ہے کہ دھوپ سایہ شمس کا ہے اور تمام سایہ جات کا ظہور دھوپ ہے۔ اور دھوپ سے مقصود رسول علیہ السلام اور اولیا کرام ہیں۔ جو مظہر رسول علیہ السلام کا ہیں۔ جو شمس کا طلبگار ہے وہ دھوپ کا طلبگار ہے۔ دھوپ کے بغیر شمس کا دیکھنا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر شمس موجود ہو گا۔ دھوپ بھی موجود ہو گی جب دھوپ نہ ہو گی شمس بھی نہ ہو گا دھوپ تلاش کر دو دھوپ ہر جگہ موجود ہے مگر حجاب دیوار اپنی ہستی کا درمیاں ہے

اٹھانے کی ضرورت رہتی ہے ۔ سایہ خدا کا موجود ہو گا ۔ دلیل موجود ہونے ذات
کی ہے ۔ اور نیز مولانا کا شمس سے اپنے پیر حضرت شاہ شمس تبریز رح کا
مطلب ہے ۔ کہ میرا پیر شمس ذات کا ظہور رہتا ہے ۔ اور میں سایہ شمس کا ہوں
سایہ میں تمام ظہور ذات کا ہوتا ہے ۔ چونکہ رسول علیہ السلام سایہ ذات خدا
کے ہیں ۔ اور تمام موجودات کا ظہور سایہ رسول علیہ السلام سے ہے ۔ اولیا کرام
عین مظہر رسول ؐ کا ہیں ۔ جس کو رسول علیہ السلام کی طرف راہ نہ ملے وہ اولیا کرام
کے واسطے سے سایہ خدا یعنی رسول علیہ السلام کا رابطہ حاصل کر کے ذات
خدا تعالےٰ کی طرف راہ پا کر پہنچ سکتے ہیں ۔ کیونکہ سایہ سے اصل جدا نہیں ہوتا
جیسے مولانا فرماتے ہیں کہ اگر تجھے سو رعرس یعنی حضرت شمس تبریز کی طرف
راہ نہیں ملتا تو ضیا الحق حسام الدین یعنی اپنے پیر بھائی سے فیض حاصل کر آپ نے
تمام طالبان راہ طریقت اور سالکان راہ حقیقت کے لئے یہ عقدہ کشائی فرمائی
ہے ۔ کہ جس کو تلقین اور فیض صحبت اپنے پیر کا عدم حاضری خدمت شیخ سے
بوجہ امر لاچاری یا وفات پانے اپنے پیر کے حاصل نہ ہو سکے ۔ تو اپنے پیر بھائی
سے جو مجاز پیر کا ہو ہر ایک مرید حاصل کر سکتا ہے ۔ کیونکہ پیر بھائی جو پیر سے
فیض حاصل کر کے مجاز پیر کا ہوا اس میں وہی فیض پیر کا ہوتا ہے ۔ بشرطیکہ
طالب کے دل میں حسد نہ ہو جیسے فرماتے ہیں ۔ کہ اگر تجھے حسد راہ بند کر دے ۔ تو
یہ سمجھنا کہ شیطان نے حسد سے کفر حاصل کیا تھا ۔ حسد متابعت شیطان کی ہے ۔ اور
اس سبب سے تمام لوگ انبیا اور اولیا کو حسد سے آپ جیسا خیال کرنے سے فیض
سے محروم ہو کر مقام کفر کو حاصل کیا ہے ۔ مولانا فرماتے ہیں ۔ کہ اگر پیر بھائی سے
پیر کا فیض حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کو آپ جیسا خیال ہرگز نہ کر بلکہ مظہر پیر کا
پیر کا سمجھنا اور حسد سے آپ کو بچانا ہو گا کیونکہ راہ طریقت میں حسد سے زیادہ

بدتر طالب کے لئے کوئی عمل نہیں ہے۔ خوش ہے وہ شخص جس نے حسد سے فراغت حاصل کی ہے۔ اے یار طریقت دوستان خدا کے پاؤں کی خاک ہو جا اور حسد کے سر پر میری طرح خاک ڈال اور اس وزیر بادشاہ یہود کی متابعت نہ کر جسنے حسد سے اپنے کان اور ناک کٹوا کر قوم نصرانیوں میں فتنہ برپا کر رکھا۔

خلاصۃ المقصود:۔ قوم نصرانی سے قوم حواس روحانی مراد ہے جن سے اعمال صالحہ روحانی پیدا ہوتے ہیں اور انسان کو خدا تعالےٰ کی طرف جذب کرتے ہیں اور قوم یہود سے مراد حواس نفسانی ہیں جو وجود سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور حجاب خدا تعالےٰ اور انسان کے درمیان ہیں۔ اور تمام اعمال متعلق نفس کے ہیں انسان میں اگر غلبہ حواس روحانی کا ہو جائے تو حواس نفسانی مغلوب ہو جاتے ہیں۔ اور اگر غلبہ حواس نفسانی کا ہو تو حواس روحانی نیست اور نابود ہو کر تمام حکم اور علم اور عمل نفس کا ہو جاتا ہے۔ اور نفس وزیر شیطان کا ہے اسلئے تمام علم اور عمل اور عبادت نفس کی تابع شیطان کے ہوتی ہے۔ اور شیطان کو حسد سے دشمن روح بنی آدم کا بوجہ عداوت ازلی تمام اعمال صالحہ کو حسد اور خود بینی سے گناہ سے تبدیل کر دیتا ہے اور انسان کو اس مکر شیطان سے ہرگز علم نہیں ہو سکتا کیونکہ اس علم کے نہ کان ہیں جو حقیقت کو سن سکیں اور نہ ناک ہے جو خوشبو سے راہ ملے جیسے آگے فرماتے ہیں۔

وزیر یہودی کا حسد سے کان اور ناک کٹوانا

آں وزیرک از حسد بودش نژاد ۔۔۔ تا بباطل گوش و بینی باد داد

ترجمہ:۔ وہ وزیر جو حسد سے اس کی پیدائش تھی جھوٹ کیلئے اپنے کان اور ناک کٹوائے

ہر کسے کو از حسد بینی کند ۔۔۔ خویش را بے گوش بے بینی کند

ترجمہ:۔ جو کوئی حسد بینی کرتا ہے۔ آپ کو بے کان اور بے ناک کرتا ہے

بینی آں باشد کہ او بوئے برد   بوئے او را جانب کوئے برد

ترجمہ:۔ ناک وہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بو سونگھے اور بو اس کو کوچہ دوست میں لے جائے

چونکہ بوئے برد و شکر آن نکرد   کفر نعمت آمد و بینیش خورد

ترجمہ:۔ اور جو بو لے اور اس کا شکر نہ کرے کفران نعمت اس کا ناک کاٹتا ہے

شکر کن مر شاکراں را بندہ باش   پیش ایشان مردہ شو پائندہ باش

ترجمہ:۔ شکر کر اور شکر کرنیوالوں کا بندہ ہو جا اُن کے آگے مردہ ہو تاکہ ہمیشہ کی زندگی ہو

ناصح دین گشتہ آں کافر وزیر   کردہ او از مکر در لوزینہ سیر

ترجمہ:۔ نصیحت کرنے والا دین کا وہ کافر وزیر ہوا مکر سے اسنے حلوہ میں لہسن کر دیا تھا

ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت او   لذتے میدید تلخی جفت او

ترجمہ:۔ جو شخص صاحب ذوق تھا۔ اس کی بات سے لذت پاتا تلخی ملی ہوئی (تھی):

ہاں مشو مغرور از گفت نکو!   زانکہ دارد صد بدی در زیر او

ترجمہ:۔ خبردار نہ ہو مغرور بات نیک پر کیونکہ رکھتی ہے سو بدیاں نیچے میں اسکے

زاں علی فرمود نقل جاہلاں!   بر مزابل ہمچو سبزہ ہست ای فلاں

ترجمہ:۔ اسلئے فرماتے ہیں حضرت علی نعمت جاہلوں کی مثل سبزہ کے ہے جو نجاست پر اُگے

بر چناں سبزہ ہر آنکو بر نشست   بر نجاست بیشکی بنشستہ است

ترجمہ:۔ ایسے سبزہ پر جو بیٹھتا ہے۔ بیشک وہ نجاست پر بیٹھتا ہے۔

بایدش خود را بشستن از حدث   تا نماز فرض او نبود عبث

ترجمہ:۔ اس کو چاہئے آپ کو دھونا اس پلیدی سے تاکہ نماز فرض اس کی بے فائدہ نہ ہو

ظاہرش میگفت در رہ چست شو   واز اثر میگفت جاں را سست شو

ترجمہ:۔ ظاہر میں وہ کہتا تھا۔ کہ راہ میں چست ہو اور اثر سے کہتا تھا جاں کو سست ہو

ظاہر نقرہ گر اسپید است و نو   دست و جامہ می سیاہ گردد از او

ترجمہ :- ظاہر میں جیسے چاندی سفید ہے - ہاتھ اور کپڑے کو سیاہ کر دیتا ہے۔

ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق بود — گفت او در گردن او طوق بود

ترجمہ :- جو کوئی آگاہی دل سے بے خبر تھا اور صاحب ذوق ظاہر کا تھا اُسکی بات اُسکے گردن میں طوق تھا

دین و دل را پس بدو بسپرد خلق — پیش امر و نہی او می مرد خلق

ترجمہ :- دین اور دل اس کو خلقت نے سونپ دیا آگے امر اور نہی اسکے تمام خلقت مردہ ہوئی

آخر الامر از برائے آن مراد — تا دہد چون خاک ایشان را بباد

ترجمہ :- آخر الامر واسطے اس مراد کے تا کہ خاک کی طرح ان کو برباد کرے

شرح :- اس وزیر یہودی کی اصل پیدائش آگ سے تھی اسلئے آگ حسد سے اپنے کان اور ناک کٹوا کر مخالف قوم عیسے کیواسطے یہ مکر کیا یعنی شیطان کی پیدائش آگ سے ہے۔ اور اسکے وزیر علم و عمل میں آگ حسد سے اسقدر جوش ہے کہ بوجہ حسد اعتراض آدم سے حقیقت آدم کی طرف راہ نہیں پایا اور باوجود علم ہونیکے کان اور ناک کٹوا دئے کیونکہ اگر کان رکھتا تو حکم خلیفہ خدا کا سنکر اعتراض نہ کرتا اور اگر ناک ہوتا تو خوشبو محبت خدا سے خدا کی طرف راہ پاتا اور انکار سجدہ آدم سے کافر نہ ہوتا اسلئے فرماتے ہیں کہ جو شخص اہل حسد ہے۔ اُسکے کان اور ناک نہیں ہیں۔ کیونکہ ناک وہ ہوتا ہے۔ جو خوشبو سونگھے اور بو اس کو کوچہ دوست میں پہنچا دے جیسے یعقوب علیہ السلام کو بوئے یوسف نے آنکھیں نابینا کو بینا کر دیا تھا۔ اور حضور علیہ السلام کو یمن سے ہوا خدا کی آتی تھی چنانچہ حدیث میں ہے۔ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ترجمہ - پاتا ہوں میں خدا کی ہوا یمن کی طرف سے مگر حضور علیہ السلام کے بغیر دوسرے بیخبر تھے - اور یوسف کی ہوا یعقوب کو آتی ہے - جو بھائی یوسف کے حسد سے یوسف کو آپ جیسا خیال کرتے تھے - وہ ہوا یوسف سے محروم تھے کیونکہ اُنکے کان اور ناک باطن حسد نے تلف ہو گئے

تھے اور ناک اور کان باقی بغیر محبت کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے - اگر کسی شخص کو کیفیت
ہوا دوستان خدا کی آنے لگے - تو اسکو چاہیئے - کہ ایسی نعمت عظمیٰ کا شکر کرے
کفران نعمت سے یہ نعمت بند کی جاویگی - جیسے فرماتے ہیں - کہ جس سے بو نوکد
لی اور شکر نہ کیا کفران نعمت سے اسکا ناک کٹا لیا یعنی اگر تجھے محبت دوستان
خدا سے ہوا خدا کی آنے لگے - تو اس کا شکر کرنا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہو اور کفر
سے نعمت تبدیل نہ ہو جائے اور ہوا خدا سے محروم نہ کیا جائے - ہوا خدا پہنچنے کا
شکر کر ہو شکر کرنے والوں کا بندہ ہو جا بلکہ اُن کے آگے مردہ ہو کر زندگی ابدی
حاصل کر یعنی جبتک شکر کرنے والوں کا بندہ نہ ہو شکر نہیں کر سکتا - اور اُنکے آگے
جبتک مردہ نہ ہو زندگی دائمی حاصل نہیں کر سکتا فائدہ - جاننا چاہیئے - کہ
زندہ پر مردہ کے حق فرض ہو جاتے ہیں - اور زندہ سے مردہ ہمیشہ کے لئے تعداد
دعا اور رحمت کا ہو جاتا ہے - اور حسب توفیق زندہ مردہ پر اپنا مال بھی خیرات کرتا
اور نیکی سے یاد کرتا ہے - آگے فرماتے ہیں - کہ وہ زیر کان اور ناک حسد سے کٹوائے
تھے - وہ مدعی اسلام کا ہو کر ہدایت اور نصیحت کرنے والا ہوا اور مکر سے اس کافر
نے حلوہ مغز بادام میں لہسن ملایا یعنی جس علم میں محبت خدا کا اثر نہیں ہے وہ طلب
دنیا کے واسطے ہے - اس کا تمام عمل حسد اور خود بینی کے لئے ہے - اگرچہ مکر سے
دعوے ہدایت خدا بھی کرے اس کی ایسی مثال ہے جیسے حلوہ مغز بادام میں لہسن
ملایا جائے - تو مغز بادام کا ذائقہ بھی خراب ہو جاتا ہے - مگر جسکی زبان میں ذائقہ کی حس ہے
وہ سمجھ سکتا ہے - جیسے فرماتے ہیں - کہ جو صاحب ذوق کا تھا اسکی بات سے لذت
تلخی ملی ہوئی پاتا تھا یعنی جس کو محبت خدا کی ہے - اور زبان میں حس محبت خدا کی رکھتا
ہے - اس کو لذت اور تلخی کلام کا اثر ظاہر ہوتا ہے - صرف حرفی آواز ہی علم قال سے
ہرگز خوش نہیں ہوتا - حقیقت کی طرف دیکھتا ہے - صاحب حال کو ہر عمل میں معنی کی طلب

خیال ہوتا ہے۔ ظاہری قال علم بے عمل سے اس کو کام نہیں ہوتا جیسے فرماتے ہیں۔ کہ اس
بات پر ہرگز مغرور نہ ہو جو ظاہر صورت میں اچھا دکھائی دیتا ہو۔ اور اسکا باطن برائی
سے بھرا ہوا ہو یعنی جو علم اور عمل بغیر عشق خدا کے ہے اگرچہ ظاہر میں صورت نیکی
سے دکھائی دیتا ہے۔ حقیقت میں خودبینی اور حسد اور طلب دنیا سے بھرا ہوا ہے
جو تمام گناہوں کا سر ہے۔ وہ خدا کی طرف کیسے ہدایت کر سکتا ہے۔ اُس کا دعویٰ
ہدایت کا محض غلط ہے۔ اہل اللہ ایسے علم کو جہل میں شمار کرتے ہیں۔ اس واسطے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔ کہ نعتیں جاہل کی مثل اوس سبزے کے ہیں۔ جو
نجاست پر اُگے۔ ایسے سبزے پر جو کوئی بیٹھتا ہے۔ وہ بیشک نجاست پر بیٹھتا ہے
جیسے نجاست سے آپ کو پاک کرنا چاہیئے۔ تاکہ تیری نماز فرض کی عبث نہ ہو یعنی تمام
آلائش دنیا ماسوا اللہ سے آپ کو پاک کر تاکہ فرض محبت اور معرفت خدا سے محروم
نہ ہو۔ علیٰ ہذا القیاس وہ وزیر ظاہر میں دین کی چستی میں تاکید کرتا تھا اور اس کا اثر باطن
میں سستی دل پیدا کرتا تھا۔ بمثال چاندی کے جو ظاہر میں سفیدی دکھاتی ہے۔ اور ہاتھ
اور کپڑے کو سیاہ کر دیتی ہے۔ یعنی علم اور عمل جو ظاہر صفائی تن کا عمل دکھا رہا ہے۔ وہ
دل پر سیاہی کا کام کرتا ہے عبادت تن کی اور ہے عبادت دل کی اور ہے۔ صاحبدل پر
اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اور جو صاحب دل اہل عرفان کا نہ تھا۔ اور صاحب ذوق عمل
ظاہری کا تھا۔ اُس وزیر کا فرمان اُس کے گردن میں طوق تھا۔ یعنی جو شخص عرفان اور
عشق الٰہی سے بے خبر ہے۔ وہ وزیر علم ظاہر علم قال کا تابع فرمان ہے۔ تمام خلقت
نے بغیر عاشقان الٰہی کے اس پر دل و جان قربان کر رکھا ہے۔ دین اور دل اسکے
حوالہ کر دیا ہے۔ اور اس کے امر و نہی کے تابع ہو گئے ہیں۔ یعنی تمام خلقت ظاہر بین
کی دار و مدار دین کے علم ظاہری پر ہوئی ہے۔ اور اسکے امر نہی میں مصروف ہو کر تمام
مقصود اپنا سمجھ لیا ہے۔ اور راہ محبت خدا اور معرفت الٰہی اور رستی دل کی طرف

راہ ہدایت کا حاصل نہیں کیا جو بغیر صحبت اور معیت اہل اللہ کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا کا مقصود یہ ہے۔ کہ جو رشتہ رابطہ محبت کا خدا کی طرف انسان کے واسطے ہے۔ اس سے یہ علم اہل قال ظاہری بے خبر ہے۔ یہ علم بغیر صحبت اہل اللہ اور تربیت اور تلقین مرشد کامل کے آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ علم قال کو اپنا مقصود نہ بنا خدا کی طرف رشتہ دل کا ہے اہل دل سے یہ علم حاصل کر علم قال میں شیطان کا عمل اور حکم جاری ہو سکتا ہے۔ اور اہل دل پر شیطان کا غلبہ ہرگز نہیں ہو سکتا:

وزیر کا بادشاہ کے ساتھ خفیہ پیغام جاری رکھنا اور اپنے خلیفے مختلف بنا کر قوم عیسیٰ کی دشمنی کرنا

در میاں شاہ او پیغامہا ۔۔۔ شاہ را پنہاں بدو آرامہا

ترجمہ:۔ درمیان بادشاہ اور وزیر کے خفیہ پیغام جاری تھے اور بادشاہ کو تسلی وزیر پر تھی

قوم عیسیٰ را بد اندر دارو گیر ۔۔۔ حاکماں شاں دہ امیر و دو امیر

ترجمہ:۔ قوم عیسیٰ کے بارہ امیر تھے جو تمام کام کی مدار ان پر تھی

این دہ و آں دو امیر و قوم شان ۔۔۔ گشتہ بندہ آں وزیر بدنشان

ترجمہ:۔ یہ بارہ امیر اوس وزیر بدنشان کے غلام بن گئے

ساخت طومارے بنام ہر یکے ۔۔۔ نقش ہر طومار دیگر مسلکے

ترجمہ:۔ ہر ایک کے لئے طریق عمل علیحدہ علیحدہ بنایا اور علیحدہ علیحدہ کتاب لکھی

حکمہائے ہر یکے نوعے دگر ۔۔۔ ایں خلاف آں ز پایاں تا بسر

ترجمہ:۔ ہر ایک خلیفہ کو ایک دوسرے کے خلاف حکم تحریر کر دیئے تھے

تا نہ زہر و از شکر در نگذری — کے تو از گلزار وحدت بو بری

ترجمہ:- جب تو زہر اور شکر سے نہ گذرے گا وحدت کی بو نہ پائے گا

زیں نمط زیں نوع دہ طومار و دو — بر نوشت آں دین عیسیٰ را عدو

ترجمہ:- بارہ کتابیں مختلف لکھکر خلیفے بنا دیئے۔ اور قوم عیسیٰ کی دشمنی کی سر

او ز یکرنگی عیسیٰ بو نداشت — وز مزاج خم عیسیٰ خو نداشت

ترجمہ:- وہ ایک رنگ عیسیٰ سے بو نہ رکھتا تھا اور خم عیسیٰ سے خو نہ رکھتا تھا

جامۂ صد رنگ از اں خم صفا — سادہ و یکرنگ گشتے چوں ضیا

ترجمہ:- کپڑا سو رنگ کا اس خم میں یک رنگ اور روشن ہو جاتا تھا

نیست یکرنگی کزو خیزد ملال — بل مثال ماہی و آب زلال

ترجمہ:- یہ یک رنگی ایسی نہیں جس سے ملال نہ ہو اس کی مثال مچھلی اور پانی کی ہے

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہا — ماہیاں را با یبوست جنگہا

ترجمہ:- اگرچہ زمین پر ہزار رنگ ہیں - اور دریا یک رنگ مگر مچھلیوں کو خشک زمین سے جنگ ہے

شرح:- بادشاہ حاسد شیطان کے وزیر علم اہل نفس سے آپس میں ہر وقت پیغام خفیہ جاری ہیں - اور بادشاہ شیطان کی تسلی دل کی گمراہ کرنے خلقت کیلئے اپنے وزیر علم نفس پر کافی ہے اور شیطان کی جسقدر گمراہی ہو رہی ہے وہ ہمیشہ وزیر نفس کے ذریعہ سے ہے چنانچہ ہمارے تمام عبادات اور اعمال صالحہ خواہش نفس سے بذریعہ خود بینی اور عجب متابعت شیطان سے خراب ہو چکے ہیں۔ کیونکہ قوم عیسیٰ کے جو بارہ امیر منتظم تھے۔ وہ تابع وزیر ہو گئے قوم عیسیٰ کے بارہ امیر پانچ حواس ظاہری اور پانچ حواس باطنی اور وجود اور عقل کے ذمہ جو تمام کام لگا ہوا ہے۔ وزیر علم نے ان پر مکر اور دھوکا سے غلبہ کر کے تابع کر لئے ہیں۔ جن بارہ امیروں پر قوم عیسیٰ کی تمام مدار تھی وہ فرمان وزیر کے تابع ہو گئے اور اس وزیر نے اپنا حکم جاری کر دیا ہر ایک امیر کا علم مختلف شکل پر تھا۔ اور ہر ایک کیلئے

کتاب اور طریقہ علیحدہ جو ایک دوسرے کے برخلاف تھا لکھکر جواسے کیا اور ہر ایک کو
اپنا خلیفہ بنایا بوجہ حسد کے وزیر نے اختلاف طریقہ اور مذہب کر کے فتنہ برپا کیا
کیونکہ وزیر توحید سے بے خبر تھا۔ اور جب تک توحید حاصل نہ ہو دعوے اسلام
کا جھوٹا ہے۔ اور جس علم میں حسد اور خودبینی کا اثر ہو۔ وہ توحید کا خلاف ہے۔
اور تابع شیطان کے ہے۔ اور جب یہ بارہ امیر تابع وزیر علیم حاسد شیطان
کے ہوتے ہیں۔ تو اس وقت خاصیت روح کی نفس سے تبدیل ہو جاتی ہے
اور ان کا عمل حسد اور بغض اور کینہ اور کبر اور بخل اور ریا اور حسد حرص اور طمع
اور شہوت اور کذب و خودبینی اور عجب سے یہ بارہ امیراں بارہ خاصیت سے
کام کرتے ہیں۔ اور یہ سب تابع وزیر کے ہوتے ہیں۔ اور وزیر کے دل میں
ازل سے حسد کی پیدائش ہے۔ اور حسد کے عدد بہتر ہوتے ہیں اسلئے
ان بارہ امیروں سے بہتر فرقہ جو آپس میں اختلاف رکھنے والے ہیں پیدا
ہوتے ہیں۔ اور یہ بہتر فرقہ ناری ہے۔ کیونکہ ان سب کی پیدائش حسد سے ہے
اور حسد کی پیدائش ازل سے شیطان سے ہوئی ہے۔ اور شیطان کی پیدائش
آگ سے اسلئے یہ فرقہ ناری ہیں۔ صرف ایک فرقہ توحید کا جو محض خدا تعالےٰ
سے بواسطہ عشق اور متابعت رسول علیہ السلام سے ظاہر ہوا ہے۔ وہ
ناجی ہے۔ باقی تمام فرقے جن میں حسد اور اختلاف مذاہب ہے۔ وہ سب
ناری ہیں۔ قولہ تعالےٰ ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ
ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقھم
وتمت کلمۃ ربک لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین
ترجمہ: اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو تمام لوگوں کا ایک فرقہ بنا دیتا۔ لیکن
تمام لوگ ہمیشہ اختلاف کرنے والے ہونگے مگر تمہارا پروردگار جس پر فضل کرے

اور اسی واسطے اُن کو پیدا کیا گیا ہے تمہارے پروردگار کا فرمان پورا ہوگا۔ کہ ہم تمام فرقہ اختلاف کرنے والوں جن اور انسان سے دوزخ کو پر کرینگے آیت۔ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ جو فرقہ آپس میں اختلاف کرنے والے ہیں۔ وہ سب ناری ہیں کیونکہ اختلاف مذاہب کا حسد سے ہے۔ اور حسد شیطان سے ہے اور صرف ایک فرقہ جس پر فضل خدا کا ہے اور جس کا عمل صرف توحید ہے۔ اور اختلاف تخمینی اور یقین سے بری ہے وہ فرقہ ناجی ہے۔ اس واسطے کہ توحید کا ظہور عین ذات خدا تعالےٰ سے ہے۔ جو پردہ رسول علیہ السلام سے ظاہر ہوئی ہے۔ اور بغیر عشق رسول کے اسکا پانا محال ہے۔ اسیواسطے بغیر عشق رسول کے ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ عاشقانِ رسول سے اسکی تعلیم حاصل کرو جب تک تیری نظر میں تعین اور اختلاف زہر اور نکرہ کا ہے توحید کی بو بھی تجھے نہیں آئی اختلاف سے باہر ہوکر توحید میں آجا کیونکہ انسان کا کمال توحید سے ہے وزیر علم بادشاہ شیطان کا توحید سے بےخبر تھا۔ اسلئے دعویٰ خلافت عیسےٰ علیہ السلام کا جھوٹا بناکر بارہ امیروں سے ہر ایک کو اپنا نائب بنالیا اور مختلف احکام جو آپس میں علیحدہ علیحدہ ایک دوسرے کے مخالف تھے سب کو لکھدیئے اور بارہ کتابیں آپس میں مختلف لکھکر ہر ایک خلیفہ کو دیکر اپنا خلیفہ بنادیا اور عیسےٰ کیساتھ دشمنی کا عمل جاری کردیا۔ کیونکہ بوجہ حسد ازل سے دشمن تھا۔ اصل حقیقت سے بیخبر ہونیکے سبب قوم عیسےٰ کا دشمن تھا۔ اور توحید سے بےعلم تھا۔ وزیر علم کو جس میں توحید اور یکرنگی عیسےٰ کا عمل ہے۔ اسکی بو آسمیں تھی اور خم عیسےٰ کی خوبی نہ تھی۔ فائدہ۔ جاننا چاہئیے۔ کہ مولانا کا مقصود خم عیسےٰ سے وحدت کا ہے۔ جو ہر ایک شخص کو اپنی اپنی توفیق پر فیضیاب کرسکتا ہے۔ جیسے خم عیسےٰ میں ایک شخص کا کپڑا اپنے اپنے رنگ پر ایک ہی خم میں عیسےٰ علیہ السلام نے رنگ دیا تھا۔ جسکا ذکر یہ ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام ایک رنگریز کافر کے مہمان ہوئے۔ اور رنگریز کے دکان پر بہت کپڑے مختلف رنگ کرنیکے واسطے موجود ہے۔ اتفاقاً رنگریز دکان سے باہر نکلا تو عیسےٰ علیہ السلام نے تمام

کپڑے رنگریز کے ایک خم میں ڈال دیئے جب رنگریز واپس آیا تو دیکھا کہ عیسےٰ علیہ السلام
نے تمام کپڑے ایک ہی خم میں ڈال دیئے تھے۔ وہ رنگریز یہ حالت دیکھکر نہایت غصہ ناک
ہوکر کہنے لگا۔ کہ آپنے میرے تمام کپڑے خراب کر دیئے ہیں۔ میں نے ہر ایک کپڑے کا رنگ
مختلف بنانا تھا۔ عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ای رنگریز تو نے جس جس رنگ کے کپڑے
بنانے تھے اسی اسی رنگ کے اس خم میں تیار ہیں۔ ار نگریز نے جب دیکھا۔ تو ہر ایک
کپڑے کا رنگ علیحدہ علیحدہ رنگ کا جیسا رنگریز نے بنا تھا۔ اُسی قسم کا تیار تھا۔
یہ معجزہ عیسےٰ علیہ السلام کا دیکھ کر رنگریز مسلمان ہوگیا۔ اسی طرح اولیا اللہ کی حالت
ہے۔ کہ ہر ایک کو خم توحید سے تمام رنگ کا ظہور دکھا دیتے ہیں۔ اے عزیز تمام
رنگ کا ظہور علم توحید سے ہے۔ اور یہ علم توحید سے بیخبر ہے۔ مثال اس رنگریز
کافر کے جو خم توحید عیسےٰ سے بیخبر ہوکر اعتراض کرتا تھا۔ جب خم عیسےٰ سے فضل خدا سے
خبردار ہوگیا تو تمام قید رنگ سے فارغ ہوکر توحید کو حاصل کیا اور مسلمان ہوگیا اور
کفر قید رنگ سے باہر ہوگیا۔ اے مدعی جھوٹے علم توحید کے اہل توحید کے اہل توحید
سے علم توحید کا حاصل کر علم قال ظاہری سے بغیر اختلاف اور جنگ کے کچھ حاصل نہیں
ہوسکتا۔ جب تک اختلاف مذاہب موجود ہے تب تک توحید حاصل نہیں ہوتی
توحید سے ہزار رنگ کا کفر پاک ہوجاتا ہے۔ جیسے کلمہ توحید سے زبان کے اقرار
سے ہر قسم کا کفر دور ہوجاتا ہے۔ اسیطرح جسپر علم توحید کا وارد ہوتا ہے۔ اوسکا
گناہ اور کفر کسطرح باقی رہ سکتا ہے۔ یکرنگی توحید کی مثل پانی دریا کے ہے۔ اور
عارف مثال مچھلی کے ہے۔ مچھلی کو پانی سے ملال ہرگز نہیں ہوسکتی۔ فائدہ جاننا
چاہیئے کہ دریا میں مقام بنانا مچھلی کا کام ہے۔ بغیر مچھلی کے دوسرے کا نہیں کیونکہ
مچھلی کو عشق دریا کا ہے۔ اور دریا میں عشق پانی میں ہوتی ہے۔ اسیواسطے اس کی
زندگی پانی میں ہے۔ اگر اسمیں عشق پانی کا نہ ہوتا تو اسکی زندگی پانی سے ہرگز

نہ ہوتی اگرچہ ہزار ہا رنگ زمین خشک پر موجود ہیں مچھلیوں کو یکرنگی دریا کے بغیر تمام رنگ سے جنگ ہے ؛

خلاصۃ المقصود :- مولانا کا مقصود یہ ہے - کہ علم ظاہری وزیر بادشاہ حاسد شیطان کا ہے - وہ ہمیشہ بوجہ حسد کے اختلاف سے بھرا ہوا ہے - اور علیحدہ علیحدہ رنگ اور احکام مختلف بنا کر فتنہ برپا کر رکھا ہے - اختلاف احکام سے اس قدر شر پیدا کر رکھا ہے - جو قیامت تک حقیقت کی طرف راہ نہیں پلنے دیتا عشق کے بغیر دریا توحید کا راہ پانا مشکل ہے - کیونکہ مچھلی کو عشق دریا نے دریا میں مقیم بنا دیا ہے اسواسطے بغیر دریا کے مچھلی کی موت ہے - اور عاشقان الٰہی خاصان خدا اہل دل کے لئے دریا توحید میں زندگی ہے - اور عوالناس کے لئے موت ہے ؛

وزیر کا خلوت میں بیٹھنا اور خلقت کا جدائی سے فریاد کرنا

ہمچوں شہ ناداں غافل بد وزیر   پنجہ میزد با قدیم ناگزیر

ترجمہ :- بادشاہ ناداں اور وزیر غافل تھا اسنے خدا کے ساتھ مقابلہ شروع کیا

آن وزیر ماکر بد اعتقاد   دین عیسیٰ را بدل کرد او فساد

ترجمہ :- بادشاہ کا وزیر مکر کرنیوالا تھا دین عیسیٰ کو فساد کے لئے تبدیل کیا

مکر دیگر آن وزیر از خود بہ بست   وعظ را بگذاشت در خلوت نشست

ترجمہ :- اس وزیر نے دوسرا مکر اپنے آپ سے بنایا وعظ کو چھوڑ خلوت میں بیٹھ گیا

خلق دیوانہ شدند از شوق او   از فراق حال قال ذوق او

ترجمہ :- خلقت اس وزیر کے شوق میں دیوانہ ہو گئی اور جدائی سے فریاد کرنے لگے

گفت جانم از محباں دور نیست   لیک بیرون آمدن دستور نیست

ترجمہ :- وہ کہتا تھا کہ میری جان دور نہیں مگر باہر آنا میرا دستور نہیں ہے

تا بگفت و گوئی بیدار اندری | تو ز گفت خواب کے بوئے بری

ترجمہ :- جب تک تو گفتگو بیداری جسم ظاہر میں ہے تب تک کلام خواب باطن سے بےخبر ہے

بے حس و بے گوش بے فکرت شوید | تا خطاب ارجعی را بشنوید

ترجمہ :- حواس ظاہری سے بے حس ہو جا اور کان ظاہر کو بند کر تاکہ آواز خدا کا سنے

چونکہ عمرا اندر رہ خشکی گذشت | گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ دشت

ترجمہ :- تیری عمر سب خاک ہی گذر گئی پہاڑ اور آبادی اور جنگل میں

ایں سخن پایاں ندارد لیک ما | باز گوئیم آن تمامی قصہ را

ترجمہ :- اس سخن کا انتہا نہیں لیکن اب ہم قصہ وزیر کا بیان کرتے ہیں

شرح :- بادشاہ شیطان علم توحید سے ناداں اور اسکا وزیر علم جو عشق خدا تعالے کے ذکر سے ہے غافل تھا۔ خدا تعالے کے ساتھ مقابلہ کرنیکا اقرار ہوجب قولہ تعالے :- قال فبعزتک لاغوینھم اجمعین ترجمہ : شیطان نے خدا تعالے سے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہے کہ میں تیرے تمام بندوں کو گمراہ کرونگا — الا عبادک منھم المخلصین ترجمہ :- مگر ان میں سے جو میرے بندے خاص ہونگے وہ تجھسے گمراہ نہ ہو سکینگے۔ کیونکہ وہ صاحب توحید ہونگے۔ اور صاحب توحید پر تیرا غلبہ نہ ہو سکیگا۔ خدا تعالے نے فرمایا۔ لاملئن جھنم منک وممن تبعک منھم اجمعین اے شیطان تجھسے اور تیرے پیروکاروں سے ہم دوزخ کو پر کر دینگے تیرے تمام فرقے ناری ہونگے۔ کیونکہ وہ توحید سے بےخبر ہونگے علم ظاہری جو اتباع شیطان کی کرنیوالا ہے اسنے کیا کر بنایا ہوا ہے۔ نحو توحید کا کرتا ہے۔ اور عمل خلاف توحید کا ہے اقرار عبادت خدا کا ہے اور عمل مقصود نفس کا ہے یہ کیا علم بے عمل ہے۔ جو تمام مریدان اپنے کو فتنہ میں ڈالدیا ہے اور توحید خدا سے گمراہ کر دیا ہے وزیر علم شیطان نے خود پرستی سے اپنے آپکو اعمال اور عبادت دنیا

میں چھپایا ہوا ہے۔ اور عمل اندر خفیہ متابعت شیطان کا کر رہا ہے۔ اور ظاہر قول سے مخالفت اور عداوت شیطان کی بیان کرتا ہے۔ اور تمام خلقت کو اپنا عاشق بنایا ہوا ہے۔ علم قال کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ اپنی حقیقت دکھانے سے انکار کرتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ کہ بیداری میں تیرے حواس جسمانی کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور خواب میں حواس روحانی کا عمل ہوتا ہے۔ جبتک تیرے حواس جسمانی بند نہ ہو جائیں حواس روحانی کام نہیں کر سکتے اسیطرح یہ علم قال ظاہری جسمانی علم باطن روحانی سے بغیر آنے خواب عالم اجسام کے بے خبر ہے جسکو حاصل ہوا ہے۔ وہ خواب میں ہے جنکے حق میں خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ وتحسبھم ایقاظاً وھم رقود۔ ترجمہ:۔ تم گمان کرتے ہیں۔ کہ وہ لوگ دنیا میں جاگنے والے ہیں۔ حالانکہ وہ خواب میں ہیں۔ تمام حواس جسمانی کی حس جب تک موجود ہوگی۔ حواس باطن کا سیر ہرگز نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ حواس جسمانی کا ظہور خاک سے ہے۔ اور حواس باطنی کا دریا توحید سے ہے۔ سیر جسم کا تعلق خاک سے ہے۔ اور سیر روح کا دریا سے ہے۔ سیر خاک میں جس کی عمر گذر جائے۔ وہ دریا کی سیر کسطرح کر سکتا ہے۔ جس جگہ دریا ہوتا ہے۔ اس جگہ خاک کا نام نشان نہیں رہ سکتا اسی طرح تمام تعبیرات رنگ نیکی اور گناہ دریا توحید میں نیست اور نابود ہو جاتے ہیں۔ تمام تفکرات اور خیالات ماسوائے اللہ دنیا کے خاک کی موج ہے اور نیستی اور ہستی اور فنا ہستی دریا کی موج ہے۔ عالم دنیا عالم اجسام خاک اور عالم ارواح عالم پاک دریائے توحید ہے اس سخن کا انتہا نہیں۔ اب قصہ وزیر کا بیان کرتے ہیں۔

خلاصۃ المقصود:۔ شیطان نے خداتعالےٰ کیساتھ مقابلہ کرنیکا اقرار کیا تھا۔ کہ میں تیرے تمام بندوں کو گمراہ کرونگا خداتعالےٰ نے فرمایا کہ اے شیطان میرے بندے خاص تجھسے گمراہ نہ ہو سکینگے۔ اب بھی شیطان وہی اقرار پورا کر رہا ہے اور

اسکا وہی مقابلہ شروع ہے اور اپنے وزیر علم خود بینی اور خود پرستی اتنا خبیث ہے کیا مکر بنایا ہوا ہے

وزیر کا خلوت سے باہر نہ آنا
اور
نائب عیسےٰ ہونیکا دعوےٰ کر کے اپنے نائب بنا کر خود کشی کرنا

آن وزیر از اندروں آوازہ داد ۔ کائی مریداں از من ایں معلوم باد

ترجمہ:- وہ وزیر خلوت سے یہ آوازہ دیتا تھا۔ کہ اے میرے مریدو مجھے معلوم ہو

من نخواہم شد ازیں خلوت بروں ۔ زانکہ مشغولم باحوال دروں

ترجمہ:- میں اب خلوت سے باہر نہ آؤنگا میں اندر کے احوال میں مشغول ہوں

پہلوئی عیسےٰ نشینم بعد ازیں ۔ بر فراز آسماں چار مین

ترجمہ:- پہلو عیسےٰ میں بیٹھوں گا اوپر آسمان چوتھے کے۔

وانگہانے آں امیراں را بخواند ۔ یک بیک تنہا بہر یک حرف راند

ترجمہ:- تمام امیروں کو علیحدہ علیحدہ علم اور عمل سمجھا کر اپنا خلیفہ بنایا۔

نائب حق خلیفہ من توئی ۔ گفت ہر یک را بدین عیسوی

ترجمہ: نائب حق خلیفہ میرا تو ہے ہر ایک کو دین عیسےٰ کا خلیفہ بنایا

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر ۔ یا بکش یا خود ہمیدار ش اسیر

ترجمہ:- ہر ایک خلیفہ کو حکم دیا جو تیرے حکم کے خلاف کرے اسکو قتل کر دے یا گرفتار کر۔

ہر امیرے را چنیں گفت او جدا ۔ نیست نائب جز تو در دین خدا

ترجمہ:- ہر امیر کو کہا تیرے سوا کوئی نائب نہیں دین خدا میں

ہر یکے را او یکے طومار داد ۔ ہر یکے ضد دگر بد المراد

ترجمہ: - ہر ایک کو کتاب علم اور عمل کی دی جو کہ ایک دوسرے کا ضد تھا

بعد ازاں چل روز دیگر در ببست | خویش کشت و از وجود خود برست

ترجمہ: - وزیر نے چالیس دن دروازہ بند کر کے اپنی خود کشی کی

چوں خلق از مرگ او آگاہ شد | بر سر گورش قیامت گاہ شد

ترجمہ: - جب خلقت موت وزیر سے خبردار ہوئی اُسکی قبر پر قیامت قائم ہوئی

بعد ماہے خلق گفتند ای مہاں | از امیراں کیست بر جایش نشاں

ترجمہ: - ایک ماہ کے بعد خلقت نے کہا اب اُنکا نائب کون ہونا چاہیے

چون خدا اندر نیاید در عیاں | نائب حق اند ایں پیغمبراں

ترجمہ: - جب خدا تعالے نے اپنی ذات کو ظاہر نہ کرنا چاہا تو اپنا نائب پیغمبروں کو کیا

نے غلط گفتم کہ نائب یا منوب | گر دو پنداری قبیح ست و نہ خوب

ترجمہ: - نہیں میں نے غلط کہا۔ کہ نائب اور منوب ایک ہوتا ہے دو جاننے والا برا ہے

چوں بصورت بنگری چشمت دو است | تا بنورش در نگر کاں یک تو است

ترجمہ: - ظاہر میں تیری آنکھیں دو ہیں - اور نور دونوں کا ایک ہے

اطلب المعنے من القرآن وقل | لا نفرق بین آحاد الرسل

ترجمہ: - طلب کر معنے قرآن سے اور کہہ ہم نہیں فرق کرتے درمیان رسولوں کے

چوں بصورت آمد آں نور سرہ | شد عدد چوں سایہ ہائے کنگرہ

ترجمہ: - جب نور نے صورت میں آنا چاہا تو سایہ ہائے مختلف کے اعداد کثرت میں ظہور کیا

کنگرہ ویراں کنند از منجنیق | تا رود فرق از میاں ایں فریق

ترجمہ: - سایہ کنگرہ مختلف پتھر سے ویران کر دو تا کہ تمام فرقہ جات کے درمیان فرق نہ رہے

نکتہ ہا چوں تیغ الماس ست تیز | گر نداری تو سپر واپس گریز

ترجمہ: - نکتے تلوار کی مثل تیز ہیں اگر تیرے پاس ڈھال نہیں تو اُن کو نہ سن۔

بیت: اس الماس بے اسپر میا کٹنے بریدن تیغ را نبود حیا

ترجمہ:۔ اس تلوار کے آگے بغیر ڈھال کے نہ آ کیونکہ تلوار کو کاٹنے سے حیا نہیں

زیں سبب من تیغ کردم در غلاف تا کہ کثر خوانی نخواند سبہ خلاف

ترجمہ:۔ اس سبب سے تلوار کو غلاف میں چھپاتا ہوں تاکہ بے عمل برخلاف نہ پڑھے

شرح:۔ وہ وزیر خلوت سے یہ آواز دیتا تھا کہ اے میرے مریدو تمہیں معلوم ہو کہ میں اب خلوت سے باہر نہ آؤنگا۔ کیونکہ میں اندر کے احوال میں مشغول ہوں اب پہلو عیسے علیہ السلام میں بیٹھونگا اوپر آسمان چوتھے کے وزیر نے اسوقت تمام امیروں کو بلایا اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ علم اور عمل سمجھا کر اپنا خلیفہ بنایا۔ نائب حق خلیفہ خدا میری طرف سے تو ہے ایک کو دین عیسے کا اپنی طرف سے خلیفہ بنایا یعنی وزیر نے اپنے تمام امیروں کو خلافت علیحدہ علیحدہ علم اور عمل مختلف اور خودبینی سے بھردیا اور یہ حکم دیا کہ جو امیر تیرے حکم کا خلاف کرے اس کو گرفتار کر یا اس کو قتل کر دے۔ یا قیدی بنادے تمام فرقہ جات عالمان ظاہری کی یہی حالت ہے۔ کہ ہر ایک فرقہ اپنے علم پر ناز کرتے ہیں اور آپکو وارث نبی اور صاحب ہدایت سمجھکر ہدایت سے محروم ہیں جب وزیر علم توحید سے بیخبر تھا۔ تمام علم اور عمل اسکا خلاف توحید کا تھا۔ وزیر نے چالیس دن دروازہ بند کر دیا اور اپنی خودکشی کر کے آپ کو مار ڈالا جب خلقت موت وزیر سے خبردار ہوئی اسکی قبر پر قیامت قائم ہوگئی۔ ایک ماہ کے بعد خلقت نے کہا کہ اب کون امیر اُنکا قائمقام نائب ہونا چاہئے۔ یعنی نائب سے منوب کا ظہور ہوتا ہے۔ حقیقت میں نائب اور منوب ایک ہوتا ہے۔ خدا تعالے کا تمام کام نائبوں سے ظہور میں آیا ہے جب خدا تعالے نے اپنی ذات کو ظاہر کرنا چاہا تو اپنے نائب پیغمبروں کو مقرر کیا نہیں میں نے غلط کہا ہے کہ نائب اور منوب ایک ہوتا ہے۔ دو جانتے والا بہت برا ہوتا

ہے۔ اور نیکی سے بیزار ہے۔ خدا تعالےٰ نے جب اپنا نائب اور خلیفہ آدم علیہ السلام کو
مقرر کیا۔ اسکو دوسرا دیکھنے والا ابلیس تھا۔ جو تمام گناہوں سے گناہ اکبر کیا اور
ملعون ہوگیا اور تمام نیکیوں سے محروم ہوکر ایسے گناہ کا مرتکب ہوگیا جو قابل
معافی خدا تعالےٰ کے نہ تھا۔ اسیطرح اب تک وہی عمل جاری ہے جن لوگوں کو
خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے قبول فرماکر اپنا نائب مقرر فرمایا ہے ان پر اعتراض کرنیوالا
خدا پر اعتراض کرنے والوں سے شمار ہوتا ہے۔ نائب کا اعتراض منوب کا اعتراض
ہوتا ہے۔ اگر صورت میں دو معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں ایک ہے جیسے آنکھیں
دو ہیں اور نور ایک ہے تمام رسول نور خدا ہیں صورت میں مختلف ہیں معنے میں ایک
ہیں۔ خدا کا نام بھی ہے اور رسول کا نام بھی نور ہے۔ جب نور ذات بیمثال کا
صورت میں آنا چاہا تو بموجب سایہ ہائے مکانات مختلف اعداد کثرت میں ظہور کیا
سایہ کنگرہ مکانات مختلف کا گرادو تاکہ درمیان تمام فرقہ جات کے فرق نہ ہو۔
وہی نور ذات کا بیرنگ اور بے مثال ظہور یکرنگا نکتے تلوار تیز کی مثال ہیں۔ اگر
تیرے پاس ڈھال نہیں تو یہ کلام نہ سن کیونکہ تلوار کو کاٹنے سے حیا نہیں ہوتا اسی
سبب سے میں تلوار کو اب غلاف میں چھپاتا ہوں۔ تاکہ عالم بے عمل اسکو بر خلاف
نہ پڑھے واضح ہو۔ کہ مولانا مقصود تلوار سے نکات توحید کے ہیں۔ جو معنی
کلمہ لا الہ کی شرح ہے۔ اور ڈھال صحبت کامل اہل اللہ اہل توحید صاحب حال کی
ہے جس سے الا اللہ کی تصدیق ہوتی ہے یعنی جب تک تیرے پاس ڈھال
اثبات حق الا اللہ کی نہیں لا الہ کا پڑھنا تجھے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اب میں معنے
کلمہ توحید کی تلوار کو غلاف میں چھپاتا ہوں تاکہ کلمہ توحید علم قال سے پڑھنے والے
اسکو بر خلاف نہ پڑھیں ؎

خلاصۃ المقصود:۔ وزیر شیطان کا نفس ہے۔ کہ وہ ہمارے سینہ کی خلوت

ہیں ہے اور خلوت سے باہر آنیسے انکاری ہے بغیر فرقہ اہل توحید کے اپنے پیرو کاروں کو خلافت احکام مختلفہ سے بموجب متابعت مشورہ شیطان عمل انا خیر سے تمام اپنے نائب مقرر کر رکھے ہیں۔ اور بوجہ اختلاف مذاہب مختلفہ توحید سے گمراہ کر کے اپنے آپ کو ہر ایک اہل ہدایت سمجھنے سے مقابلہ جنگ تک پہنچا دیا ہے اور حقیقت سے محروم کر دیا ہے۔ اسیواسطے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ نائب اور منوب ایک ہوتا ہے۔ چنانچہ ابلیس کا نائب ابلیس ہے اور خدا کا نائب مظہر خدا ہے۔ آگے وحدت کا ظہور کثرت میں اور کثرت کا وحدت میں ذکر فرمایا ہے ؎

منازعت کرنا امیروں کا آپس میں ایک دوسرے کیساتھ در بارۂ خلافت

یک امیرے زاں امیراں پیش رفت   پیش آں قوم وفا اندیش رفت

ترجمہ:۔ ایک امیر ان امیروں سے آیا اور اس قوم وفادار کے آگے گیا!

گفت اینک نائب آں مرد من   نائب عیسیٰ منم اندر زمن

ترجمہ:۔ کہا کہ میں نائب اسکا ہوں اور نائب عیسیٰ کا میں ہوں اسوقت میں

آں امیرے دیگر آمد از کمین   دعوئے او در خلافت بد ہمیں

ترجمہ:۔ دوسرا امیر آیا بعد اسکے اور دعوئے خلافت کا اسکا بھی یہی تھا

از بغل او نیز طومارے نمود   تا بر آمد ہر دو را خشم و جحود

ترجمہ:۔ اسنے بھی بغل سے حکمنامہ اسکے برخلاف نکالا تاکہ آپمیں غصہ اور کینہ پیدا ہو

آں امیراں دگر یک یک قطار   بر کشیدہ تیغہائے آبدار

ترجمہ:۔ اسیطرح سے دوسرے سب امیر ایک ایک قطار کھینچی ہوئی تلوار سے

ہر یکے را تیغ و طومارے بدست   درہم افتادند چوں پیلاں مست

ترجمہ: ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار اور حکمنامہ تھا۔ آپس میں مثل ہاتھی مست کے جنگ پڑے

صد ہزاراں مرد ترسا کشتہ شد　　تا ز سرہائے بریدہ پشتہ شد

ترجمہ: سو ہزاراں مرد عیسائی مارے گئے اور انکے سروں سے ڈھیر لگ گئے

رو بمعنے کوش ای صورت پرست　　زانکہ معنے بر تن صورت پرست

ترجمہ: جا معنے کی کوشش کر اے ظاہر بین کیونکہ معنے تن پر چھپا ہوا ہے۔

ہمنشین اہل معنے باش تا　　ہم عطا یابی و ہم باشی فتا

ترجمہ: ہم صحبت صاحب معنے کے ہو تا تجھے عطا حاصل ہو اور صاحب فتوت ہو

جان بے معنے دریں تن بیخلاف　　ہست ہمچوں تیغ چوبیں در غلاف

ترجمہ: بے معنے کی جان تن میں بیشک مثل تلوار لکڑی کے ہے۔ غلاف میں

تا غلاف اندر بود با قیمت ست　　چوں بروں شد سوختن را آلت ست

ترجمہ: جب تک غلاف میں ہو با قیمت ہوتی ہے جب باہر نکالیں جلانے کے لائق ہے

تیغ در زراد خانہ اولیاست　　دیدن ایشان شمارا کیمیاست

ترجمہ: تلوار بیچ کارخانے اولیاؤں کے ہے دیکھنا ان کا تمہارے لئے کیمیا ہے

جملہ دانایاں ہمیں گفتہ ہمیں !　　ہست دانا رحمۃ للعلمیں

ترجمہ: تمام دانا صاحب عرفاں نے یہی کہا ہے کہ عارفان خدا رحمت تمام جہانوں کے لئے ہیں

یکزمانہ صحبت با اولیا　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: ایک ساعت صحبت اولیاء بہت بہتر ہے سو سال عبادت بے ریا سے

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی　　چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

ترجمہ: اگر تو پتھر سخت یا نرم ہو جب صاحب دل کے پاس پہنچیگا گوہر بن جائیگا

ہین غذائے دل بدہ از ہمدمے　　رو بجو اقبال را از مقبلے !!

ترجمہ: خبردار غذا دل کو صاحب دل سے دے اور اقبال کو مقبول خدا سے تلاش کر

دست زن در ذیل صاحب دولتے ... تا ز افضالش بیابی رفعتے

ترجمہ:- ہاتھ مار بیچ دامن صاحب دولت کے تاکہ اُسکے فضلوں سے بلندی حاصل ہو

صحبت صالح ترا صالح کند ... صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ:- صحبت نیک سے تو نیک ہو جائیگا - اور صحبت بری سے تو برا ہو جائیگا

شرح:- ایک امیر امیروں سے آگے آیا اور تمام قوم وفادار کو کہا کہ نائب وزیر اور نائب عیسےٰ کا اسوقت میں ہوں - ایسے ہی دوسرا امیر مدعی خلافت کا بغل سے ایک کتاب اور حکمنامہ خلافت کا اُس کے برخلاف نکالا جس سے غصہ اور کینہ آپس میں بوجہ احکام مختلفہ کے پیدا ہوا علےٰ ہذالقیاس تمام امیر دعویٰ خلافت میں بغل سے ایک حکمنامہ خلافت اور تلوار ہاتھ میں لی ہوئی آپس میں جنگ شروع کر دیا سو ہزار مرد عیسائی قتل ہو گئی اور اُن کے سروں سے ڈھیر لگ گئے - مولانا فرماتے ہیں - کہ تمام فرقہ جات بغیر فرقہ اہل توحید کے جو حقیقت توحید سے بے خبر ہیں وہ تابع وزیر علم شیطان کے ہیں - اور وہ زہر علم شیطان نے ان کو اپنی اپنی خلافت ایک دوسرے عمل کے برخلاف بنی آدم کے درمیان فتنہ برپا قائم کرنے کے واسطے دیدی ہے - مدعی دین حق اور توحید کا ہر ایک فرقہ ہے - اور آپس میں اختلاف ہے تمام عمر مناظرہ اور بحث اور مقابلہ مذاہب جنگ کر کے مر چکے ہیں - اہل توحید اہل اللہ سے توحید حاصل نہیں کر سکتے بوجہ متابعت شیطان کے کیونکہ اسکا اعتراض خلیفہ خدا پر تھا - اور اسی واسطے اس کے تابع ہونے سے اس کے پیرو کاروں کا اعتراض اولیاؤں پر ہے اور عمل انا خیر سے اُن کی محبت اور صحبت سے محروم ہو کر تعلیم اور تلقین حقیقت توحید سے بے خبر ہیں - کلمہ توحید کی تلوار ہر ایک کے ہاتھ میں ہے - اور مدعی توحید کے ہیں - اور معنی سے علم نہیں رکھتے - اسیواسطے فرماتے ہیں - کہ یہ

معنے کی جان تن میں مثل تلوار لکڑی کے ہے جو غلاف میں باقیمت معلوم ہوتی ہے اگر باہر نکالی جائے تو جلانے کی لکڑی ہے۔ دوسرے کسی کام کی نہیں ہے۔ یعنی تمام علم اور عبادت اور اسلام اور ایمان اور کلمہ توحید جو بلا اخلاص زبان سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ سب تلوار لکڑی کے مثال ہیں۔ باہر نکلنے سے آگ کے لائق ہیں۔ ان پر مغرور نہ ہو۔ یہ خدا کے لائق نہیں ہیں۔ جیسے تلوار لکڑی کی قابل جنگ کے نہیں ہوتی۔ ای عزیز توحید حال ہے۔ قال سے تعلق نہیں رکھتی صرف تلقین کے واسطے اُس کو قال میں ذکر کیا جاتا ہے۔ بغیر صحبت اور توجہ اہل اللہ کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسلئے فرماتے ہیں۔ کہ جو تلوار ہیچ کارخانہ اولیاؤں کے ہے۔ اُن کا دیکھنا اسیواسطے کیمیا ہے۔ یعنی توحید کی تلوار جس سے تمام ماسوائے اللہ فنا ہوجاتے ہیں۔ کارخانہ اولیاؤں میں ہے۔ انہوں نے اپنی تمام ہستی ہستی خدا میں فنا کردی ہے۔ اُن کا دیکھنا اسیواسطے کیمیا ہے۔ کیونکہ وہ معنی کلمہ توحید کے ہیں جب لفظ کلمہ سے اسلام ہو سکتا ہے تو اس کے معنی دیکھنے سے ایمان کیسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسلئے آگے فرمایا ہے۔ کہ ایک ساعت صحبت اولیا کی عبادت بے ریا سو سال سے بہتر ہے۔ اور اگرچہ تو سنگ سیاہ یا سنگ سفید ہے۔ صحبت صاحب دل سے گوہر بن جائیگا۔ یعنی اگر تو بدکار ہے یا نیکوکار ہے صحبت اہل اللہ سے خدا کے دوستوں میں شمار ہو کر خدا کا دوست ہو جائیگا۔ تجھے چاہئے کہ دوست خدا کا دامن پکڑ تاکہ دوست خدا کے ذریعہ سے تجھ پر فضل خدا کا ہو اور تجھے بلندی حاصل ہو خدا تعالےٰ جس انسان پر اپنا فضل کرتا ہے اس کو اپنے دوستوں کے ساتھ رابطہ محبت کا بنا دیتا ہے۔ اے دستہ دل کے تلاش کرنے والے غذا دل کا اہل دل سے حاصل کر اور اگر اقبال چاہتا ہے تو مقبولان خدا سے جستجو کر صحبت نیکو نکی تجھے نیک بنا دیگی اور صحبت بدوں کی

تجھے بدکار کرے گی۔

خلاصۃ المقصود:۔ علمائے اہل علم قال جو عشق خدا اور عشق رسول اور عشق اولیا کا نہیں رکھتے وہ تابع عمل شیطان کے ہیں۔ انہوں نے بوجہ حجاب خود بینی اور انا خیر کے رستہ بنایا اور عشق اور توحید کو حاصل نہیں کیا۔ اسلئے دعوے ہدایت اُن کا غلط ہے۔ اسیوجہ سے مطابق حکایت مولانا ان کی عمر متابعت تعلیم علم شیطان نے مقابلہ اختلاف مذاہب اور خود پرستی میں صرف کر کے ہدایت سے گمراہ کر دیا ہے اور توحید سے محروم رکھا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ کہ توحید کی تلوار جو قاتل نفس اور شیطان کی ہے۔ وہ کارخانہ اولیاؤں ہی میں ہے۔ صحبت اولیا میں جا اور توحید حاصل کر جب توحید سے محروم ہے۔ تو شکار شیطان کا ہے۔ کبھی نجات اُس سے تجھے حاصل نہیں ہو سکتی عشق رسول اور عشق اولیا کے بغیر یہ رستہ نہیں ملتا اسیواسطے فرماتے ہیں۔ کہ جو فرقہ عشق رسولی کا تھا۔ وہ شر اور فتنہ وزیر سے بےخوف تھے۔ اور جو فرقہ عشق سے محروم تھا وہ مقابلہ جنگ مذاہب میں لڑ کر ہلاک ہو گئے۔ اور دوزخ کا راہ لیا جیسے آگے فرماتے ہیں۔

تعظیم کرنا نام حضرت محمد مصطفےٰ کا انجیل میں ایک فرقہ نصرانیونکا

بود در انجیل نام مصطفےٰ آں سر پیغمبران بحر صفا

ترجمہ:۔ تھا انجیل میں نام مبارک حضرت محمد مصطفےٰ اس سردار انبیاء صاحب صفا کا

طائفہ نصرانیان بہر ثواب چوں رسیدندے بداں نام و خطاب

ترجمہ: - ایک گروہ نصرانیوں کا تھا جو ثواب کیلئے جب پہنچتے نام وخطاب پر

بوسہ دادندے بداں نام شریف — رو نہادندے بداں وصف لطیف

ترجمہ: - چومتے ادب سے اس نام مبارک کو اور منہ رکھتے تعظیم سے اس تعریف حضرت پر

اندریں فتنہ کہ گفتیم ایں گروہ — ایمن از فتنہ بدند و از شکوہ

ترجمہ: - وہ گروہ اس فتنہ سے جو کہا ہے امن سے امن میں رہے تمام شر اور فساد سے

ایمن از شر وزیراں وامیر — در پناہ نام احمد مستجیر

ترجمہ: - بخوف شر وزیر اور امیروں سے بیچ پناہ نام مبارک حضرت کے

نام احمد چوں حصارے شد حصین — تا چہ باشد ذات آں روح الامین

ترجمہ: - نام احمد کا جب ایسا قلعہ محکم ہے اس کی ذات کا کیا بیان کروں

نام احمد چوں چنیں یاری کند — تا کہ نورش چوں مددگاری کند

ترجمہ: - نام احمد کا جب ایسی یاری کرتا ہے نور اسکا کیسی امداد کرتا ہوگا

واں گروہ دیگر از نصرانیاں — نام احمد داشتندے مستہاں

ترجمہ: - دوسرا گروہ نصرانیوں کا جو نام حضرت کو حقارت سے دیکھتے تھے اور تعظیم نہ کرتے تھے

مستہاں وخوار گشتند از فتن — از وزیر شوم رائے شوم فن

ترجمہ: - وہ خراب اور خوار فتنہ شر وزیر امیروں سے ذلیل ہو کر ہلاک ہو گئے

ہم مخبط دین شاں وحکم شاں — از پئے طومار ہائے کژ بیاں

ترجمہ: - دین انکا بھی برباد ہوگیا اور حکم انکا بھی کتابوں باطلہ بیان مختلف سے خراب ہوگیا

بعد ازاں خونریز درماں ناپذیر — کاندر افتد از بلائے آں وزیر

ترجمہ: - بعد اسکے خونریزی علاج ناپذیر اس گروہ میں بلا وزیر سے پڑی -

شرح: - کتاب انجیل میں نام مبارک حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا سردار پیغمبروں کا لکھا ہوا تھا - ایک فرقہ نصرانیوں کا ثواب کیلئے

جب نام حضرت پر پہنچتے حضرت کے نام پر بوسہ دیتے اور تعظیم نام حضور کی
کرتے تھے۔ اس فتنہ سے جو کہا گیا ہے وہ گروہ تمام شر اور فتنہ وزیر اور
امیروں سے پناہ نام احمد میں امن میں رہے۔ اے عزیز نام احمد کی تعظیم نے
جب تمام فتنہ اور فساد جنگ سے بے خوف کرادیا اسکی ذات کا کیا فضل ہوگا
جس کا نام ایسی یاری کرتا ہے۔ اُسکی محبت کیسی امداد کرتی ہوگی۔ مولانا فرماتے
ہیں۔ کہ تمام فرقہ جات اہل حسد بغیر فرقہ عاشقان رسول کے متابعت شیطان سے
فتنہ فساد حسد سے مقابلہ جنگ اختلاف مذاہب سے ہلاک ہوکر فی النار ہوجاینگے
صرف ایک فرقہ جسمیں عشق رسول کا ہوگا۔ یا عاشقان رسول سے اسکی نسبت قائم
ہوگی۔ وہ تمام شر اور فتنہ سے امان الہٰی میں ہونگے۔ کیونکہ اہل ایمان کے
سوا اس فتنہ سے کسی کو نجات حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور ایمان عشق رسول
کے بغیر کامل نہیں ہوسکتا جس کو عشق رسول کا نہیں۔ اسکا دعوئے ایمان
جھوٹا ہے۔ ہمارا اسلام اتباع رسول ہے۔ اور ایمان عشق رسول ہے۔
تمام اختلاف مذاہب اتباع اور عشق رسول نہ ہونے کی وجہ سے ظہور میں
آئے ہیں۔ کیونکہ عشق رسول میں عمل شیطان کا جاری نہیں ہوسکتا۔ حضور
علیہ السلام کے فرمان سے ثابت ہے۔ کہ میری امت کا ایک فرقہ ناجی ہے
اور بہتر فرقہ ناری ہے۔ بموجب حدیث شریف سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ
وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً فِی الْجَنَّۃِ۔ ترجمہ
حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میری امت سے تہتر فرقے ہونگے۔ تمام
فرقہ اختلافی ناری ہوں گے۔ اور فرقہ جس پر رحم رب کا ہوگا۔ وہ بہشتی
ہوگا۔ آیت قرآن شریف سے بھی یہی ثابت ہے۔ کہ تمام فرقہ جات
اختلافی ناری ہیں۔ اور ایک فرقہ جس پر رحم رب کا ہوگا۔ وہ ناجی

ہے۔ جس سے اس امر کی تصدیق ہو سکتی ہے کہ فرقہ ناجی حضور علیہ السلام کے وقت موجود تھا۔ اور اس وقت صرف ایک فرقہ عاشقان رسول کا تھا۔ جو اپنا مال اور جان رسول پر قربان کر رہے تھے۔ ایمان محض عشق رسول کو کہتے ہیں۔ اور ناجی بھی عاشقان رسول کا ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔ کہ ایک دوسرا گروہ نصرانیوں کا تھا۔ جو نام رسول کی تعظیم نہ کرتے تھے۔ وہ گروہ تمام ذلیل اور خوار فتنہ وزیر حاسد سے ہو گیا۔ اُن کا دین بھی خراب ہو گیا اور عمل بھی خراب ہو گئے۔ بوجہ اختلاف احکام اور اعمال مختلفہ سے جو توحید سے محروم ہو گئے تھے۔ اور عشق رسول سے منکر تھے۔ اس گروہ میں بعد اُس کے خونریزی اور فساد قابل نامصلحت کے پیدا ہوا جو وزیر حاسد سے اُن کے درمیان سما گیا تھا۔

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا کا مقصود یہ ہے۔ کہ جب تک عشق رسول کا نہ ہو توحید حاصل نہیں ہو سکتی اور بغیر توحید کے ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ اور پنجہ شیطان سے رہائی ہرگز نہیں ہوتی۔ کیونکہ بغیر متابعت رسول کے اسلام نہیں ہے۔ اور بغیر عشق رسول کے ایمان نہیں ہے۔ آگے دوسری مثال بادشاہ یہود شیطان کی ذکر فرماتے ہیں۔ کہ دین عیسےٰ کے ہلاک کرنے میں کوشش کرتا تھا۔ آگے اُس کی حکایت ہے۔

حکایت بادشاہ یہود جو بیچ ہلاک کرنے دین عیسےٰ کے جہد کرتا تھا

یک شہ دیگر ز نسل آں جہود ۔۔۔ در ہلاک قوم عیسےٰ رو نمود

ترجمہ:۔ ایک بادشاہ دوسرا نسل اس یہود سے بیچ ہلاک کرنے قوم عیسےٰ کے آمادہ ہوا۔

سنت بد کز شہ اول بزاد ؛ ایں شہ دیگر قدم برفے نہاد

ترجمہ:۔ سنت بد جو بادشاہ پہلے سے ظاہر ہوئی تھی اس بادشاہ دوسرے نے قدم اسپر رکھا

گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج ؛ سورہ برخواں والسماء ذات البروج

ترجمہ:۔ اگر خبر چاہتا ہے تو اس سے ظاہر سورۃ پڑھ قرآن سے والسماء ذات البروج کو۔

آں جہود سگ ببیں چہ رائے کرد ؛ پہلوئے آتش بتے برپائے کرد

ترجمہ:۔ اس یہودی کتے نے دیکھ کیسی رائے قائم کی ہے آگ کے کنارے پر ایک بت رکھا

کانکہ ایں بت راسجود آرد برست ؛ ورنیارد در دل آتش نشست

ترجمہ:۔ کہا کہ جو اس بت کو سجدہ کرے وہ بچا اور جو سجدہ نہ کرے وہ آگ میں بیٹھا

چوں سزائے آں بت نفس او نداد ؛ از بت نفش بت دیگر بزاد

ترجمہ:۔ جب سزا بت نفس کو نہ دی بت نفس سے دوسرا بت پیدا ہوا

مادر بتہا بت نفس شماست ؛ زانکہ آں بت مار وایں بت اژدہاست

ترجمہ:۔ ماں بتوں کی بت نفس تمہارے کا ہے کیونکہ وہ بت سانپ ہے اور یہ بت اژدہا ہے

بت شکستن سہل باشد نیک سہل ؛ سہل دیدن نفس را جہل ست جہل

ترجمہ:۔ بت توڑنا آساں ہے اور آساں ہے آساں دیکھنا نفس کا نادانی ہے اور نادانی

صورت نفس ار بجوئی ای پسر ؛ قصہ دوزخ بخواں با ہفت در

ترجمہ:۔ صورت نفس کی اگر خواہش ہے اے لڑکے قصہ دوزخ کا پڑھ سات دروازوں کا

ہر نفس مکرے و در ہر مکر ازاں ؛ غرق صد فرعون با فرعونیاں

ترجمہ:۔ اسکا ہر دم میں مکر ہے اور ہر مکر میں اسکے غرق سو فرعون ساتھ فرعونیوں کے

در خدائے موسیٰ و موسےٰ گریز ؛ آب ایمان را ز فرعونی مریز

ترجمہ:۔ بیچ خدا موسیٰ کے اور موسیٰ کی طرف بھاگ پانی ایمان کا فرعون کو نہ دے

دست را اندر احد احمد بزن ؛ ای برادر وا رہ از بوجہل تن

ترجمہ:- ہاتھ کو بیچ ہاتھ خدا اور رسول کے دے ای بھائی اپنے ابوجہل تن سے رہائی حاصل کر

شرح:- ایک بادشاہ دوسرا جو نسل یہود سے تھا قوم عیسٰے کے ہلاک کرنیکے لئے
کھڑا ہوا یعنی بادشاہ شیطان کی نسل سے دوسرا بادشاہ جو ہمارا نفس ہے
قوم عیسٰے اعمال صالحہ روحانی کے خراب کرنے میں درپے ہو رہا ہے طریقہ بدی کا جو پہلے بادشاہ
سے شروع ہوا تھا اُسنے بھی اُسی پر قدم رکھا ہے کیونکہ ان دونوں کا اصل بھی ایک چیز سے تھا اور
عمل بھی ایک ہوا چنانچہ شیطان کی پیدائش اور نفس کی نار سے ہے نار کو نور آدم کے مخالف ہونیکی
وجہ سے عداوت ازلی ہے شیطان اور نفس دونوں توحید سے بیخبر ہیں۔ بلکہ مخالفت رکھنے والے ہیں۔
مولانا فرماتے ہیں۔ کہ نفس او شیطان اوّل سے نار سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسلئے دشمن اور حاسد آدم
کے ہیں واضح ہو کہ ہمیشہ جز کو کل کیطرف جذب ہوتا ہے۔ جب یہ دونوں اجزاء دوزخ کے ہیں ہم کو
اسیواسطے اپنے کل کی طرف جذب کر رہے ہیں۔ جس شخص کی ان دونوں کی آگ سرد ہو جاوے اس
کیلئے آگ دوزخ کی سرد ہو جاتی ہے چنانچہ تمام قسم آگ دوزخ کے ہمارے وجود میں موجود ہیں۔
جیسے نار حسد اور نار کبر اور ہوا و شہوت اور نار کینہ اور نار بغض اور نار حرص یہ تمام قسم آگ دوزخ
کے ہمارے نفس میں ہیں اور وہ ہماری خندق سینہ میں سکونت پذیر ہیں۔ اے عزیز اگر آگ خندق
اپنے نفس کے حال سے خبردار ہونا چاہتا ہے تو سورت والسماء ذات البروج سے معلوم کر
جو کہ خدا تعالےٰ لے فرماتا ہے۔

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ قُتِلَ
أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ وَهُمْ
عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ
الْحَمِيدِ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

ترجمہ:- قسم ہے آسمان برجوں والے کی اور قسم ہے دن قیامت کی اور قسم ہے
گواہ کی یعنی محمد کی اور قسم ہے جن پر وہ گواہ ہے یعنی امت محمد کی قسم ہے قتل کئے گئے

خندقوں والے صاحب آگ کے جو آگ کیلئے جمع کئے ہوئے بیٹھے تھے لکڑیاں جلانیکے
واسطے اور وہ اوپر اس چیز کے جو مومنوں کے ساتھ کرتے تھے دیکھ رہے تھے اور نہیں
عیب کیا تھا انہوں نے مگر یہ کہ ایمان لائے ساتھ اللہ غالب صاحب تعریف کے جس کیلئے
مالک آسمانوں کا اور زمینوں کا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر حاضر ہے۔ خدا تعالے قسم اٹھا کر فرماتا ہے جو
ہلاک کئے گئے خندقوں والے صاحب آگ کے جو آگ کیلئے لکڑیاں جمع کئے ہوتے بیٹھے تھے یعنی
خندق ہمارے سینہ میں خواہشات نفسانی ماسوی اللہ نے کسقدر لکڑیاں آگ دوزخ کیلئے
جمع کی ہوئی ہیں اور وہ مومنوں کے ایمان دیکھنے کیواسطے ہے کیونکہ ایمان بغیر جہاد کے
کامل نہیں ہوسکتا خدا تعالے نے جہاد مومنوں کے واسطے ہمارے سینہ میں نفس کی حکومت کرکے
رکھی ہے تاکہ مومن جہاد نفس سے ایمان کامل کریں اور نہیں رنج نفس اور شیطان کو بغیر اسبات
کہ ہم ایمان لائے اللہ غالب پر جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا اور ہر جگہ پر حاضر ہے یعنی ہمارے ساتھ
نفس اور شیطان کا یہی مقابلہ ہے کہ ہم تمام کاموں میں خدا تعالے کیطرف رجوع نہ کریں۔ اور تمام
عمل اپنا سمجھیں اور خدا سے روگرداں رہیں۔ فائدہ۔ جاننا چاہئے کہ جسوقت ہمارا تمام عمل
محض خدا کیواسطے ہو اور ہمارے وجود میں تمام کاموں میں فاعلیت حق کی ہوجاوے۔ اسوقت ہمارا
ایمان کامل ہوجاتا ہے۔ اور نفس اور شیطان مغلوب ہوتے ہیں ورنہ تمام عمل نفس کا ہے اور عمل نفس کا
بت پرستی سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسے فرماتے ہیں۔ کہ اسی بادشاہ یہودی نے کیا نمونہ قائم کیا
جو آگ کے کنارہ پر ایک بت رکھدیا چنانچہ ہماری آگ خواہش نفس کے کنارہ پر ایک قسم کا
بت ہوتا ہے اور ہمیشہ اسی پرستش میں تمام عمر برباد کر رہے ہیں۔ اسیطرح سے اسنے حکم دیا کہ
جو شخص اس بت کو سجدہ کرے وہ آگ سے بچ جاویگا۔ اور جسنے سجدہ نہ کیا وہ آگ میں داخل
کیا جاویگا۔ یعنی ہمارے نفس کا عمل کیا ہورہا ہے۔ کہ ہمکو ہمیشہ خواہش نفسی کی بت پرستی
میں لگا رکھا ہے۔ اور خدا سے گمراہ کر دیا ہے۔ اسیواسطے اہل نفس کی عبادت بتوں
کی عبادت سے فراغت نہیں پاسکتی کیونکہ تمام بتوں کی پیدائش

نفس سے ہے۔ اور جس نے خواہش نفس کو نہیں روکا اس کی خواہش نفس سے دوسرا بت پیدا ہوتا ہے۔ جیسے فرماتے ہیں۔ کہ تمام بتوں کی ماں تیرا بت نفس کا ہے۔ کیونکہ بت سانپ کی مثال ہیں۔ اور بت نفس کا اژدہا ہے۔ دوسرے بتوں کو توڑنا سہل ہے اور نفس کے بت کو سہل دیکھنا جاہلیت میں داخل ہے۔ اے لڑکے اگر صورت نفس کی دیکھنا چاہتا ہے۔ تو قصہ دوزخ کا پڑھ جو سات دروازے رکھنے والی ہے۔ بموجب قولہٗ تعالےٰ:۔ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ۝

ترجمہ:۔ دوزخ کے لئے سات دروازے ہیں۔ اور ہر ایک دروازہ سے علیحدہ علیحدہ آگ ہوگی۔ یعنی نفس کے سات دروازے ہیں۔ چنانچہ ہا اور پاؤں اور آنکھ اور کان اور ناک اور دہاں اور فرج ان سات دروازوں سے دوزخ کی آگ جوش مارتی ہے۔ ہمارے ہر دم میں نفس کا مکر ہے۔ اور ہر مکر میں سینکڑوں فرعون ہیں۔ بغیر موسےٰ کے نجات مشکل ہے۔ خدا موسےٰ اور موسےٰ کی طرف بھاگ۔ ایمان کا پانی فرعون کے آگے ضائع نہ کر یعنی فرعون نفس سے بغیر خدا موسےٰ اور موسےٰ کے نجات ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی تجھے چاہیئے۔ کہ دوستان خدا کی جستجو کر اور ان کی معیت حاصل کر اور ان کا اتباع کر تاکہ تو اس کے فرقے سے شمار ہو جاوے۔ اسوقت تجھے فرعون نفس سے نجات ہوگی۔ اور ہاتھ اپنا خدا کے ہاتھ میں ہاتھ رسول علیہ السلام سے جب تک نہ دے گا۔ تجھے ابوجہل اپنے تن سے ہرگز رہائی نہیں ہوسکتی۔ حضور علیہ السلام کے نام سننے سے جب بت شکستہ ہو گئے تھے۔ آپکی ذات سے تعلق پیدا کرنے سے تجھے کسقدر کمال حاصل ہوگا۔

خلاصۃ المقصود:۔ شیطان بوجہ عداوت ازلی کے دشمن تمام بنی آدم کا ہے اسلئے نفس بھی بوجہ متابعت شیطان کے ہمارا دشمن ہے۔ اور نفس کی پیدائش آگ سے ہے۔ اور یہ جزو دوزخ کی ہے۔ ہمیشہ جزو کل

کی طرف جذب کرنے والی ہوتی ہے۔ جب نفس کی جگہ ہمارے سینہ میں ہے۔ تو تمام سامان آگ دوزخ کا ہمارے وجود میں موجود ہے۔ چنانچہ آگ حسد اور کبر اور شہوت اور کینہ اور بغض اور حرص اور ہوا اور یہ تمام لکڑیاں آگ دوزخ کے متعلق ہیں۔ جس شخص کے لئے یہ تمام قسم آگ کے سرد ہو جاویں۔ اس کی دوزخ بھی سرد ہو جاتی ہے۔ بموجب قولہٖ تعالیٰ :- وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ - ترجمہ :- جس نے روک لیا نفس کو خواہشات سے وہ بہشتی ہو گیا۔ دوزخ اس کی سرد ہو گی۔ اسے عزیز ایمان بغیر جہاد کفار کے کامل نہیں ہو سکتا تھا۔ اسلئے انسان کے درمیان کافر نفس جہاد کرنیکے واسطے ہے۔ تمام مومن اسی جہاد سے ایمان کامل کر رہے ہیں۔ جیسے رسول علیہ السلام جہادِ کفار سے واپس ہونے کے وقت فرماتے تھے۔ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ - ترجمہ :- تحقیق ہم پھرتے ہیں۔ جہاد اصغر کی طرف سے جہاد اکبر کی طرف جہاد ظاہری کافروں کا کرنا آسان ہے اور جہاد باطنی نفس کا کرنا بہت مشکل ہے۔ اور ہر کسی کا کام نہیں ہے۔ ہمارے وجود میں جب تک عمل نفس کا موجود ہوگا۔ تب تک بت پرستی ہوگی۔ کیونکہ تمام بت خواہش نفس سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے وجود میں ایک بت ہمیشہ خواہش نفس کا موجود رہتا ہے۔ اور اسکی پرستش نے ہمکو خدا سے محروم کر رکھا ہے۔ عورت لڑکے والی کے بغیر تمام عبادتوں میں بت پرستی کراتا ہے۔ مگر جو عبادت لڑکے عشق خدا سے ہوتی ہے۔ وہ بت پرستی نہیں کر سکتی جیسے آگے ذکر ہے ؎

لانا بادشاہ یہود کا عورت لڑکے والی کو اور ڈالنا لڑکے کا آگ میں اور کلام کرنا اس کا ؏

یک زنے با طفل آورد آں جہود پیش آن بت کہ آتش اندر شعلہ بود

ترجمہ:- ایک عورت ساتھ لڑکے کے لایا وہ یہودی آگے اس بت کے اور تھی آگ شعلہ مارنیوالی

گفت ای زن پیش این بت سجدہ کن ورنہ در آتش بسوزی بے سخن

ترجمہ:- کہا یہودی نے جو ای عورت آگے اس بت کے سجدہ کر اگر سجدہ نہ کیا تو آگ میں تجھے بیشک جلنا ہوگا۔

بود آن زن پاک دین و مومنہ! سجدہ آن بت نہ کردن مومنہ!

ترجمہ:- وہ عورت تھی پاک دین اور مومنہ سجدہ اس بت کا نہ کیا اس یقین والی نے کہ

طفل از و بستد در آتش درفگند زن بترسید و دل ایمان بکند

ترجمہ:- لڑکا اس عورت سے لیا اور آگ میں ڈالدیا عورت نے خوفناک ہوکر دل ایمان سے اٹھایا

خواست تا او سجدہ آرد پیش بت بانگ زد کان طفل کانی لم امت

ترجمہ:- اور چاہا کہ سجدہ کرے آگے اس بت کے آواز دیا اس لڑکے نے جو ای ماں میں زندہ ہوں

اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم گرچہ در صورت میان آتشم

ترجمہ:- ای ماں آگ کے اندر آ جو میں بہت خوش ہوں اگرچہ ظاہر صورت میں آگ میں ہوں

اندر آ مادر ببین برہان حق ! تا ببینی عشرت خاصان حق

ترجمہ:- اے ماں آگ میں آجا اور دلیل رب کی دیکھ تاکہ عشرت خاصاں حق کی دیکھ لے

مادرش انداخت خود را اندرو دست او بگرفت طفل مہر خو

ترجمہ:- ماں اس لڑکے کی ڈالدیا آپ کو آگ میں ہاتھ اوس کا پکڑا لڑکے نے محبت سے

نعرہ میزد خلق را کای مردمان اندر آتش بنگرید این بوستان

ترجمہ:- نعرہ مار کر خلقت کو کہا کہ اے لوگو آگ میں آجاؤ اور قدرت حق کا باغ دیکھو یہ

خلق خود را بعد از ان بیخویشتن می فگندند اندر آتش مرد و زن

ترجمہ:- تمام خلقت نے آپ کو بعد اس کے بیخود ہوکر ڈالا آگ میں تمام مرد اور عورت نے

آن یہودی شد سیاہ روئے خجل شد پشیمان زین سبب بیمار دل

ترجمہ:- وہ یہودی سیاہ رو ہوکر بہت شرمسار ہوا اور پشیمانی سے بیماری دل میں مبتلا ہوا

آں دہاں کژ کرد واز تسخر بخواند   نام احمد را دہانش کژ بماند

ترجمہ:۔ اس شخص نے جو مونہہ ٹیڑھا کر کے مسخری سے نام رسول علیہ السلام کا لیا مونہہ اسکا ٹیڑھا رہ گیا

باز آمد کای محمد عفو کن   ای ترا الطاف علم من لدن

ترجمہ:۔ حضور کی خدمت میں آکر کہا یا رسول اللہ مجھے بخشدے تیرے الطاف من لدن سے ہیں

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

ترجمہ:۔ جب خدا چاہتا ہے کہ پردہ اسکا پھاڑدے اسکی رغبت طعنہ پاک لوگوں کی طرف کرتا ہے

ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس   کم زند در عیب معیوباں نفس

ترجمہ:۔ اگر خدا چاہے جو کسی کی پردہ پوشی کرے اسکی رغبت عیب لوگوں کی طرف کم کراتا ہے

چوں خدا خواہد کہ یاری کند   میل ما را جانب زاری کند

ترجمہ:۔ جب خدا چاہتا ہے جو ہماری مدد کرے محبت ہماری زاری کی طرف کراتا ہے

ای خنک چشمی کہ او گریان اوست   وی ہمایوں دل کہ او بریان اوست

ترجمہ:۔ خوش ہے وہ آنکھ جو وہ اسکے لئے رونے والی ہے وہ مبارک دل ہے جو اسکے عشق میں جلنے والا ہے

اندپئے ہر گریہ آخر خندہ ایست   مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

ترجمہ:۔ ہر رونے کے آخر میں خندہ ہوتا ہے۔ مرد آخر بین مبارک بندہ ہوتا ہے

ہر کجا آب رواں سبزہ بود   ہر کجا اشک رواں رحمت شود

ترجمہ:۔ جس جگہ پانی جاری ہوتا ہے وہاں سبزی ہوتی ہے جس جگہ آنسو جاری ہوں وہاں رحمت ہوتی ہے

مرحمت فرمود سید عفو کرد   چوں ز جرئت توبہ کرد آں روئے زرد

ترجمہ:۔ رسول علیہ السلام نے رحمت سے اس کی خطا معاف فرمائی جب اسنے صدق دل سے توبہ کی

شرح:۔ ایک عورت لڑکے والی کو بادشاہ یہودی بت کے آگے لایا اور آگ اس وقت شعلہ مار رہی تھی۔ بادشاہ نے کہا ای عورت اس بت کے آگے سجدہ کر اگر سجدہ نہ کیا تو آگ میں جلا دوں گا۔ وہ عورت

پاک دین اور مومنہ تھی - اسنے بت کو سجدہ نہ کیا بوجہ یقین صادق کے بادشاہ نے
لڑکا اس عورت سے چھین کر آگ میں ڈال دیا وہ عورت مارے خوف کے دل
ایمان سے اٹھایا اور بوجہ محبت لڑکے چاہا کہ بت کو سجدہ کروں لڑکے نے آواز دی کہ
اے ماں میں زندہ ہوں تو جلد آگ میں آجا جو میں بہت خوش ہوں اگرچہ ظاہر میں میں
آگ کے اندر ہوں - اے ماں اندر آجا اور دیکھ دلیل حق کی تاکہ خاصاں حق کا مقام تجھے
معلوم ہو - اے ماں آگ میں آجا اور دوسرے لوگوں کو بھی بلا آگ میں میرے بادشاہ
خداتعالےٰ نے کیسے خوانچے رکھے ہیں لڑکے کی ماں نے آپکو آگ میں ڈالدیا اسکا ہاتھ لڑکے
کے محبت سے پکڑ لیا اسوقت عورت نے آگ میں نعرہ مار کر کہا کہ اے لوگو آگ میں آجاؤ اور
اسجگہ آگ میں باغ قدرت حق کا دیکھو تمام خلقت شوق سے آپکو بیخود کرکے مرد اور عورت آگ
میں داخل ہوئے وہ بادشاہ یہودی روسیاہ شرمسار ہو گیا پشیمانی سے بیماری دل میں مبتلا
ہو گیا - جیسے حضور علیہ السلام کا نام ایک شخص نے منہ ٹیڑھا کرکے مسخری سے لیا اسکا منہ
ٹیڑھا رہا حضور کی خدمت آکر معافی مانگی - آپنے معاف فرمادیا منہ اسکا درست ہو گیا مولانا
فرماتے ہیں کہ دوستان خدا کی عیب جوئی نہ کرو کیونکہ جسکا خدا پردہ پھاڑنا چاہتا ہے - وہ پاک
لوگوں کے طعنے مارنے کی طرف رجوع کرتا ہے - اور جسکی خدا عیب پوشی کرنی چاہتا ہے -
وہ کسی عیبدار کیطرف خیال نہیں کرتا اور جب خدا ہماری مدد کرنی چاہتا ہے - تو ہماری
محبت زاری کیطرف کراتا ہے خوش ہے وہ آنکھ جو اسکی محبت میں گریہ کرنے والی ہے اور
مبارک ہے وہ دل جو اسکی محبت میں جلا ہوا ہے پیچھے ہر گریہ کے خندہ ہوتا ہے مرد آخر بین مبارک
بندہ ہوتا ہے جس جگہ پانی جاری ہوتا ہے سبزی اسی جگہ پیدا ہوگئی ہے - اور جہاں
آنسو جاری ہوتے ہیں - رحمت وہاں ہوتی ہے ۔

خلاصۃ المقصود:- بادشاہ یہودی نفس ہے اور تمام خواہشات نفسانی کی آگ ہر قسم
کی ہمارے سینہ میں بھڑک رہی ہے اور کنارہ آگ پر ایک بت مقصود نفس کا

رکھا ہوا ہے جسکی وجہ سے ہم خدا کی عبادت سے محروم ہیں اور ہم تمام اعمال اور عبادات میں اسی بت کی پرستش کر رہے ہیں بغیر عبادت مومنہ کے جس کا لڑکا عشق خدا کا پیدا ہوا باقی تمام عبادات میں بت پرستی موجود ہے۔ جیسے مولانا فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ نے لڑکے کو آگ میں ڈالا تو اس نے اپنی ماں کو آواز دیا کہ اے ماں آگ میں آجا اور تمام خلقت کو بلا تا کہ آگ میں قدرت حق کا نظارہ کریں۔ بادشاہ یہودی روسیاہ ہو کر شرمسار ہوگیا یعنی عشق خدا سے تمام قسم آگ نفس کے سرد ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ فاعلیت حق کی مومن میں کام کرتی ہے اور آگ نفس کی مثل آگ ابراہیمؑ کے باغ بن جاتی ہے۔ اور نفس شرمسار ہوتا ہے۔ اس وقت بادشاہ یہودی آگ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہتا ہے۔ جیسے آگے فرماتے ہیں

عتاب کرنا بادشاہ یہود کا آگ کو اور جواب دینا اس کا

رو بآتش کرد شہ کای تند خو آں جہاں سوز طبعی قوت کو

ترجمہ:۔ بادشاہ نے آگ کو مخاطب ہو کر کہا کہ اے آگ تیری تیزی جہاں کے جلانیوالی کہاں ہے

گفت آتش من ہمانم آتشم اندر آتا تو بہ بینی تابشم

ترجمہ:۔ آگ نے کہا میں وہی آگ ہوں اندر آجا تا تجھے میری تابش معلوم ہو جاوے

طبع من دیگر نہ گشت و عنصرم تیغ حقم ہم بدستوری برم

ترجمہ:۔ میری طبیعت اور عنصر دوسرا نہیں ہوا مگر تیغ حق کی ہوں اسکے حکم کی تعمیل کرتی ہوں

بر در خرگہ سگان ترکماں چاپلوسی کردہ پیش مہماں

ترجمہ:۔ دروازے مہمان خانہ پر کتا تند خو چاپلوسی کرتا ہے آگے مہماں کے یہ

باد و خاک و آب و آتش بندہ اند با من و تو مردہ با حق زندہ اند

ترجمہ:۔ ہوا اور خاک اور پانی اور آگ خدا کے آگے بندے کی طرح ہیں میرے اور تیرے آگے مردہ ہیں اور خدا کے آگے زندہ ہیں

گر نبودے واقف از حق جان باد | فرق چوں کردے میاں قوم عاد

ترجمہ:۔ اگر نہ ہوتی حق سے واقف جان ہوا کی کیسے فرق کر سکتی تھی درمیاں قوم عاد کے

ہود گرد مومناں خطے کشید | نرم میشد باد کانجا میرسید

ترجمہ:۔ حضرت ہود گرد مومنوں کے خط کھینچتے تھے اور اس جگہ اگر نرم ہو جاتی تھی

ہمچناں شیباں راعی میکشید | گرد بر گرد رمہ خطے پدید

ترجمہ:۔ اسیطرح شیباں راعی گرداگرد بکریوں کے خط کھینچتے تھے نہ بکری اس سے باہر جاتی اور نہ بھیڑیا اندر داخل ہوتا

آتش ابراہیم را دنداں نہ زد | چوں گزیدہ حق بود چونش گزد

ترجمہ:۔ آگ ابراہیم کو نہ جلایا کیونکہ عاشق خدا کو کیسے جلا سکتی ہے

آتش شہوت نسوزد اہل دین | باغیاں را بردہ تا قعر زمین

ترجمہ:۔ آگ شہوت کی نہیں جلاتی صاحب دین کو سرکشوں کو لیجاتی ہے قعر زمین میں۔

موج دریا چوں بامر حق بتاخت | اہل موسیٰ راز قبطی واشناخت

ترجمہ:۔ موج دریا کی امر حق سے آئی تھی قوم موسیٰ اور قوم فرعون کی شناخت کی

خاک قاروں را چوں فرماں رسید | با زر و تختش بقعر خود کشید

ترجمہ:۔ خاک قاروں کو حکم حق سے ساتھ خزانہ اور تخت کے نگل لیا۔

ایں عجائب دید آں شاہ جہود | جز کہ طنز جز کہ انکارش نبود

ترجمہ:۔ بادشاہ یہودی نے یہ عجائبات دیکھے مگر طنز اور انکار کو نہ چھوڑا

بانگ آمد کار چوں اینجا رسید | پائے داری سگ کہ قہر ما رسید

ترجمہ:۔ آواز آئی جب کام حد سے گذر رہا اے کتے ٹھہر جا ہمارا قہر پہنچ گیا ہے۔

بعد ازاں آتش چہل گز بر فروخت | حلقہ گشت و آں جہوداں را بسوخت

ترجمہ:۔ بعد اس کے آگ چالیس گز بلند ہوتی اور ان یہودیوں کو گھیر کر جلا دیا

اصل ایشاں بود ز آتش ابتدا | سوئے اصل خویش رفتند انتہا

ترجمہ:- ابتدا اصل انکا آگ سے تھا۔ اپنے اصل کی طرف انتہا رجوع کیا۔

چونکہ جزو دوزخست این نفس ما	طبع کل دارد ہمیشہ جزوہا

ترجمہ:- جب جز وہ دوزخ کی ہے یہ نفس ہمارا طبیعت کل کی رکھتی ہے ہمیشہ جز اسکی

آنکہ او بودست امہ ہاویہ	ہاویہ آمد مر او را زاویہ

ترجمہ:- جس کسی کی ماں ہاویہ ہے۔ اس کا قیام ہاویہ میں ہے ❊ ❊ ❊ ❊

مادرِ فرزند جویان ویست	اصلہا مر فرعہا را در پی ست

ترجمہ:- ماں فرزند کی جستجو میں ہے۔ اصل فرع کے درپے ہوتا ہے۔

چہ کشد این نار را نور خدا	نور ابراہیم را ساز اوستا

ترجمہ:- کیا مارتی ہے اس آگ کو نور خدا کا ہے نور ابراہیم کو اپنا استاد بنا

مفلساں گر خوش شوند از زر قلب	لیک آں رسوا شود در دار ضرب

ترجمہ:- مفلس اگرچہ خوش ہوتے ہیں سونے کھوٹے سے لیکن وہ بیکار ہوتا ہے خزانہ شاہی میں

تا زر اندودیت از رہ نفگند	تا خیال کژ ترا چہ نفگند

ترجمہ:- تجھے سونا اکٹھا کرنا راہ سے دور نہ کرے اور خیال ٹیڑھا تجھے چاہ میں نہ ڈالے

شرح:- بادشاہ نے آگ کو کہا کہ لے آگ جہاں کے جلانیوالی تیری تیزی جلانیکی کہاں گئی ہے آگ نے کہا کہ میں وہی آگ ہوں تو اندر آجا تاکہ میری صفت جلانیوالی تجھے معلوم ہوجاوے میری طبیعت اور عنصر دوسرا تو نہیں ہوا میں تلوار حق کی ہوں اسکے حکم کی تعمیل کرتی ہوں دروازہ مالک پر جہاں بیٹھنے والے کو کتا تند خو چاہ پلپوسی کرتا ہے۔ اے یہودی مجھے کتے سے علم کم نہیں ہے آگ اور خاک اور پانی اور ہوا خدا کے بندوں میں داخل ہیں ہمارے نزدیک مردہ ہیں اور خدا کے آگے زندہ ہیں۔ اور ہمیشہ تسبیح پڑھتے ہیں۔ بموجب قولہ تعالےٰ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ترجمہ یعنی کوئی چیز نہیں ہے مگر تسبیح پڑھتی ہے ساتھ رب اپنے کے اسیطرح سے ہر چیز تابع حکم

خدا تعالےٰ کی ہے جو خدا تعالےٰ کا ہو جاوے تمام چیز اُسکی تابع ہو جاتی ہے آگے ہوا اور پانی اور
خاک کی متابعت حکم خدا تعالےٰ کی کرنیکا ذکر فرماتے ہیں۔ کہ اگر نہ ہوتا تابع حکم خدا تعالےٰ کا
روح ہوا کا تو کیسے فرق کر سکتا تھا۔ درمیان قوم عاد کے اور حضرت ہود علیہ السلام گرد اگرد اپنی
قوم کے ایک خط کھینچتے تھے اور ہوا اس جگہ نرم ہو جاتی تھی اور دائرہ خط کے اندر کوئی نقصان
نہ کیا اور خط سے باہر سب کو پارہ پارہ کر دیا ایسے ہی حضرت شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ گرد اگرد
بکریوں کے ایک دائرہ خط کھینچتے تھے اور نماز جمعہ پر جاتے تھے۔ اس دائرہ کے اندر نہ کوئی
درندہ داخل ہوتا تھا اور نہ بکری دائرہ کے باہر جاتی تھی گویا تمام چیز کو اتباع حکم خدا تعالےٰ کا
اسقدر علم ہے جو آگ حرص درندوں کی اور آگ حرص بکریوں کی دائرہ دوست خدا سے
سرد ہو گئی تھی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ کیسے جلا سکتی تھی کیونکہ وہ اتباع حکم خدا تعالےٰ
کا کرنیوالی ہے دوستان خدا کیلئے خادم بن جاتی ہے اسیطرح تمام دوستان خدا کو آگ حرص
اور آگ ہوا اور آگ شہوت اور آگ کینہ اور آگ کبر آگ نفسانی ہرگز نہیں جلا سکتی کیونکہ
تابع حکم خدا کے ہے دوستاں خدا کے آگے سر ہو جاتی ہے اور موج دریا کی اگر امر حق سے
خبردار نہ ہوتی تو قوم موسیٰ اور فرعون کے درمیاں کیسے تمیز کر سکتی تھی اور خاک کو اگر علم نہ
ہوتا تو قارون کو حکم خدا سے خزانوں کیساتھ کسطرح نگل لیتی۔ واضح ہو۔ کہ تمام چیز تابع
حکم خدا تعالےٰ کے ہے اور ہر چیز کو حکم خدا اور دوستان خدا کی نسبت اسقدر علم ہے جیسے
ذکر کیا گیا ہے مولانا کا مقصود بادشاہ یہودی سے ہمارا نفس ہے جو تمام خواہشات نفسانیہ کی آگ
ہر قسم کے کنارہ پر ایک بت اپنے مقصود کو رکھا ہوا ہے اور اُسکی پرستش کرا رہا ہے اور تمام
عبادتوں میں خدا سے محروم کر کے بت پرستی میں لگا رہا ہے بغیر صورت منہ کے یعنی وہ عبادت جسکا
لڑکا عشق خدا کا ہمراہ ہو جیسے مولانا فرماتے ہیں کہ جب لڑکا آگ میں ڈالا گیا تمام آگ باغ ہو گئی ماں
بھی آگ میں داخل ہوئی اور تمام لوگ۔ جو انکے پیرو کار تھے وہ بھی آگ میں داخل ہو گئے اور آگ
باغ بن گئی۔ اور بادشاہ یہودی شرمسار ہو گیا اور آگ کو کہنے لگا کہ تو نے جلانیکا کام کیوں چھوڑ

دیا ہے آگ نے جواب دیا کہ میں تابع حکم خدا کے ہوں خدا کے دوستوں اور مہمانوں کیخدمتگار
ہوں مالک کا مہمان ایک تنکا اگر کتا دیکھے تو اس سے پاپوسی کرتا ہے مجھسے کتے سے علم کم نہیں ہے
اے عزیز مومن عاشق خدا کا ہے اور مومن سے آگ دوزخ کی سرد ہوجاویگی آگ نفس کی کیسے
سرد نہ ہوا اسیواسطے عاشقان خدا تمام اشتغال دنیا میں خدا کی یاد کررہے ہے اور آگ دنیا انکے
لئے باغ بنکر یاد حق کا سبب بنگیا ہے کیونکہ تمام صفات میں جلوہ ذات کا دیکھ رہے ہیں اور نفس
اور شیطان شرمسار ہورہا ہے جس شخص کو عشق خدا تعالےٰ کا حاصل ہے وہ دہوکا اور مکر نفس اور
شیطان سے بیخوف ہوگیا ہے۔ اور بغیر عشق خدا کے دوسرے کسی کو نجات حاصل نہیں ہے
مولانا فرماتے ہیں کہ ایسے عجائبات اُس بادشاہ یہودی نے دیکھنے سے اعتراض اور انکار
کو نہ چھوڑا بلکہ نصیحت کرنیوالوں پر ظلم کرنا شروع کیا غیب سے آواز آئی کہ اے کتنے خبردار ہمارے
قہر کا وقت آگیا ہے چالیس گز آگ بلند ہوکر اس تمام قوم یہودی کو جلادیا یعنی جب خدا اور اسکے
دوستونکی طرف راہ نہیں ملتا تو نفس کیلئے بغیر آگ کے دوسری کوئی مہمانی نہیں ہوتی کیونکہ اصل میں ابتدا
اسکا آگ سے ہے انتہا آگ کو پہنچ جاتا ہے۔ اسلئے کہ جب جزو دوزخ کی ہمارا نفس ہے، ہمیشہ جزو کل کیطرف
رجوع کرتی ہے آگ نفس کا علاج صرف نور عشق خدا کا ہے اگر آگ نفس کی سرد کرنی چاہتا ہے تو نور
ابراہیم دوست خدا کو استاد بنا کیونکہ بغیر عشق کے یہ آگ ہرگز سرد نہیں ہوسکتی آگ نمرود نفس کی بغیر
ابراہیم دوست خدا کے سرد ہونا غیر ممکن ہے دوست خدا کی تلاش کر اور اسکی صحبت اور بیعت سے
عشق خدا حاصل کرتا کہ آگ نفس کی تیری سرد ہوجاوے اور آگ دوزخ سے تو بچے آگے فرماتے ہیں۔ کہ جسکی
ماں ہاویہ ہے اسکا قیام ہاویہ میں ہے کیونکہ ماں اپنے فرزند کی جستجو میں ہوتی ہے اور فرزند ماں کی جستجو
میں ہوتا ہے اصل فرع کیطرف میلان کرتا ہے اگرچہ مفلس سونے کھوٹے سے خوش ہوجاتا ہے مگر وہ سونا
خزانہ سرکار میں کام نہیں آتا یعنی عمل خالص بے ریا بارگاہ الٰہی کے قابل ہے عبادت ریا اہل نفس کی خدا
تعالےٰ قبول نہیں فرماتا اسلئے طمع جمع کرنے سونے کھوٹے یعنی اعمال اور عبادات ریائی تجھے راہ عشق
خدا سے گمراہ نہ کرے اور چاہ اعمال اور عبادات خود بینی میں نہ ڈالدے ۔

خلاصۃ المقصود:۔ آگ نفس کی جیب عشق خدا سے سرد ہو جاتی ہے تو اسوقت نفس شرمسار ہو کر اصرار کرتا ہے کہ اے آگ جلانیکا کام تو نے کیوں چھوڑ دیا ہے تو وہ جواب دیتی ہے کہ میں تابع حکم خدا کے ہوں اور انکی خادمہ ہوں مہمان خدا کو کیسے جلا سکتی ہوں بلکہ تمام آگ نفسانی کو عشق خدا جلا دیتا ہے اسیواسطے فرماتے ہیں کہ نارِ نفس کو نور خدا کے بغیر کوئی چیز سرد نہیں کر سکتی اور نور خدا کا ظہور عشق خدا سے ہوتا ہے عبادت دنیا کو اپنا مقصود نہ بنا عشق خدا حاصل کر تاکہ تیرا تیرے خیال اعمال اور عبادت خود بینی عشق خدا سے پھیر کر چاہ گمراہی میں نہ ڈالے جیسے آگے حکایت شیر یعنی انسان کی ہے جو صحرا دنیا میں شکار عشق خدا کو بھلا دیا ہے اور توکل خدا چھوڑ کر جہد اور اسباب حرص رزق میں گرفتار ہو رہا ہے اور شیر انسان کو خرگوش نفس نے چاہ عالم دنیا میں اپنے عکس کو صورت غیر سے دکھا کر عداوت اور حسد کے سبب سے بھلا کر چاہ گمراہی میں ڈالدیا ہے ۔ جیسے آگے مولانا فرماتے ہیں :۔

تمام شکاروں کا شیر کے لئے وظیفہ مقرر کرنا

از کلیلہ باز خواں ایں قصہ را ۔۔۔ وانداراں قصہ طلب کن حصہ را

ترجمہ :۔ کتاب کلیلہ سے پڑھ اس قصہ کو اور اس قصہ سے حصہ ہدایت کا حاصل کر

طائفہ نخچیر در وادی خوش ۔۔۔ بودشاں از شیر اندر کشمکش

ترجمہ :۔ گروہ شکار کا جنگل میں خوش تھا ۔ مگر خوف شیر سے تمام شکار متفکر رہتے

حیلہ کردند آمدند ایشاں بہ شیر ۔۔۔ کز وظیفہ ما تراداریم سیر

ترجمہ :۔ شکاروں نے حیلہ کیا اور شیر کے پاس آکر خوراک کے لئے اپنا اپنا وظیفہ مقرر کیا

جز وظیفہ در پئے صیدے میا ۔۔۔ تلخ بر ما تا نگردد ایں گیا

ترجمہ :۔ بغیر وظیفہ اپنے کے ہمارا شکار نہ کر تاکہ ہم پر چراگاہ جنگل کی تلخ نہ ہو ۔

گفت پیغمبر باواز بلند ۔۔۔ بر توکل زانوئے اشتر بہ بند

ترجمہ :۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا آواز بلند سے توکل پر زانو اونٹ کا باندھ :۔

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو   از توکل در سبب کاہل مشو

ترجمہ:۔ رمز کسب کرنے والا اللہ دوست خدا کا ہے سن توکل سے سبب میں سستی نہ کر

رو توکل کن تو با کسب ای عمو   جہد می کن کسب میکن مو بمو

ترجمہ:۔ جا توکل کر تو کسب کرنے سے اے ناداں کوشش کر اور کسب کر زیادہ

خواجہ چوں بیلے بدست بندہ داد   بیزبان معلوم شد او را مراد!

ترجمہ:۔ تیرے آقا نے جب بیلچہ بندہ کے ہاتھ دیا ہے تو بغیر کہنے کے مراد معلوم ہو گئی

دست ہمچوں بیل اشاراتہا او ست   آخر اندیشی عبارتہائے اوست

ترجمہ:۔ ہمارے ہاتھ مثل بیلچہ کے اس کا اشارہ ہے۔ آخر اندیشی اس کی عبارت ہے

جہد میکن تا توانی اے کیا   در طریق انبیاء و اولیا

ترجمہ:۔ جہد کر جس قدر تجھے توفیق ہے اے جواں یہ طریقہ انبیا اور اولیا کا ہے

مکرہا در کسب دنیا بارد ست   مکرہا در ترک دنیا وارد ست

ترجمہ:۔ مکر کرنا کسب دنیا کے لئے گناہ ہے اور مکر کرنا ترک دنیا کے واسطے عبادت ہے

چیست دنیا از خدا غافل بدن   نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ترجمہ:۔ دنیا کیا چیز ہے خدا سے غافل ہونا مال اور چاندی اور فرزند اور عورت نہیں ہے

آب در کشتی ہلاک کشتی است   آب در بیرون کشتی پشتی است

ترجمہ:۔ پانی کشتی میں کشتی کے لئے ہلاک ہونے کا موجب ہے اور پانی کشتی سے باہر پشتی کشتی کا ہے

کسب کن سعی نما و جہد کن!   تا بدانی سر علم من لدن!

ترجمہ:۔ کسب کر اور سعی اور جہد کر تا کہ تجھے راز علم لدنی کا کھلے سہ

زیں نمط بسیار برہاں گفت شیر   کز جواب آں جبریاں گشتند سیر

ترجمہ:۔ اسی طرح سے بہت دلائل شیر نے کہے جس سے سب جبری کوشش کو ترک کرنے والے لاجواب ہوئے

روبہ و خرگوش آہو و شغال   جبر را بگذاشتند و قیل و قال

ترجمہ :- لومڑی اور خرگوش اور ہرن اور گیدڑ قیل و قال جبر کو چھوڑ کر توکل پر جہد کو ترجیح دی

عہد ہا کردند با شیر ژیاں ۔ کاندریں بیعت نیفتد در زیاں

ترجمہ :- عہد کیا ساتھ شیر کے جو ہمارے اقرار میں کسی قسم کا نقص نہ ہوگا

جمع بنشستند یکجا آں وحوش ۔ اوفتادہ درمیاں جملہ جوش

ترجمہ :- تمام شکار اکٹھے ایک جا ہوئے اور آپس میں پیش و پیش جانے کا جھگڑا آگیا

عاقبت شد اتفاق جملہ شاں ۔ تا بیاید قرعۂ اندر میاں

ترجمہ :- آخر الامر ہر ایک کا اتفاق اس بات پر ہوا کہ قرعہ اندازی سے یہ فیصلہ ہونا چاہئے

قرعہ بر ہر کہ افتادے روز روز ۔ سوئے آں شیر او دویدے ہمچوں یوز

ترجمہ :- ہر دن جسکے نام پر قرعہ آوے وہ شیر کی طرف خود بخود دوڑتا جاوے مثل چیتا کے

چوں بخرگوش آمد ایں ساغر بدور ۔ بانگ زد خرگوش کا فر چند جور

ترجمہ :- جب خرگوش کے نام قرعہ نکلا تو اسنے فریاد کی جو مجھپر ظلم ہو رہا ہے -

قوم گفتندش کہ چندیں گاہ ! ۔ جاں فدا کردیم در عہد وفا

ترجمہ :- قوم نے کہا کہ ہم تمام شکار مدت سے اپنے عہد پورے کرنے پر اپنی جانیں فدا کرتے چلے ہیں

تو مجو بدنامی ما اے عنود ۔ تا نرنجد شیر رو رو زود زود ؛

ترجمہ :- بدنامی ہماری اسرکشی سے نہ کر تا کہ شیر کو رنج نہ ہم پر ہو تو جلد جا سکہ ؛

گفت ای یاراں مرا مہلت دہید ۔ تا بمکرم از بلا ایمن شوید سکہ

ترجمہ :- خرگوش نے کہا کہ اے میرے دوستو مجھے مہلت کرنے دو تا کہ میرے مکر سے بلا شیر سے بیخوف ہو جاؤ گے

شرح : کتاب کلیلہ سے اس قصہ کو پڑھو اور قصہ سے حصہ ہدایت کا حاصل کرو جنگل میں گروہ شکار کا نہایت خوش تھا - اور خوف شیر میں مبتلا تھے تمام شکاروں نے یہ حیلہ کیا کہ شیر کا وظیفہ ہر روز کا مقرر ہوتا اختیار کیا چنانچہ شیر کو آ کر کہا کہ ہمارا شکار بغیر وظیفہ مقرر شدہ کے نہ ہو تا کہ ہم پر چراگاہ جنگل کی تلخ نہ ہو جاوے یعنی تمام دنیا انسان کیلئے بنائی گئی ہے اور ہر چیز انسان سے خوف ہوتا ہے جیسے بادشاہ رعایا کو انسان بوجہ خلافت خدا تمام مخلوق پر فضیلت رکھتا ہے اور تمام جنگل دنیا کا شیر انسان کا شکار ہے

انسان کے جسم کیلئے جسمانی غذا اور روح کیلئے روحانی غذا مثل عبادات اور اعمال صالحہ
کے وظیفہ ہر روز کا مقرر ہے مگر بوجہ ایمان کامل نہ ہونیکے کے شیر انسان کی ترجیح جہد کی توکل
پر ہے جیسا کہ مولانا شکاروں کی توکل پر جہد کی ترجیح شیر کی طرف سے اپنی کلام میں بیان
فرماتے ہیں جو کہ شیر تمام شکاروں کو توکل پر جہد غالب کرنیکے لئے یہ جواب دیتا ہے۔ کہ
رسول علیہ السلام بلند آواز سے اصحابی کو فرماتے تھے کہ توکل پر زانو اونٹ کا باندھ یعنی ایک
اصحابی نے اونٹ کو توکل پر کھلا چھوڑ دیا حضور نے فرمایا کہ زانو اونٹ کا باندھ اور توکل پر چھوڑ دے
اور حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ ترجمہ کسب کرنیوالا دوست
خدا کا ہے توکل میں سبب سے غافل نہ ہونا چاہئے کسب سے اور جہد سے توکل کر یعنی جسقدر تجھے کوشش
کرنیکی توفیق دی گئی ہے۔ اسکو خرچ کر اور توکل کر کیونکہ مالک نے جب بیلچہ غلام کے ہاتھ میں
دیدیا ہے۔ اس سے بغیر زبانی حکم دینے کے معلوم ہوا کہ کام کرنیکا حکم مالک نے دیدیا ہے
ہمارے ہاتھ بیلچہ کیطرح اسیکا اشارہ ہے یعنی ہماری تمام توفیق ہاتھ اور پاؤں کی اور علم اور
عقل اور ارادہ محض عطیہ خداتعالے کا ہے اور ہمارے جہد اور کوشش کیلئے یہ طریقہ تعلیم کا
ہے کیونکہ بغیر کمالیت مقام جہد اور کوشش کے مقام توکل کا حاصل نہیں ہوسکتا ای عزیز
جہد توکل کی جڑ ہے اسیواسطے تمام انبیا اور اولیا جہد اور کوشش کرنیسے مقام توکل کا حاصل
کیا ہے۔ اور جہد بغیر توفیق اور فضل خدا کے ہرگز نہیں ہوسکتا جب انسان خداتعالے کی
توفیق خداتعالے کے راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اور اسکی توفیق جانتا ہے اسوقت مقام توکل
کا حاصل ہوتا ہے۔ اور جو انسان اپنی توفیق سمجھتا ہے وہ توکل سے دور ہوجاتا ہے اسلئے
فرماتے ہیں۔ کہ کسب دنیا کیلئے کرنا موجب غفلت اور گناہ ہے۔ اور کسب خدا کیواسطے
ترک دنیا کیلئے بہت اچھا ہے اور نیکی کا حکم رکھتا ہے آگے مولانا دنیا کی تشریح فرماتے
فرماتے ہیں کہ دنیا کیا چیز ہے۔ دنیا خدا سے غافل ہونیکا نام ہے۔ عورت اور فرزند اور زر
مال کا نام دنیا نہیں ہے یعنی جو چیز خدا سے غافل کرے اسکا نام دنیا ہے کیونکہ مال اور زر رکھنے

والا جو خدا کے یاد میں ہو وہ تارک الدنیا ہے اور مفلسی دنیا کی طلب کرنیوالا اہل دنیا کا ہے۔ آگے مثال دنیا کی ہے جو کشتی کے اندر پانی داخل ہو جاوے وہ کشتی کو غرق کر دیتا ہے اور جو کشتی کے نیچے پانی ہو وہ کشتی کیلئے پشتی ہوتا ہے اسلئے جو دنیا کی محبت دل میں رکھتا ہے وہ اسکو غرق کر کے ہلاک کر دیتا ہے اور جو دنیا دل سے باہر ہو اور خدا کے راہ میں خرچ کیجاوے اس سے رضامندی خدا کی حاصل ہوتی ہے۔ آگے جہد اور سعی اور کوشش کرنیکی تاکید فرماتے ہیں۔ کہ اے اہل طریقت کسب کر اور جہد اور کوشش بموجب توفیق اپنی کے کر تاکہ تجھے راز علم لدنی کا حاصل ہو جاوے کیونکہ یہ راز بغیر جہاد کرنیکے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام باوجود پیغمبر اولوالعزم ہونیکے تعلیم علم باطن کیلئے بقصد سفر اختیار فرمایا تھا۔ جیسے سورت کہف میں انکا ذکر فرمایا گیا ہے۔ القصہ شیر نے بہت مثالیں تمام شکاروں کو دیکر جہد اور کوشش کی ترجیح توکل پر دی جس سے انہوں نے جہد کو تسلیم کر لیا لومڑی اور خرگوش اور گیدڑ اور ہرن نے جب مقام جبری کو چھوڑ دیا اور توکل پر جہد کو مقدم رکھا اسوقت شیر سے یہ اقرار کیا کہ ہم تیرا وظیفہ ہر روز کا وقت مقرر پر ہوتے رہینگے۔ ہمارے اقرار میں کسی قسم کا نقص نہ ہوگا تمام شکار آپس میں جمع ہو کر یہ اتفاق کیا کہ ہم ہر روز قرعہ اندازی سے شیر کا شکار ہونگے۔ چنانچہ ہر روز جسکے نام پر قرعہ ہوتا وہ خود بخود شیر کے آگے آگے جاتا تھا آخر الامر جب قرعہ خرگوش کے نام پر نکلا تو اسنے فریاد کی اور کہا کہ مجھ پر ظلم ہو رہا ہے۔ تمام شکاروں نے کہا کہ اے خرگوش ہم تمام رات سے اپنے عہد میں ثابت قدم رہے ہیں تو ہم کو بدنام نہ کر شیر کے پاس جلدی جا تاکہ شیر ہم پر ناراض نہو جاوے خرگوش نے کہا کہ اے یاروں مجھے مہلت دو تاکہ میرے مکر سے تمام بلاشیر سے بیخوف ہو جاؤگے

خلاصتہ المقصود:- انسان مثال شیر کے ہے اور جنگل عالم دنیا کا ہے۔ اور خرگوش نفس ہے۔ انسان بوجہ خلافت خدا تمام مخلوق پر فضیلت رکھتا ہے اور تمام جنگل دنیا انسان کا شکار ہے اور انسان کے جسم کیلئے جسمانی غذا اور روح کیلئے روحانی غذا مثل عبادات اور اعمال صالحہ وظیفہ ہر روز کا مقرر کیا ہے

تمام شکار اعمال صالحہ اور عبادات وجودی ہمیشہ روح کے خوف میں مبتلا ہیں کیونکہ اس جنگل کا بادشاہ روح ہے۔ اور بادشاہ سے ہمیشہ رعایا کو خوف ہوتا ہے۔ آگے شیر کو چاہ میں ڈالنے کے لئے خرگوش کا مکر کرنے کا ذکر ہے :۔

مکر کرنا خرگوش کا شیر کو چاہ میں ڈالنے کے لئے

قوم گفتندش کہ ای خر گوش دار ۔۔۔ خویش را اندازۂ خرگوش دار!!

ترجمہ :۔ قوم نے کہا کہ اے گدھے کان رکھ اور آپ کو اندازہ خرگوش میں رکھ

گفت ای یاراں حقم الہام داد ۔۔۔ مر ضعیفے را قوی رائے فتادے

ترجمہ :۔ خرگوش نے کہا کہ اے یارو خدا نے مجھے الہام دیا ہے مجھ جیسے ضعیف کو رائے قوی دی

آدم خاکی ز حق آموخت علم ۔۔۔ تا بہ ہفتم آسمان افروخت علم

ترجمہ :۔ آدم خاکی نے خدا سے علم سیکھا ساتوں آسمانوں تک اپنے علم کو روشن کر دیا

نام ناموس ملک را در شکست ۔۔۔ کوری آنکس کہ با حق در شکست

ترجمہ :۔ نام ناموس فرشتوں کو توڑ دیا اندھا ہے وہ جس نے خدا کے کام میں شک کیا

گر بصورت آدمی انساں بدے ۔۔۔ احمد و بوجہل خود یکساں بدے

ترجمہ :۔ اگر صورت ظاہر سے انسان ہوتا تو رسول صلعم اور ابوجہل صورت میں ایک جیسے تھے

احمد و بوجہل در بتخانہ رفت ۔۔۔ زیں شدن تا آں شدن فرقیست رفت

ترجمہ :۔ رسول علیہ السلام اور ابوجہل بتخانہ میں گئے رسول اور ابوجہل کے جانے میں کسقدر فرق رہا ہے

این در آید سر نہد ایں را بتاں ۔۔۔ واں در آید سر نہد چوں امتاں

ترجمہ :۔ رسول علیہ السلام کو تمام بت سجدہ کریں گے اور ابوجہل بتوں کو سجدہ کرے گا :۔

ایں سخن پایاں ندارد گوش دار ۔۔۔ گوش سوئے قصۂ خرگوش دار

ترجمہ: اس سخن کا انتہا نہیں ہے۔ اب قصہ خرگوش کیطرف کان رکھ
گوش خر بفروش دیگر گوش خر | ایں سخن را در نیابد گوش خر
ترجمہ: کان گدھے کے فروخت کر کے دوسرے کان خرید کر کیونکہ گدھے کے کان اس سخن کو نہیں سنتے
رد تو روبہ بازی خرگوش بیں | مکر شیر انداز خرگوش بیں
ترجمہ: جا اور فریب بازی خرگوش کی دیکھ مکر شیر پکڑنے خرگوش کو دیکھ
بعد ازاں گفتند کاے خرگوش چیست | در بیان گو آنچہ در ادراک تست
ترجمہ: بعد اسکے تمام شکاروں نے کہا کہ جو تدبیر تیرے خیال میں ہے بیان کر
گفت ہر رازے نشاید باز گفت | جفت طاق آید گہے گہ طاق جفت
ترجمہ: خرگوش نے کہا کہ ازبیان نہ کرنا چاہیے کیونکہ کبھی جفت کا طاق اور طاق جفت ہو جاتا ہے
حاصل آں خرگوش رائے خود نگفت | مکر اندیشید با خود طاق جفت
ترجمہ: خرگوش نے اپنی رائے بیان نہ کی جو کچھ تھا اپنے آپ میں مکر کر لیا
ساعتے تاخیر شد اندر شدن | بعد ازاں شد پیش شیر پنجہ زن
ترجمہ: ایک ساعت خرگوش نے تاخیر کی بعد اسکے شیر کے آگے گیا
واں سبب کاندر شدن او ماند دیر | خاک را میکند و می غرید شیر
ترجمہ: دیر کرنے خرگوش کے سبب سے شیر چلاتا تھا۔ اور خاک اڑاتا تھا
میگفت از ستیزی زخشم | کز رہ گوشم عدو بربست چشم
ترجمہ: شیر نے غصہ ناک ہو کر کہا کہ کان کے راہ سے دشمن نے میری آنکھ بند کر لی ہے
منکہ گاواں را زہم بدریدہ ام ! | منکہ گوش شیر نر مالیدہ ام !
ترجمہ: میں نے گائے کو مار کر کھایا ہے اور شیر نر کے کان کی مالش کی ہے
نیم خرگوش چہ باشد کو چنیں | امر ما را افگند او بر زمیں
ترجمہ: اس نے خرگوش کیا ہے جو میرے حکم کو زمین پر ڈالے

شرح:- خرگوش کو قوم نے کہا کہ اے گدھے کان رکھ اور آپکو اندازہ خرگوش میں رکھ یعنی حیثیت سے بڑھ کر کلام نہ کر کیونکہ شیر کے ساتھ خرگوش کا مقابلہ کیسے ہو سکتا ہے خرگوش نے کہا کہ اے یارو خدا تعالے نے مجھے الہام دیا ہے اور مجھ ضعیف کو رائے قوی عطا فرمائی ہے یعنی خدا تعالے کی توفیق مجھ میں ہے اور خدا کی توفیق تمام چیز پر غالب ہے آدم خاکی نے خدا تعالے سے علم سیکھا ساتوں آسمانوں تک اپنے علم کو روشن کیا نام ناموس فرشتوں کو توڑ دیا اندھا ہے وہ جسنے خدا تعالے کے کام میں شک کیا ہے یعنی آدم میں تعلیم خدا کی توفیق تھی جسنے فرشتوں کو لاعلم کر دیا اور کام خدا پر شک کرنیوالا ابلیس ہے جو ظاہری صورت دیکھنے والا ہے۔ انسان کی کمالیت علم سے ہے صورت سے نہیں اگر صورت ظاہری سے انسان ہو جاتا تو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل ایک جیسے ہوتے کیونکہ صورت ظاہری میں تو ایک جیسے تھے جناب رسول علیہ السلام اور ابوجہل بتخانہ میں گئے رسول علیہ السلام اور ابوجہل کے جانے میں کسقدر فرق ہے رسول علیہ السلام اگر بتخانہ میں جاویں تو تمام بت آپکو سجدہ کرینگے اور ابوجہل بتخانہ میں جاکر بتوں کو سجدہ کریگا۔ اس سخن کا انتہا نہیں۔

اب قصہ خرگوش کیطرف کان رکھ مگر سننے کے لئے کان دوسرے کی ضرورت ہے کان گدھے کے فروخت کر دے اور دوسرے کان خرید کر کیونکہ اس سخن کو گدھے کے کان نہیں سن سکتے مگر شیر پکڑنے والے خرگوش کو دیکھ اس کے بعد تمام شکاری بولے کہ اے خرگوش صاحب فہم جو کچھ تو نے سوچا ہے وہ بیان کر یعنی شیر پر غالب ہونیکی جو تدبیر تیرے خیال میں ہے ہمکو بیان کر خرگوش نے کہا کہ راز کا بیان کرنا نہ چاہئے کیونکہ کبھی جفت کا طاق اور طاق کا جفت ہو جاتا ہے آخر الامر خرگوش نے اپنی رائے کسی کو بیان نہ کی اور جو کچھ تھا اپنے آپ میں فکر کر لیا ایک ساعت خرگوش نے فکر کرنے میں تاخیر کی بعد اسکے شیر کے آگے گیا دیر کرنے سے خرگوش کے شیر چلاتا تھا اور خاک اڑاتا تھا شیر نے غصہ ناک ہو کر خرگوش کو کہا کہ واہ سے دشمن نے میری آنکھ بند کر لی ہے میں نے بہت گائے کو مار کر کھایا ہے اور شیر نر کے کان کی مالش کی

ہے۔ اُس نے اخر گوش کیا ہے جو میرے حکم کو زمین پر ڈالے ؛

خلاصۃ المقصود۔ مولانا کی کلام سے ہر ایک شخص اپنی فہمید کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے اس مثال شیر اور خرگوش میں ایک معنی عوام لنا اس کے نزدیک شیر سے مراد روح ہے اور خرگوش سے نفس ہے شیر روح کو مکر خرگوش نفس نے اپنے عکس کو چاہ دنیا میں صورت غیر سے دکھا کر حسد سے چاہ میں ڈال دیا ہے اور توحید سے محروم کر دیا ہے اور دوسرے معنے شیر سے مراد پیراں ریاکار ہیں جو آپکو شیر خدا ہونے سے نسبت کرتے ہیں اور توکل چھوڑ کر کسب دنیا سے فقر کو مکر بنایا ہوا ہے۔ اور اہل دنیا کو شکار کرنے سے اپنا وظیفہ مقرر کیا ہوا ہے انکو خرگوش نفس نے چاہ میں ڈال دیا ہے اور ہدایت سے محروم کر دیا ہے تیسرے معنے شیر سے مراد نفس ہے اور خرگوش مطالعہ سوت ہر مد کا ہے شیر نفس نے تمام عبادات اور اعمال صالحہ اور اشغال اوراد کا شکار کر لیا ہے اور خرگوش مطالعہ سوت ہر مد شیر نفس کو اپنی صورت چاہ شیشہ دل میں دکھانے سے سالک کی تمام ہستی فنا کر دیتا ہے اور تمام شکار اعمال صالحہ کو خوف شیر نفس سے بیخوف کر دیتا ہے مگر یہ معنے صاحب حال کیواسطے ہے اور بغیر صحبت اور تلقین مرشد کامل کے سمجھ میں نہیں آ سکتا

معافی طلب کرنا خرگوش کا اور مکر سے شیر کو چاہ میں ڈالنا

گفت خرگوش الامان عذریم ہست ۔۔۔ گر دہد عفو خداوندیت دست

ترجمہ :۔ کہا خرگوش نے میرا عذر ہے اگر قصور معاف کریں تو میں معذوری بیان کر دوں

گفت چہ عذر داری قصور ابلہاں ۔۔۔ ایں زماں آئید در پیش شہاں

ترجمہ :۔ شیر نے کہا اے احمق میری بارگاہ میں آنے والا عذر بیان کر :

من بوقت چاشت در راہ آمدم ۔۔۔ بار فیق خود بسوئے شہ آمدم

ترجمہ :۔ اے بادشاہ میں صبح کے وقت اپنے رفیق کے ساتھ آپکے پاس آ رہا تھا :

شیر اندر راہ قصد بندہ کرد　　　قصد ہر دو بندۂ آئندہ کرد

ترجمہ:۔ رستہ میں ایک شیر نے ہم دونوں تیرے غلام آنیوالوں کو پکڑنے کی قصد کی ٭

گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم　　　خواجہ تاشان ما آں درگہیم

ترجمہ:۔ میں نے اس شیر کو کہا کہ ہم دونوں غلام اسی درگاہ کے ہیں ٭

شیر عکس خویش دید از آب تفت　　　شکل شیر و در برش خرگوش رفت

ترجمہ:۔ شیر نے اپنے عکس کو پانی میں دیکھا کہ شکل شیر کی ہے اور بغل میں خرگوش ہے

چونکہ خصم خویش را در آب دید　　　مر ورا بگذاشت اندر چاہ دوید

ترجمہ:۔ جب اپنے دشمن کو شیر نے چاہ میں دیکھا خرگوش کو چھوڑ کر چاہ میں چھال ماردی

شیر خود را دید در چاہ از غلو　　　خویش را نشناخت آندم از عدو

ترجمہ:۔ شیر نے آپکو دیکھا چاہ میں اور حسد سے اپنے آپ کی شناخت نہ کی

عکس خود را او عدو خویش دید　　　لاجرم بر خویش شمشیرے کشید

ترجمہ:۔ اپنے عکس کو شیر نے دشمن دیکھا اور اپنے آپ پر تلوار کھینچی

ای بسا ظلمے کہ بینی در کساں　　　خوئے تو باشد در ایشاں ای فلاں

ترجمہ:۔ جو تو بہت ظلم آدمیوں سے دیکھتا ہے ان میں سب تیرا عکس ہے

چوں بقعر خوئ خود اندر رسی!　　　پس بدانی کز تو بود آں ناکسی

ترجمہ:۔ جب حقیقت اپنی کو پہنچ جاوے گا۔ تو تجھے معلوم ہوگا کہ سب نالائقی تیری ہے

مومناں آئینہ یکدیگر اند!!　　　ایں خبر را از پیمبر آوردند

ترجمہ:۔ مومن ایک دوسرے کا آئینہ ہوتا ہے۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے

شیر را خرگوش در زنداں نشاند　　　ننگ شیری کو ز خرگوشی بماند

ترجمہ:۔ شیر کو خرگوش نے قید کر دیا شیر کو نہایت شرم ہے

در چنیں ننگے و آنگہ ای عجب　　　فخر دیں خواہی کہ گویندت لقب

ترجمہ:۔ ایسے ترس کیلئے نہایت تعجب ہے کہ خرگوش قیدی اپنا لقب فخرِ دین بنانا چاہتا ہے۔

ای تو شیری در تگ این چاہ فرد　　نفس چون خرگوش خونت ریخت خورد

ترجمہ:۔ تو شیر کی مثال ہے چاہ دنیا میں پڑا ہوا ہے اور خرگوش نفس تیرا خون کھا رہا ہے۔

نفس خرگوشت بصحرا در چرا　　تو بقعر این چہ وچون و چرا

ترجمہ:۔ خرگوش نفس چراگاہ جنگل دنیا میں ہے۔ اور تو قعر چاہ میں گرفتار ہے۔

سوئے نخچیران دوید آن شیر گیر　　کابشروا یا قوم اذ جاء البشیر

ترجمہ:۔ تمام شکاروں کو خرگوش نے دوڑ کر خوشخبری دی کہ اے قوم خوشخبری دینے والا آگیا۔

مژدہ مژدہ کز قضا ظالم بچاہ　　اوفتاد از عدل و لطف بادشاہ

ترجمہ:۔ خوشخبری ہو کہ قضا الہٰی سے ظالم چاہ میں گرا ہے یہ فضل بادشاہ سے ہوا ہے

جمع گشتند آن زمان جملہ وحوش　　شاد و خندان از طرب و ز ذوق جوش

ترجمہ:۔ تمام شکار جمع ہوئے اور نہایت خوش ہوئے

حلقہ کردند او چون شمع در میان　　سجدہ کردندش ہمہ صحرائیان

ترجمہ:۔ تمام شکاروں نے خرگوش کے گرد مع ہو شمع کی طرح حلقہ باندھا اور سجدہ کیا۔

تو فرشتہ آسمانی یا پری　　یا تو عزرائیل شیران نری

ترجمہ:۔ تو فرشتہ آسماں کا ہے یا پری یا عزرائیل شیران نر کا ہے۔

باز گو تا قصہ درمانہا شود!　　باز گو تا مرہم جانہا شود!

ترجمہ:۔ ہمکو قصہ سنا تاکہ ہماری مرض کا دوا ہو۔ اور مرہم دردِ جاں کی ہو۔

باز گو تا چون نسگالیدی بمکر　　آن عوان را چون بمالیدی مکر

ترجمہ:۔ ہم کو سنا کس طرح یہ مکر سوچا ہے اور اس شیر کو کس طرح مارا ہے

گفت تائید خدا بود ای مہان　　ورنہ خرگوش چہ باشد در جہان

ترجمہ:۔ خرگوش نے کہا کہ سب تائید خدا سے ہوا ہے ورنہ خرگوش کی کیا طاقت ہے

قوتم بخشید و دل را نور داد ! ! !   نور دل مر دست پا را زور داد

ترجمہ:۔ خدائے تعالےٰ نے مجھے قوت بخشی ہے۔ اور دل میں نور رکھا ہے جس سے ہاتھ پاؤں کو زور ہے

ای شہان کشتیم ما خصم برون   ماند خصمے زان بتر در اندرون

ترجمہ:۔ خرگوش نے کہا کہ اے یار دشمن ظاہری کو تو مارا ہے۔ دشمن باطنی کو مارنا مشکل ہے۔

کشتن این کار عقل و ہوش نیست   شیر باطن سخرہ خرگوش نیست

ترجمہ:۔ دشمن باطنی کو مارنا عقل کا کام نہیں شیر باطن شکار خرگوش کا نہیں ہو سکتا۔

دوزخ ست این نفس دوزخ اژدہا ست   کو بدریاہا نگردد کم و کاست

ترجمہ:۔ نفس دوزخ ہے بلکہ اژدہا دوزخ کا ہے۔ اس کی آگ دریا سے سرد نہیں ہو سکتی

عالمے را لقمہ کردہ در کشید   معدہ اش نعرہ زنان ہل من مزید

ترجمہ:۔ تمام جہاں کو ایک لقمہ کر کے نعرہ ہل من مزید کا مار یگی ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

حق قدم بر وے نہد از لامکان   انگہ او ساکن شود از کن فکان

ترجمہ:۔ خدا تعالےٰ دوزخ پر اپنا قدم رکھیگا۔ تب دوزخ سرد ہوگی ❊

چونکہ جزوے دوزخ ست این نفس ما   طبع کل دارد ہمیشہ جزو ہا

ترجمہ:۔ جب ہمارا نفس جزو دوزخ کا ہے۔ تو ہمیشہ جزو کل کی خاصیت رکھتی ہے

سہل شیری دان کہ صفہا بشکند   شیر آنست آنکہ خود را بشکند

ترجمہ:۔ شیر وہ آسان ہے۔ جو صف کو توڑے اور شیر کامل وہ ہے۔ جو آپ کو توڑے

شرح:۔ خرگوش نے کہا الامان میرا عذر ہے۔ اگر قصور معاف ہو اور اجازت ہو تو میں اپنی معذوری بیان کرتا ہوں شیر نے کہا اے احمق پر قصور بیہودہ میری بارگاہ میں آنیوالا اپنا عذر بیان کر خرگوش نے کہا اے بادشاہ میں صبح کے وقت رستہ میں اپنے رفیق کے ساتھ آپ کی خدمت میں آرہا تھا۔ راستہ میں ایک شیر نے ہم دونوں تبر سے غلاموں کو پکڑنے کی قصد کی میں نے اس شیر کو کہا۔ کہ ہم دونوں غلام اوس درگاہ کے ہیں ہم کو چھوڑ

تاکہ اپنے بادشاہ کی خدمت میں جانیکو دیر نہ ہو۔ اے بادشاہ وہ شیر آپکے حق میں بہت کچھ برا کہتا تھا۔ اور آپکا سخت مخالف اور دشمن تھا۔ اور وہ کہتا کہ میرے سوا کوئی دوسرا بادشاہ نہیں اس جنگل کا مالک میں ہوں اس شیر نے میرے بھائی کو پکڑ لیا اور مجھکو اسلئے چھوڑا ہے کہ اگر کوئی دوسرا بادشاہ ہے۔ تو میرے پاس لے آؤ خرگوش نے کہا۔ کہ اے بادشاہ دوسرے شیر سے ہمیں چھڑا دے تاکہ ہم تمام شکار تیرے مقرر وقت پر حاضر ہوتے رہیں شیر نے جب قصہ خرگوش سے سنا تو جلدی سے خرگوش کو ہمراہ لے کر دوسرے شیر کے مارنے کیواسطے روانہ ہوا آخرالامر شیر اور خرگوش جنگل میں چلتے چلتے ایک چاہ کے قریب پہنچے اسوقت خرگوش ٹھہر گیا شیر نے کہا اے خرگوش آگے چل خرگوش نے کہا کہ شیر اسی چاہ میں بیٹھا ہے۔ اب میری طاقت آگے جانیکی نہیں رہی شیر نے کہا کہ تو جھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ خرگوش نے کہا کہ اے بادشاہ مجھے اپنی بغل میں کر لے تاکہ میں آپکو شیر دکھاؤں شیر نے خرگوش کو بغل میں لے لیا اور چاہ میں دیکھا تو پانی چاہ میں عکس شیر اور خرگوش بغل میں لئے ہوئے نظر آیا۔ خرگوش نے کہا کہ اے بادشاہ دیکھو وہ شیر بغل میں خرگوش لئے ہوئے بیٹھا ہے۔ شیر نے اپنے عکس کو پانی میں دیکھا۔ کہ شکل شیر کی ہے اور بغل میں خرگوش لیا ہوا ہے۔ خرگوش کو چھوڑ دیا اور چاہ میں چھال ماردی شیر نے آپکو دیکھا چاہ میں اور حسد سے اپنے آپ کی شناخت نہ کی اپنے عکس کو شیر نے دشمن دیکھا اور اپنے آپ پر تلوار کھینچی جو تو بہت ظالم آدمیوں سے دیکھتا ہے ان میں سب عکس تیرا ہے۔ جب اتہا حقیقت اپنی کو پہنچ جاویگا۔ تو تجھے معلوم ہو جاویگا کہ یہ سب نالائقی تیری ہے۔ مومن ایک دوسرے کا آئینہ ہیں۔ رسول علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآتُ الْمُؤْمِنِ ۔ ترجمہ:۔ مومن آئینہ مومن کا ہے مگر مومن کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا شیر کو خرگوش نے چاہ میں قید کر دیا اُس شیر کیلئے نہایت شرم ہے جسکو خرگوش قید کر دے ایسے شرم کیلئے نہایت تعجب ہے کہ خرگوش کا قیدی اپنا

لقب فخر دیں بنانا چاہتا ہے۔ تو شیر کی مثال چاہ دنیا میں پڑا ہوا ہے۔ خرگوش نفس
تیرا خون کھا رہا ہے۔ خرگوش نفس چراگاہ جنگل دنیا میں ہے۔ اور یہ تو قصر چاہ دنیا میں
چوں و چرا میں گرفتار ہے۔ تمام شکاروں کی طرف شیر پکڑا ہوا خرگوش دوڑا اور کہا
کہ خوشخبری ہو اے قوم جو قضائے الٰہی سے ظالم چاہ میں گرا ہے مگر یہ فضل اور مہربانی بادشاہ
سے ہوا ہے یعنی یہ مقام توجہ پیر کامل سے حاصل ہوا ہے کیونکہ بجز تلقین اور توجہ پیر کامل
کے یہ مقام کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا تمام شکار جمع ہوئے اور نہایت خوش ہوئے یعنی تمام
اعمال صالحہ جب خوف شیر نفس سے رہائی حاصل کی اسوقت نہایت خوشی کی تمام شکار گرد
گرد خرگوش کے جمع ہو کر شمع کی طرح حلقہ باندھا اور سجدہ کیا اور کہا کہ تو فرشتہ آسمان کا ہے
یا پری ہے یا تو عزرائیل شیران نر کا ہے ہمکو قصہ سنا تاکہ ہماری مرض کا دوا ہو جاوے اور مرہم
درد جان کی ہو تیرے کس طرح یہ مکر سوچا ہے۔ اور اس شیر جوان سرکش کو کیسے مارا ہے خرگوش
کی کیا طاقت ہے خدا تعالےٰ نے مجھے قوت بخشی ہے اور دل میں نور رکھا ہے۔ اور نور
دل سے ہاتھ پاؤں کو زور حاصل ہوا ہے۔ خرگوش کہتا ہے۔ کہ اے یارو میں نے دشمن ظاہر کو تو
مارا ہے۔ دشمن باطنی کو مارنا نہایت مشکل ہے۔ دشمن باطنی کا مارنا کام عقل اور ہوش کا نہیں ہے
کیونکہ شیر باطنی شکار خرگوش کا نہیں ہو سکتا یعنی پیران ریاکار شیر ظاہری شکار نفس کے ہیں۔
اور شیر باطنی اولیاء اللہ کامل شکار نفس کے ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ وہ نفس کا شکار کرتے ہیں۔
اور نفس کا شکار نہایت مشکل ہے چنانچہ رسول علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قَدْ رَجَعْنَا
مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔ ترجمہ:۔ لوٹتے ہیں ہم جہاد اصغر سے
جہاد اکبر کی طرف حضور علیہ السلام جہاد کفار کو جہاد اصغر فرماتے تھے۔ اور نفس کے مقابلہ
جہاد اکبر فرماتے تھے جہاد کفار سے شہید اصغر اور جہاد نفس سے شہید اکبر فرمایا ہے نفس
دوزخ ہے بلکہ اژدہا دوزخ کا ہے۔ جو اسکی آگ دریا سے ہرگز سرد نہیں ہو سکتی تمام جہاں
کو ایک لقمہ کرکے نعرہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کا ماریگی یعنی دوزخ کی آگ تمام جہاں کو اور پتھروں کو کھا کر

فریاد کریگی کہ اے خدا تعالےٰ میرا غذا زیادہ کر میری بھوک پوری نہیں ہوئی اسوقت خدا تعالےٰ کا امر ہوگا کہ اے دوزخ ٹھر جا اور خدا تعالےٰ اپنا قدم دوزخ میں رکھیگا اسوقت دوزخ سرد ہو جاویگی جب ہمارا نفس جزو دوزخ کی ہے۔ تو ہمیشہ جز کل کی خاصیت رکھتی ہے شیر وہ آسان ہے جو صف کو توڑے اور شیر کامل وہ ہے جو آپکو توڑے ؛

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا کا مقصود شیر سے انسان ہے اور خرگوش سے نفس ہے چاہ دنیا میں جب انسان اپنی بغل میں خرگوش نفس کو لیکر دیکھتا ہے۔ تو عکس اپنے کو صورت غیر کی دیکھنے سے تمام مخالف نظر آتے ہیں۔ اور تمام عمر جنگ اور جدال کرنے کیلئے چاہ دنیا میں انسان گرفتار ہو جاتا ہے اور نفس چراگاہ دنیا میں خوش ہوتا ہے۔ اور انسان اپنے آپ دیکھنے سے محروم ہوجاتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے آپ دیکھنے کی کوشش کرے اور مخلوقات کیطرف خیال ہرگز نہ کرے تاکہ مکر خرگوش سے نجات حاصل ہو مولانا اسجگہ پیران ریاکار کیطرف مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ دعوائے شیر خدا بننے کا کرتے ہیں۔ اور خود چاہ دنیا میں مکر خرگوش نفس سے گرفتار ہیں۔ انکو شرم نہیں آتا کہ آپکو لقب فخر دین یعنی اولیا اللہ کا دیا چاہتے ہیں

فائدہ:۔ جاننا چاہئے کہ سالک کو طریقت میں جہاد نفس کیواسطے تصور شیخ سے کوئی عمل زیادہ نہیں ہے۔ کیونکہ شیخ رابطہ حق کا ہوتا ہے۔ اور اسکی تمام توفیق خدا تعالےٰ کی توفیق ہوتی ہے۔ اور توفیق خدا کی تمام چیز پر غالب ہے جہاد کفار کا آسان ہے اور جہاد نفس کا کرنا مشکل ہے آگے مثال جہاد نفس حضرت امیر عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے ؛

حضرت امیر عمرؓ کی خدمت میں قاصد روم کا حاضر ہونا اور فیض صحبت کا حاصل کرنا

در بیان این شنو یک قصہ — تا بری از سر گفتم حصہ

ترجمہ:۔ اس بیان میں ایک قصہ سن تا کہ تجھے راز میری کلام سے حصہ حاصل ہو۔

برعمرؓ آمد ز قیصر یک رسول　　در مدینہ از بیابان نغول

ترجمہ:۔ حضرت امیر عمرؓ کے پاس قیصر روم سے مدینہ میں جنگل سے ایک قاصد آیا

گفت کو قصر خلیفہ ای حشم　　کہ من اسپ و رخت را آنجا کشم

ترجمہ:۔ قاصد روم نے کہا اے مدینہ والو امیر عمرؓ کی کچہری کہاں ہے تا کہ میں اسباب اتاروں

قوم گفتندش کہ او را قصر نیست　　مر عمرؓ را قصر جاں روشنیست

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا کہ امیر عمرؓ کا محل دنیا میں نہیں محل باطن میں روشن ہے

گرچہ از میری ورا آوازہ ایست　　ہمچوں درویشاں مر او را کازہ ایست

ترجمہ:۔ اگر دنیا میں آپکی امیری کا آوازہ ہے مگر درویشی بھی کمال ہے۔

ای برادر چوں بہ بینی قصر او　　چونکہ در چشم دلت رستست مو

ترجمہ:۔ اے دوستان خدا کا قصر تو کیسے دیکھ سکتا ہے تیری آنکھ دل میں بال اگا ہوا ہے

چشم دل از موئ علت پاک دار　　وانگہاں دیدار قصرش چشم دار

ترجمہ:۔ آنکھ دل سے بال غیریت کا نکال دے پھر قصر دوستان خدا کا دیکھ

چوں محمدؐ پاک شد ازیں نار و دود　　ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود

ترجمہ:۔ جب رسول علیہ السلام کی آنکھ نار دود ماسوای اللہ سے پاک ہو گی ہر طرف منہ خدا کا دیکھتے تھے

چوں رفیقی وسوسہ بدخواہ را　　کے بہ بینی تم وجہ اللہ را

ترجمہ:۔ جب وسواس خطرات ماسوائے اللہ کے تیرے رفیق ہیں تو کسطرح جلوہ حق دیکھ سکتا ہے

ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب　　او ز ہر ذرہ بہ بیند آفتاب

ترجمہ:۔ جس کا سینہ روشن ہو گیا وہ ہر ذرہ سے جلوہ حق کا دیکھ سکتا ہے۔

آدمی دیدست باقی پوستست　　دید آنست آنکہ دید دوست ست

ترجمہ:۔ آدمی دید کا نام ہے باقی پوست ہے، دیدہ وہ کہ دوست کو دیکھے

چوں رسول روم ایں الفاظ تر ! ! در سماع آوردہ شد مشتاق تر ! !

ترجمہ :- جب قاصد روم نے یہ الفاظ سنے اُس کو عشق حضرت عمرؓ کا پیدا ہوا

دیدہ را بر جستن عمر گذاشت رخت را و اسپ را ضائع گذاشت

ترجمہ :- قاصد روم کی آنکھ تلاش حضرت عمرؓ میں لگی گھوڑا اور اسباب کو چھوڑ دیا

جست او را تا بش تابندہ بود لاجرم جوئندہ یابندہ بود

ترجمہ :- حضرت امیر عمرؓ کی قاصد نے تلاش کی تاکہ دل سے بندہ نے تلاش کر نیوالا ضرور پاتا ہے

دید اعرابی زنے او را دخیل گفت عمرؓ اینک بزیر آں نخیل

ترجمہ :- ایک عورت اعرابی نے قاصد کو کہا کہ حضرت عمرؓ نیچے نخل کے سوئے ہوئے ہیں

آمد آنجا او ز دور او ایستاد مر عمرؓ را دید در لرزہ فتاد

ترجمہ :- قاصد آیا اور حضرت عمرؓ کو زمین پر سوئے ہوئے دیکھکر کانپنے لگا۔

گفت با خود من شہاں را دیدہ ام پیش سلطاناں خوش بگزیدہ ام

ترجمہ :- قاصد نے آپکو کہا کہ میں نے بادشاہوں کو دیکھا اور خدمت میں رہا ہوں نہ

بے صلاح ایں مرد خفتہ بر زمین من بہ ہفت اندام لرزاں چیست ایں

ترجمہ :- بغیر ہتھیار یہ مرد زمین پر سویا ہوا ہے۔ اور میرا تمام بدن کانپتا ہے نہ

ہیبت حق ست ایں از خلق نیست ہیبت آں مرد صاحب دلق نیست

ترجمہ :- قاصد نے سوچا یہ ہیبت خدا کی ہے اس مرد گودڑی والے کی نہیں نہ

اندریں فکرت بحرمت دست بست بعد یکساعت عمر از خواب جست

ترجمہ :- اس فکر میں قاصد تعظیم کیلئے دست بستہ بیٹھ گیا ایک ساعت کے بعد امیر عمرؓ بیدار ہوئے

کرد خدمت مر عمرؓ را و سلام گفت پیغمبرؐ سلام آنگہ کلام

ترجمہ :- امیر عمرؓ کو قاصد نے سلام کیا جیسے رسولؐ نے فرمایا ہے پہلے سلام کر دو پھر کلام

پس علیکش گفت او را پیش خواند ایمنش کرد و نزد خود نشاند !

ترجمہ :- امیر عمرؓ نے قاصد کو وعلیکم السلام فرمایا اور اپنے پاس بلا کر بے خوف کیا

لاتخافو ہست نزل خائفاں ہست درخور از برائے خائفاں

ترجمہ:۔ مت خوف کرو مہمانی خدا کی ہے۔ خوف کرنے والوں کیواسطے۔

آنکہ خوفش نیست چوں گوئی مترس درس چہ دہی نیست او محتاج درس

ترجمہ: جسکو خوف نہ ہو اسکو بے خوف ہونا کسطرح کہا جاتا ہے اور کس طرح دیا جاتا ہے

بعد ازاں گفتش سخنہائے دقیق وز صفات پاک حق نعم الرفیق

ترجمہ:۔ بعد اس کے حضرت عمرؓ نے قاصد کو اسرار باطنی کی تعلیم فرمائی ہے

چوں عمرؓ اغیار رو را یار یافت جان او را طالب اسرار یافت

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ نے اغیار کو یار پایا اور جاں اسکی طالب اسرار کی پائی

دید آں مرشد کہ او ارشاد داشت تخم پاک اندر زمین پاک داشت

ترجمہ:۔ دیکھا مرشد نے کہ صاحب ارشاد ہے تخم پاک زمین پاک میں رکھدیا

گر نخواہی کز تردد ہوش جاں کم فشار ایں پنبہ اندر گوش جاں

ترجمہ: اگر تردد سے چاہتا ہے۔ کہ ہوش جاں کا ہو جاوے تو کان سے روئی نکال دے

پنبۂ وسواس بیروں کن ز گوش تا بگوشت آید از گردوں خروش

ترجمہ:۔ روئی وسواس کی کان دل سے نکال تاکہ کان میں آواز الہٰی سنائی دے

تا کنی فہم آں معماش را تا کنی ادراک رمز فاش را

ترجمہ:۔ تاکہ تجھے اس معمہ سے فہم آجاوے اور تجھے ادراک رمز باطن کی حاصل ہو

پس محل وحی گردد گوش جاں وحی چہ بود گفتن از حس نہاں

ترجمہ:۔ مکان وحی کا کان دل کا ہے اور وحی کیا ہے جو کان دل میں کہا جاوے

گوش جان و چشم جان جز ایں حس ست گوش عقل و چشم ظن زاں مفلس ست

ترجمہ:۔ کان اور آنکھ دل کے سوائے حسن ظاہری کے ہے۔ اور کان اور آنکھ عقل کے بیخبر ہیں

بحث جان اندر مقام دیگر ست بادۂ جان را قوام دیگر ست

ترجمہ:۔ بحث روح کا مقام اور ہے۔ اور شراب روح کا قوام اور ہے۔

ایں سخن را نیست پایاں ای پسر   از رسول و روم برگو و ز عمرؓ

ترجمہ:۔ اس سخن کا انتہا نہیں قاصد روم اور حضرت عمرؓ کا قصہ بیان کر۔

از عمرؓ چوں آں رسول ایں را شنید   روشنی در دلش آمد پدید

ترجمہ:۔ جب حضرت عمرؓ سے قاصد نے کلام سنی اس کے دل میں روشنی پیدا ہوتی

محو شد پیشش سوال و ہم جواب   گشت فارغ از خطا و از ثواب

ترجمہ:۔ جب تمام سوال اور جواب اسکے آگے فنا ہو گئے اور خطا اور ثواب سے فارغ ہو گیا

سیل چوں آمد بدریا بحر گشت   دانہ چوں آمد بمزرع کشت گشت

ترجمہ:۔ سیل کا پانی دریا میں دریا ہو جاتا ہے اور دانہ کھیت میں کھیتی بن جاتا ہے

چوں تعلق یافت ناں با بو البشر   ناں مردہ زندہ گشت و با خبر

ترجمہ:۔ جب روٹی آدمی کے ساتھ تعلق کرتی ہے تو روٹی مردہ زندہ ہو جاتی ہے۔

ای خنک آں مرد کز خود رستہ شد   در وجود زندہ پیوستہ شد

ترجمہ:۔ وہ شخص خوش ہے جو اپنے آپ سے چھوٹ کر جسم زندہ سے جا ملا ہے

وائی آں زندہ کہ با مردہ نشست   مردہ گشت و زندگی از وے بجست

ترجمہ:۔ افسوس ہے اُس زندہ کیلئے جو مردہ کے ساتھ بیٹھا ہے زندگی اس سے جدا ہے

مرغ کو اندر قفس زندانی است   می نجوید رستن از نادانی است

ترجمہ:۔ جو مرغ پنجرے میں قیدی ہے رہائی کا طلبگار نہیں وہ احمق ہے

روحہائے کز قفس ہا رستہ اند   انبیاء رہبر شائستہ اند

ترجمہ:۔ روحوں نے پنجرے سے رہائی پائی ہے۔ وہ انبیا اور اولیا ہیں۔

از بروں آواز شاں آید بدیں   کہ رہ رستن ترا اینست و ایں

ترجمہ:۔ وہ روح مقید روحوں کو باہر سے آواز دیتے ہیں کہ قید سے چھوٹنے کا یہ طریقہ ہے

ما بدیں رستیم زیں تنگیں قفس   غیر ایں رہ نیست چارہ ایں قفس

ترجمہ:۔ ہم نے اس طرح پنجرہ سے رہائی حاصل کی ہے بغیر اسکے تمہاری رہائی نہیں ہو سکتی

خویش را رنجور سازد زار زار | تا ترا بیرون کنند از اشتہار

ترجمہ :- آپکو رنجور اور بیکار بنا دے تاکہ شہرت خلقت سے باہر ہو جاوے

کاشتہار خلق بند محکم ست | در رہ ایں از بند آہن کے کم است

ترجمہ :- شہرت خلقت کی سخت قید ہے۔ قید لوہا سے کم نہیں۔

یک حکایت بشنو ای زیبا رفیق | تا بدانی شرط ایں بحر عمیق

ترجمہ :- میرے دوستو ایک حکایت سنو تاکہ تمکو شرط دریا عمیق کی معلوم ہو جاوے۔

شرح :- اس بیان میں ایک قصہ سن تاکہ راز میری کلام سے تجھے حاصل ہو۔ یعنی قصہ حضرت امیر عمر رضی اللہ عنہ کا سنکر جیسا۔ اکیر خلاف نفس کا عمل سیکھے حضرت امیر عمرؓ کے زمانہ میں قیصر روم کے جنگل سے مدینہ میں ایک قاصد آیا قاصد روم نے پوچھا کہ مدینہ والو حضرت عمرؓ کا محل کچہری کہاں ہے تاکہ میں گھوڑا اور اسباب اس جگہ اُتاروں۔ مدینے والوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا کوئی محل کچہری کا ظاہر دنیا میں نہیں ہے۔ البتہ آپکا محل روح کا باطن میں ہے۔ اگرچہ دنیا میں آپکی امیری کا آوازہ ہے۔ مگر درویشوں کیطرح آپ کی چھپری گھاس کی ہے۔ اسی طرح تمام دوستان خدا کا روح مقام قرب الہیٰ میں ہوتا ہے۔ اور جسم دنیا میں مقام حقیر میں اہل دنیا کو دکھائی دیتا ہے۔ بغیر آنکھ دل کے ان کا مقام دیکھنا محال ہے۔ اے بھائی دوستان خدا کا قصر کو کیسے دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ تیری آنکھ دل میں بال اگا ہوا ہے۔ یعنی جس شخص کو آنکھ میں مرض پڑوال کی ہوتی ہے۔ اسکی آنکھ کی بصیرت کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح آنکھ دل کی بسبب بال غیریت پیدا ہونے کے بصیرت کم ہو گئی ہے۔ پہلے اس آنکھ کا علاج کرا وہ آنکھ دل سے بال غیریت کا نکال دے اور پھر قصر دوستان خدا کا دیکھ۔ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ نارود ماسوی اللہ سے پاک ہو گئی تھی تو جس طرف مونہہ پھیرتے تھے اسیطرف منہ خدا کا دکھائی دیتا تھا۔ اس طرح جسکی آنکھ ماسوی اللہ سے پاک ہو جاتی ہے۔ اسکو ہر طرف سے جلوہ حق کا دکھائی دیتا ہے۔ اور جس کی آنکھ میں مرض غیریت کی ہے۔ وہ جلوہ حق کا ہرگز نہیں دیکھ سکتا جب وسواسی خطرات ماسوی اللہ کے تیرے رفیق ہیں۔ تو جلوہ حق ہر طرف کا نہیں دیکھ سکتا۔

یعنے اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کا مقدار وہ ہے۔ جس کی آنکھ ماسوی اللہ سے پاک ہو جس کا سینہ روشن ہوگیا ہے۔ وہ ہر ذرہ سے جلوہ حق کا دیکھتا ہے۔ آدمی دیدہ کا نام ہے۔ باقی پوست ہے۔ دیدہ وہ ہے۔ جو دوست کو دیکھے اور جس کو دید دوست کی نہیں وہ اندھا ہے۔ یعنی انسان شیشہ خدا تعالےٰ کا ہے۔ جس انسان میں بصیرت خدا تعالےٰ کے دیکھنے کی اور جلوہ حق نمائی کا نہیں وہ انسان نہیں ہے صاحب بصارت ظاہری کو انسان نہیں کہا جاتا کیونکہ بصارت ظاہری حیوانوں کو بھی حاصل ہے۔ جب قاصد روم نے یہ الفاظ سنے اسکو عشق حضرت امیر عمرؓ کا پیدا ہوا یعنی قاصد نے جب حضرت عمر کی حالت مخالفت نفسی اور صاحبدل ہونے کا ذکر سنا تو عشق حضرت عمر میں دیوانہ ہو کر جستجو کرنی شروع کی قاصد روم کی آنکھ تلاش حضرت عمر میں لگی اور گھوڑا اور اسباب کو ضائع چھوڑ دیا یعنی عشق میں تمام تعلقات قطع کر دیئے حضرت امیر عمر کی قاصد نے تلاش کی تاکہ دل سے انکا بندہ بنے۔ ضرور جستجو کرنیوالہ پالیتا ہے۔ ایک عورت اعرابی نے قاصد کو دیکھکر کہا کہ حضرت عمرؓ نیچے نخل کے زمین پر سوئے ہوئے ہیں۔ قاصد اسجگہ پر آیا اور حضرت امیر عمر کو زمین پر سوئے ہوئے دیکھکر کانپنے لگا قاصد نے اپنے آپ کو کہا کہ میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے۔ اور بادشاہوں کی خدمت میں رہا ہوں بغیر ہتھیار کے یہ مرد سویا ہوا زمین پر ہے۔ اور میرا تمام بدن ہیبت سے کانپ رہا ہے۔ قاصد نے سوچا کہ یہ ہیبت خدا کی ہے۔ خلقت کی نہیں۔ یہ ہیبت اوس مرد گودڑی والے کی نہیں۔ اسی فکر میں قاصد تعظیم کے لئے بیٹھ گیا۔ اک ساعت کے بعد حضرت امیر عمرؓ خواب سے بیدار ہوئے حضرت عمرؓ کو قاصد نے سلام کیا اور پابوسی کی جیسے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ پہلے السلام علیکم کہو اور پھر کلام کرو حضرت عمرؓ نے قاصد کو وعلیکم السلام فرمایا اور اپنے آگے بلایا۔ اور خوف سے بیخوف کر کے اپنے پاس بیٹھایا جیسے مومنوں کو خدا تعالےٰ بیخوف ہونیکا حکم فرماتے ہیں۔ لَا تَخَافُوْا ترجمہ:۔ مت خوف کرو مہمانی خدا تعالےٰ کی ہے۔ خوف کرنے والوں کے واسطے جو لوگ خوف کرنے والے ہیں۔ انکو خدا تعالےٰ بیخوف ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ جس کو خوف نہ ہو اسکو بیخوف ہوتا کسطرح سے کہا جاتا ہے۔ اور درس کسطرح اوسکو دیا جاتا ہے۔ جو محتاج درس کا نہ ہو۔ قاصد روم نے عرض کیا کہ میرے پاس تین چیزیں

آپکے واسطے بطور تحفہ ہیں۔ ایک گھوڑا ہے۔ جو جنگ کیوقت مالک کی حفاظت کرتا ہے اور دشمن سے
بچالیتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ اہل نفس کے کام کا ہے دوسری کیا چیز ہے قاصد نے عرض کیا کہ
ایک باز ہے جو شکار کو پکڑ کر مالک کے پاس لے آتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بھی اہل ہوس کا کام
ہے تیسری کیا چیز ہے۔ قاصد نے عرض کیا کہ ایک شیشی زہر کی ہے۔ جو دشمن کو ایک قطرہ لگ
جائے تو دشمن ہلاک ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ ہمارے کا کام کی ہے۔ ایک دشمن
ہمارا ہے اس پر آزمائش کر لیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے زہر کی شیشی لے کر پی لی قاصد دیکھکر تعجب
ہوا کہ یہ زہر ہزاروں آدمیوں کے واسطے تھی آپؓ نے ایک گھونٹ کر کے پی لی قاصد خوف سے
کانپنے لگا۔ آپ نے تسلی دی بعد اسکے حضرت عمرؓ نے قاصد کو اسرار باطن کی تعلیم فرمانی شروع کی
اور صفات حق اور تصور شیخ کا مطالعہ فرمایا جب حضرت عمرؓ نے اعتبار کو یار پایا اور اس کی طالب
اسرار کی ہوئی دیکھا مرشد نے کہ صاحب ارشاد ہے تخم پاک زمین پاک میں رکھدیا یعنی حضرت
عمرؓ نے قاصد روم کو جب طالب صادق پایا۔ تو اس کی زمین دل میں تخم معرفت الہی کا ڈال دیا۔ اگر
تردد سے چاہتا ہے۔ کہ ہوش جان کا ہو جاوے تو کان دل سے روئی نکال دے تاکہ غیب سے کان
میں آواز الہی آسمان سے سنائی دے تاکہ تجھے اس ہمہ سے فہم آجاوے۔ اور تجھے اور اگر رمز
باطن کی حاصل ہو مکان وحی کان دل کا ہے اور وحی کیا ہے جو کان دل میں کہا جاوے کان دل
کے اور آنکھ دل کی سوائے حسن ظاہری کے ہے۔ کان اور آنکھ عقل کے اس سے بے خبر ہیں
یعنی حسن ظاہری اور ہے اور حسن باطنی اور ہے۔ جو بغیر صحبت اور تلقین اور تعلیم مرشد کامل صاحب
روح کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی بحث روح کا مقام اور ہے اور شراب روح کا قوام اور ہے۔
صاحب روح کے سوا اہل نفس کے فہم میں نہیں آسکتا اس سخن کا انتہا نہیں ہے۔ اب قاصد روم
اور حضرت عمرؓ کا قصہ بیان کر جب حضرت عمرؓ سے قاصد روم نے کلام روح کی سنی تو اسکے دل میں روشنی
پیدا ہوئی یعنی طالب صادق کو صحبت مرشد کامل سے صفائی دل کی حاصل ہوتی ہے۔ اور خیالات
فاسدہ دور ہو جاتے ہیں۔ جب قاصد روم صحبت حضرت عمرؓ سے اسرار باطنی حاصل کر کے فنافی الشیخ

سے فنا ہستی کے مقام کو پہنچا تمام سوال اور جواب اسکے آگے فنا ہو گئے اور خطا اور ثواب سے فارغ ہو گیا۔ سیل کا پانی دریا میں دریا ہو جاتا ہے اور دانہ کھیت میں کھیتی بن جاتا ہے۔ جب روٹی آدمی کے ساتھ تعلق کر لیتی ہے۔ تو روٹی مردہ زندہ باخبر ہو جاتی ہے۔ اور صحبت زندہ سے زندگی حاصل ہوتی ہے۔ وہ شخص خوش ہے۔ جو اپنے آپ سے چھوٹ گیا اور جسم زندہ میں جا ملا۔ افسوس ہے اوس زندہ کے لیئے جو مردہ کے ساتھ بیٹھنے والا ہے۔ وہ مردہ ہے اور زندگی اس سے جدا ہوتی ہے۔ جو مرغ پنجرہ میں قیدی ہو۔ اور وہ پنجرے سے رہائی کا طلبگار نہیں ہے وہ نہایت احمق ہے۔ جن روحوں نے پنجرے جسم سے رہائی پائی ہے۔ وہ انبیاء و اولیا ہیں۔ وہ روح مقید روحوں کو باہر سے آواز دیتے ہیں۔ کہ قید سے چھوٹنے کا تمہارا یہ طریقہ ہے۔ ہم نے اسی طریقہ سے اس تنگ پنجرہ سے رہائی حاصل کی ہے۔ بغیر اس کے تمہاری رہائی اس پنجرے سے ہرگز نہیں ہو سکتی آپ کو رنجور اور دنیا سے بیکار بنا دے تاکہ شہرت خلق سے باہر ہو جاوے شہرت خلقت کی بہت سخت قید ہے۔ اور راہ طریقت میں قید لوہا سے قید شہرت دنیا سے کم نہیں۔ ایک حکایت میرے دل سے سنو تاکہ تمکو شرط اس دریا عمیق کی معلوم ہو جاوے۔

خلاصتہ المقصود۔ مولانا کی قاصد روم سے طالب صادق اور حضرت عمرؓ سے مرشد کامل مراد ہے۔ کیونکہ مرشد کامل وہ ہوتا ہے۔ جو حضرت عمرؓ کی طرح صاحب روح کا ہو اہل نفس اور ہوس کا نہ ہو۔ اور مرید صادق قاصد روم کی شرائط سے خدمت پیر میں حاضر ہو کر فیض صحبت کا حاصل کرے۔ اور مقام فنا فی الشیخ حاصل کرنے سے اپنی ہستی فنا کر دیوے اور قید نفس سے چھوٹ جاوے۔ جب تک ہستی طالب کی موجود ہے قید نفس سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی آگے فنا ہستی کی مثال فرماتے ہیں۔ جو لوگ قید نفس سے رہائی پا گئے ہیں۔ وہ طالبان نجات قیدی نفس کو آواز دیتے ہیں۔ کہ اے قیدی نفس سے نجات ڈھونڈھنے والے ہماری طرح اپنی ہستی کو فنا کرو اور مرنے سے پہلے مرجاؤ کہ تمکو نجات حاصل ہو۔

سوداگر کا ہندستان جانا
اور
طوطی کا پیغام طوطیوں کو دینا اور ارشاد راہ ہدایت کا چاہنا

بود بازرگانے اورا طوطیے — در قفس محبوس زیبا طوطیے

ترجمہ:- ایک سوداگر تھا۔ اور اس کی ایک طوطی زیبا پنجرے میں قید تھی۔

چونکہ بازرگان سفر را ساز کرد — سوئے ہندوستان شدن آغاز کرد

ترجمہ:- جب سوداگر سوداگری کے واسطے ہندوستان کی طرف جانے لگا

ہر غلام و ہر کنیزک را ز جود — گفت بہر تو چہ آرم گوئی زود

ترجمہ:- ہر ایک غلام اور لونڈی کو کہا۔ کہ تمہارے لئے کیا لاؤں ÷

ہر یکے از وے مرادِ خواست کرد — جملہ را وعدہ بداد آں نیک مرد

ترجمہ:- ہر ایک نے اپنی خواہش کے مطابق تحفہ مانگا ہر ایک کو لانے کا وعدہ کیا

گفت طوطی را چہ خواہی ارمغاں — کارمت از خطۂ ہندوستان

ترجمہ:- طوطی کو کہا تیرے لئے کیا تحفہ لاؤں ہندوستان سے

گفتش آن طوطی کہ آنجا طوطیان — چوں ببینی کن ز حال من بیان

ترجمہ:- طوطی نے کہا۔ کہ وہاں طوطیاں ہیں جب دیکھے اُن کو میرا حال بیان کرنا

کہ فلان طوطی کہ مشتاق شماست — از قضائے آسمان در حبس ماست

ترجمہ:- جو فلان طوطی تمہاری مشتاق ہے۔ اور قضا آسمان سے میرے پاس قید ہے

بر شما کرد او سلام و داد خواست — وز شما چارہ و ارشاد خواست

ترجمہ:- آپ کو سلام کہتی ہے۔ اور فریاد کرتی ہے۔ اور ارشاد چاہتی ہے۔

اینچنیں باشد وفائے دوستاں　　من دریں حبس و شما در بوستاں

ترجمہ:۔ دوستوں کی وفا ایسی ہوتی ہے۔ کہ میں قید میں اور تم باغ میں ہو:

مرد بازرگان پذیرفت آن پیام　　کہ رساند سوئے جنس از وے سلام!

ترجمہ:۔ سوداگر پیام لے کر روانہ ہوا تاکہ ہم جنس کو سلام پہنچائے:

چونکہ در اقصائے ہندوستاں رسید　　در بیاباں طوطئ چندے بدید

ترجمہ:۔ جب ہندوستان میں داخل ہوا تو جنگل میں طوطیاں موجود تھیں۔

مرکب استانید و پس آواز داد　　آن سلام و آن امانت باز داد

ترجمہ:۔ گھوڑا ٹھہرا کر آواز دی اور سلام اور امانت اون کے حوالہ کر دی:

طوطیئے از طوطیان سر زید بس　　اوفتاد و مرد بگسستش نفس!

ترجمہ:۔ ایک طوطی طوطیوں سے کانپ کر مر گئی:

شد پشیمان خواجہ از گفت خبر　　گفت رفتم از ہلاک جانور

ترجمہ۔ سوداگر پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے طوطی کو مار ڈالا ہے:

این مگر خویش ست با آن طوطیک　　این مگر دو جسم بود و روح یک

ترجمہ:۔ شاید اس طوطی کی دوست تھی۔ دو جسم تھے اور روح ایک تھی:

اے چرا کردم چرا دادم پیام

ترجمہ:۔ یہ میں نے کیوں پیغام دیا

سوختم بیچارہ را زیں گفت خام

ترجمہ:۔ اور جلا دیا اوسکو خام کلامی سے

شرح:۔ ایک سوداگر تھا۔ اور اس کی طوطی تھی جو ایک پنجرے میں قید تھی۔ جب سوداگر نے ارادہ سوداگری کا کیا اور ہندوستان کی طرف جانے لگا۔ ہر ایک غلام اور ہر ایک لونڈی کو کہا کہ تمہارے لئے کیا لاؤں۔

ہرایک نے اپنی اپنی خواہش سے اپنا تحفہ مانگا۔ تمام کو لانے کا وعدہ کیا طوطی کو کہا کہ تیرے لئے کیا لاؤں جو تجھے ہندوستان سے مطلوب ہے طوطی نے کہا کہ وہاں طوطیاں ہیں۔ جب تو دیکھے انکو میرا حال بیان کرنا کہ فلاں طوطی تمہاری مشتاق ہے۔ اور قضائے آسمان سے میرے پاس قید ہے۔ وہ آپ کو سلام کہتی ہے۔ اور فریاد کرتی ہے۔ اور آپ سے راہ ہدایت و ارشاد چاہتی ہے۔ اور یہ کہتی ہے۔ کہ وفا دوستوں کی ایسی ہوتی ہے۔ کہ میں قید میں ہوں اور تم باغ میں سوداگر پیغام لے کر روانہ ہوا تاکہ ہم جنس کو سلام پہنچائے جب ہندوستان میں داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ جنگل میں طوطیاں موجود ہیں۔ گھوڑا ٹھہرا کر آواز دی اور وہ سلام اور وہ امانت اُن کے حوالہ کردی جب طوطیان نے پیغام سنا ایک طوطی کانپ کر مرگئی سوداگر اپنے کہنے سے نہایت پشیمان ہو کر کہنے لگا کہ میں نے طوطی کو مار ڈالا۔ یہ شاید اس طوطی کی دوست تھی یہ شاید دو جسم تھے۔ اور روح ایک تھا۔ یہ میں نے کیوں کیا اور کیوں پیغام دیا اور جلا دیا میں نے اس کو خام کلامی سے پشیمان ہوا۔ کیونکہ نتیجہ خام کلام کا ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ جیسے صاحب شریعت ظاہر کو کلام باطن اہل طریقت سے نتیجہ برعکس معلوم ہوتا ہے ؛

خلاصتہ المقصود:۔ انسان سوداگر ہے۔ اور تمام اعضا اور قوی جسمانی غلام اور لونڈی کے مثال ہیں۔ اور طوطی روح آواز الہی کا ہے۔ جو پنجرے وجود میں قید ہے۔ انسان جب عالم ارواح تجارت روحانی کیطرف ارادہ کرتا ہے۔ تو تمام اعضاء وجودی کو اپنی اپنی خواہش پوری کرنے کا اقرار کرتا ہے۔ اور روح طوطی آواز الہی کا مقصود عالم ارواح سے ارشاد حاصل کرنے کا ہے۔ تاکہ قید پنجرہ ہستی سے رہائی حاصل ہو جاوے۔ انسان جب عالم باطن میں تجارت کے لئے پہنچا۔ اور طوطیاں عالم ارواح کو دیکھا۔ اُسنے طوطی روح کا پیغام سنایا۔ کہ طوطیاں تم قید سے آزاد ہو۔ اور میں قید پنجرے میں گرفتار ہوں۔ مجھے طریقہ رہائی کے لئے ارشاد کی ضرورت ہے۔ آگے پیر کامل کی برابری نہ کرنے کا بیان فرماتے ہیں ؛

صاحبدل اور اہل نفس کا فرق بیان کرنا

گر سخن خواہی کہ گوئی چون شکر　　صبر کن از حرص این حلوہ بخور

ترجمہ: ۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا سخن شیرین ہو۔ تو حرص سے صبر کر اور اس حلوہ کو کھا

صاحب دل را ندارد آن زیان　　گر خورد او زہر قاتل را عیان

ترجمہ: ۔ صاحب دل کو شغل دنیا زیان نہیں کر سکتا۔ اگرچہ وہ زہر قاتل بھی کھا لے

آنکہ صحت یافت از پرہیز رست　　طالب مسکین جان تپ درست

ترجمہ: ۔ جسنے صحت پائی وہ پرہیز سے چھوٹ گیا اور طالب بیماری تپ میں ہے۔

گفت پیغمبر کہ ای طالب جری　　ہاں مکن با ہیچ مطلوب مری!

ترجمہ: ۔ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اے طالب دلیر تو اپنے مطلوب کی برابری کر

ہرچہ گیرد علتی علت شود　　کفر گیرد کامل ملت شود

ترجمہ: ۔ جو کچھ بیمار کھاتا ہے۔ وہ بیماری بنجاتی ہے۔ جو کامل کا کفر ہے وہ دین بن جاتا ہے

کاملے گر خاک گیرد زر شود!　　ناقص ار زر برد خاکستر شود

ترجمہ: ۔ کامل خاک کو زر بنا دیتا ہے۔ اور ناقص زر کو خاکستر بناتا ہے:۔

جہل آید پیش او دانش شود　　جہل شد علمے کہ در ناقص رود

ترجمہ: ۔ جہل آئے آگے اسکے وہ علم بنجاتا ہے۔ جہل ہو جاتا ہے۔ علم ناقص میں

ای مسری کردہ پیادہ با سوار　　سر نخواہی کرد اکنوں پائیدار

ترجمہ: ۔ اے پیادہ سوار کے ساتھ برابری کرنے والے تجھے خبردار ہونا چاہیئے

چون تو گوشی رو زبان نے جنس تو　　گوشہا را حق بفرمود انصتوا

ترجمہ: ۔ تو کان ہے۔ اور زبان تیری جنس نہیں کان کو خدا فرماتا ہے خاموش ہو۔

زانکہ اول سمع باید نطق را ۔ سوئے منطق از راہ سمع را

ترجمہ۔ بولنے کے لئے کان ہونے کی ضرورت ہے بولنے کی طرف سننے سے اندر آجا

کر اصلی کش نبود آغاز گوش ۔ لال باشد کے کند در نطق جوش

ترجمہ:۔ جو اصلی بہرہ ہوتا ہے وہ گونگا ہوتا ہے کلام ہرگز نہیں کر سکتا +

این سخن پایاں ندارد ای کیا! ۔ بحث بازرگان طوطی کن بیا

ترجمہ:۔ اے عزیز اس سخن کا انتہا نہیں ہے۔ قصہ سوداگر اور طوطی کا بیان کر

شرح:۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا سخن شیریں ہو جائے تو حرص سے صبر کر اور اس حلوہ کو کھا یعنی حرص دنیا ماسوائے اللہ سے باہر آجا۔ اور پھر حلوہ توحید کا تیرا غذا بن جائے گا۔ کاملین کو کام دنیا میں مصروف دیکھتے ہیں ان کی برابری بھی نہ کر کیونکہ صاحب دل کو کام دنیا کا نقصان نہیں کر سکتا۔ اگرچہ وہ زہر قاتل بھی ظاہرا کھا جائے جس نے صحت پائی ہے وہ پرہیز سے چھوٹ گیا۔ اور طالب مسکین بیماری تپ میں ہے۔ یعنی بیماری کے لئے پرہیز کی ضرورت ہے۔ اور جس کو صحت ہو اس کے لئے کوئی پرہیز نہیں۔ جناب پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے طالب دلیر تو اپنے مطلوب سے برابری نہ کر جو کچھ بیمار کھا لیتا ہے وہ بیماری بن جاتی ہے۔ اس طرح جو کامل کا کفر ہے وہ دین بن جاتا ہے۔ کامل خاک کو زر بنا دیتا ہے۔ اور ناقص زر کو خاکستر بناتا ہے۔ اگر جہل کامل کے آگے آئے تو وہ علم بن جاتا ہے۔ اور جہل ہو جاتا ہے وہ علم جو ناقص میں جاتا ہے۔ یعنی اہل اللہ کا تمام کام جس میں خدا کی خواہش ہے۔ اگرچہ خلاف عبادت ظاہر کے دکھائی دیتا ہے وہ تمام عبادت ہے اور اہل نفس کا تمام عمل اگرچہ ظاہرا عبادت بھی ہو موجب حجاب دوری کا ہے۔ اے پیادہ سوار کے ساتھ برابری کرنے والے تجھے خبردار ہونا چاہئے۔ تو اس کو ہرگز نہیں پہنچتا یعنی پیر کامل سوار ہے اور طالب پیادہ ہے۔ سوار کے ساتھ برابری کرے گا تو تباہ اور خراب ہو جائیگا۔ تو کان کی مثال ہے۔ زبان تیری جنس نہیں ہے۔ کان کو خداتعالے نے فرمایا ہے کہ تو خاموش ہو جا۔ یعنی طالب کان ہے اور پیر کامل زبان ہے۔ کان کا کام خاموش ہونا اور زبان کا کام کلام کرنا ہے۔ کان زبان کا کام نہیں کر سکتا۔

کان خاموشی سے زبان کی کلام سن کر نفع اٹھاتا ہے۔ کیونکہ بولنے کے لئے پہلے کان ہونے کی ضرورت ہے۔ جو اصل سے بہرہ ہوتا ہے وہ گونگا ہوتا ہے۔ کلام ہرگز نہیں کر سکتا۔ یعنی جس کے کان سننے والے نہیں ہیں وہ ہرگز کلام نہیں کر سکتا۔ اے عزیز اس سخن کا انتہا نہیں ہے۔ قصہ سوداگر اور طوطی کا بیان کر۔ خلاصۃ المقصود:۔ طالب خدا کو برابری پیر کامل کی نہ چاہیئے۔ کیونکہ پیر نے نفس کشی کی ہوئی ہے۔ اور جو کام کرتا ہے خواہش الٰہی سے کرتا ہے۔ نہ خواہش نفس سے۔ خواہش خدا سے جو کام ہو وہ عبادت ہوتی ہے کیونکہ عبادت ظاہری مقام فنائیت تک ہے۔ جب فنائیت آجاتی ہے عبودیت ختم ہو جاتی ہے بہ سبب قولہ تعالیٰ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ترجمہ:۔ عبادت کر اپنے رب کی جب تک تجھکو یقین حاصل ہو جائے۔ علما ظاہر نے یقین سے معنی موت لیا ہے اور موت کا معنے اور مقصود فنائیت ہے طالب کو چاہیئے کہ جو فرمان پیر کا ہو اس پر عمل کرے اور جو کام پیر کرے اسکی برابری نہ کرے آگے سوداگر اور طوطی کا بیان ہے

سوداگر کا طوطی کو پیغام دینا اور طوطی کا مرجانا

کرد بازرگاں تجارت را تمام　　باز آمد سوئے منزل را تمام

ترجمہ۔ جب سوداگر تجارت تمام کر کے خوشی سے اپنے گھر واپس آیا۔

ہر غلامی را بیاورد ارمغان　　ہر کنیزک را ببخشید او نشان

ترجمہ:۔ ہر ایک غلام کو تحفہ لا کر دیا اور ہر کنیزک کو جو کچھ کہا تھا بخشا

گفت طوطی ارمغان بندہ کو　　آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز گو

ترجمہ طوطی نے کہا میرا تحفہ کہاں ہیں جو کچھ دیکھا ہے اور کہا ہے بیان کر:

گفت گفتم آن شکایتہائے تو　　با گروہ طوطیاں ہمتائے تو

ترجمہ سوداگر نے کہا میں نے تیرا پیغام شکایت کا طوطیوں کو کہا تھا

آں یکے طوطی ز دردت بوئے برد　　زہرہ اش بدرید لرزید و بمرد

ترجمہ ایک طوطی کو جب تیرے درد سے بو پہونچی اوس کا دل پھٹ گیا اور کانپ کر مر گئی

چوں شنید آں مرغ کاں طوطی چہ کرد　　ہم بلرزید و فتاد و گشت سرد

ترجمہ :- جب طوطی نے اسکا حال سنا تو وہ بھی کانپ کر مر گئی ۔

خواجہ چون دیدش فتادہ این چنین   بر جہید و زد کلہ را بر زمین

ترجمہ :- سوداگر نے جب دیکھا کہ طوطی مر گئی ہے ۔ کلہ کو زمین پر مار دیا ۔

اے دریغا مرغ خوش آواز من   اے دریغا ہمدم و ہمراز من

ترجمہ :- افسوس ہے اے مرغ خوش آواز میرا اے ہمدم اور ہمراز مرا

خواجہ اندر آتش و درد و حنین   صد پراگندہ ہمیگفت این چنین

ترجمہ :- سوداگر آگ درد کی فریاد میں سو قسم کی باتیں اسی طرح کرتا تھا ۔

بعد از آنش از قفس بیرون فگند   طوطیک پرید تا شاخ بلند

ترجمہ :- بعد اس کے طوطی کو پنجرہ سے باہر پھینک دیا وہ اڑ کر شاخ پر جا بیٹھی

خواجہ حیران گشت اندر کار مرغ   بیخبر ناگہ بدید اسرار مرغ

ترجمہ :- سوداگر یہ کام دیکھ کر حیران ہو گیا ۔ کیونکہ راز مرغ سے بے خبر تھا ۔

روئے بالا کرد و گفت اے عندلیب   از بیان حال خود مادہ نصیب

ترجمہ :- سوداگر نے کہا اے میری بلبل مجھے اپنا حال بیان کر ۔

او چہ کرد آنجا کہ تو آموختی   چشم ما از مکر خود بر دوختی

ترجمہ :- اوس طوطی نے کیا کیا جو تو نے سیکھ لیا ۔ میری آنکھ مکر سے بند کی

گفت طوطی کو بفعلم پند داد   کہ رہا کن نطق و آواز و گشاد

ترجمہ :- طوطی نے کہا اس نے مجھے تعلیم دی تھی کہ کلام چھوڑ کر مردہ ہو جا

زانکہ آوازت ترا دربند کرد   خویش را مردہ پئے این پند کرد

ترجمہ :- طوطی نے ہدایت کیا تھا ۔ کہ تجھے آواز نے قید میں ڈالا ہے میری نصیحت کیلئے آپکو مردہ کیا تھا

یعنی اے مطرب شدہ با عام و خاص   مردہ شو چون من کہ تا یابی خلاص

ترجمہ :- اے تو سے مردہ ہو جا تا کہ میری طرح تجھے خلاصی حاصل ہو ۔

یک دو پندش داد طوطی بے نفاق — بعد ازاں گفتش سلام الفراق

ترجمہ: طوطی نے ایک دو نصیحت سوداگر کو دیکر کہا۔ کہ اب سلام ہے جدائی کا

سوئے ہندوستان اصلی رو نہاد — بعد مدت از فرح دل گشت شاد

ترجمہ: ہندوستان اصلی وطن کیطرف طوطی نے منہ رکھا تکلیف کیبعد خوشی حاصل کی

شرح: سوداگر نے جب تجارت تمام کی اور خوشی سے اپنے گھر کیطرف واپس آیا ہر ایک غلام کو تحفہ لاکر دیا۔ اور ہر ایک کنیزک کو جو کچھ کہا تھا بخش دیا۔ طوطی نے کہا میرا تحفہ کہاں ہے۔ جو کچھ دیکھا ہے اور جو کچھ کہا ہے۔ بیان کر سوداگر نے کہا۔ کہ میں نے تیرا پیغام شکایت کا گروہ طوطیاں سے کہا تھا۔ ایک طوطی کو جب تیرے درد سے بو پہونچی یعنی تیرے درد کی بات سنی اس کا دل پھٹ گیا۔ اور وہ کانپ کر مر گئی۔ جب طوطی نے سنا کہ اس طوطی نے یہ حال کیا ہے۔ اسی طرح وہ بھی کانپی اور مر کر گر پڑی۔ سوداگر نے جب دیکھا کہ طوطی مردہ پڑی ہے۔ تڑپا اور کلہ کو زمین پر مار دیا۔ اور ہائے افسوس کے کہتا تھا۔ کہا افسوس ہے اے مرغ خوش آواز میرا افسوس ہے اے ہمدم اور ہمراز میرا سوداگر اسی طرح آگ درد کی فریاد میں سو ستم کی اسی طرح باتیں کرتا تھا۔ بعد اس کے طوطی کو پنجرہ سے باہر پھینکدیا۔ اور طوطی اڑکر شاخ بلند پر جا بیٹھی۔ سوداگر یہ کام دیکھکر حیران ہو گیا۔ کیونکہ راز مرغ سے بے خبر تھا۔ منہ اٹھاکر سوداگر نے کہا۔ اے میری بلبل اپنا حال مجھے بیان کر۔ طوطی نے اس جگہ کیا کیا۔ جو تو نے سیکھ لیا ہے۔ اور میری آنکھ اپنے مکر سے کیسے بند کی ہے۔ طوطی نے کہا اس طوطی نے مجھے طریقہ عمل سے تسلیم دی تھی۔ کہ آواز اور کلام کو چھوڑ کر مردہ ہو جا۔ طوطی نے یہ ارشاد کیا تھا۔ کہ تجھے آواز نے قید میں ڈالا ہوا ہے۔ اور آپ کو مردہ میری نصیحت کے لئے کیا تھا۔ یعنی اے گویئے ساتھ عام اور خاص کے مردہ ہو جا۔ تاکہ مجھ کی طرح خلاصی ہو۔ طوطی بے نفاق نے ایک دو نصیحتیں سوداگر کو دے کر کہا۔ کہ اب سلام ہے جدائی کا۔ ہندوستان اصلی کی طرف طوطی نے منہ رکھا۔ تکلیف کے بعد خوشی دل کی حاصل کی۔ **خلاصۃ المقصود**۔ انسان عالم دنیا میں تجارت آخرت کے لئے آیا جاتا ہے۔ جب انسان تجارت تمام کرتا ہے۔ تو تمام غلام اعضاء وجودی اور لونڈی حواس جسمانی کو مطابق خواہش اور طلب کے اپنا اپنا تحفہ لاکر دیتا ہے۔ یعنی عبودیت تمام اعضا اور حواس کی

پوری کرتا ہے۔ اور اس وقت طوطی روح کی جو ارشاد آواز طوطیاں عالم ارواح کی انتظار میں ہے۔ وہ بھی اپنی آرزو ظاہر کرتی ہے۔ اس کی آواز سے انسان کا وجود بنجیہ ہے۔ کیونکہ جب تک انسان عبودیت جسمانی میں مصروف ہوتا ہے۔ عبادت روحانی سے بے خبر ہوتا ہے۔ آواز عالم ارواح سے طوطی روح کی تعلیم حاصل کرسکتی ہے جیسے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ سوداگر اس راز سے بے خبر تھا۔ اور طوطی نے ارشاد حاصل کر لیا تھا۔ اس لئے یہ راز صاحب روح کے سمجھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ آواز عالم ارواح کا طوطی روح کے لئے ہمیشہ مردگی جسم اور فنا ہستی کی تعلیم کر رہا ہے۔ مگر یہ راز بغیر صاحب روح اور تلقین مرشد کامل کے حاصل نہیں ہوسکتا۔

طوطی وحی کا آواز سن کر ہستی فنا کرنیکی تعلیم

طوطی کاید وحی آواز ہو ۔ پیش ز آغاز وجود آغاز ہو

ترجمہ، جو طوطی صدا وحی کا ہے اس کا آغاز وجود کی پیدائش سے پہلے ہے

اندرون تست آں طوطی نہاں ۔ عکس اورا دید تو براین و آں

ترجمہ:۔ تیرے اندر وہ طوطی پوشیدہ ہے۔ اس کا عکس ہر طرف دیکھ رہا ہے

ہر کہ عاشق دیدہ معشوق داں ۔ کو بہ نسبت ہست ہم این ہم آں

ترجمہ۔ جس کو تو عاشق دیکھتا ہے وہ معشوق ہے نسبت عاشق سے عاشق معشوق ہو جاتا ہے

تشنگان گر آب جویند در جہاں ۔ آب ہم جوید بعالم تشنگاں

ترجمہ:۔ تشنہ پانی کو ڈھونڈتے ہیں اور پانی تشنوں کو ڈھونڈتا ہے۔

چونکہ عاشق اوست تو خاموش باش ۔ او چوں گوشت مید ہد تو گوش باش

ترجمہ:۔ جب وہ عاشق ہے تو خاموش ہو جا جب اس نے تجھے گوش دیا ہے تو گوش ہو جا

ای حیات عاشقاں در مردگی ۔ دل نیابی جز کہ دل در بردگی

ترجمہ:۔ عاشقوں کی زندگی مرنے میں ہے۔ اور دل کو پانا دل دینے میں ہے۔

مجملش گفتم نکردم من بیاں ۔ ورنہ ہم افہام سوزد ہم زباں

ترجمہ:۔ میں نے مجمل کہا ہے۔ اگر مفصل بیان کروں تو عقل اہل زبان جل جلے

من چو لب گویم لب دریا بود ۔ من چو لا گویم مراد الا بود

ترجمہ:۔ میں جب لب کہوں تو لب دریا سمجھو۔ لا کا ذکر ہو تو الا سمجھو!

تاکہ در ہر گوش ناید این سخن ۔ یک ہمی گویم ز صد سر لدن

ترجمہ:۔ ہر ایک کان میں یہ راز نہ آوے۔ اسلئے سو سے ایک کو کہتا ہوں۔

جملہ عالم زان غیور آمد کہ حق ۔ برد در غیرت برین عالم سبق

ترجمہ:۔ تمام جہان اس لئے غیور ہے کیونکہ غیرت حق کی تمام جہان پر غالب ہے

او چو جان است و جہان چون کالبد ۔ کالبد از جان پذیرد نیک و بد!

ترجمہ:۔ وہ خدا مثل جان کے ہے۔ اور جہان مثل وجود کے۔ وجود جان سے نیکی بدی کا اثر لیتا ہے

تو کہ یوسف نیستی یعقوب باش ۔ ہم چو او با گریہ و آشوب باش

ترجمہ:۔ تو اگر یوسف نہیں یعقوب ہو۔ یوسف کے ساتھ گریہ و زاری سے ہو

عیب باشد چشم نابینا و باز ۔ زشت باشد روئے نازیبا و ناز

ترجمہ:۔ عیب ہے کہ اندھا آنکھ کھول سکے۔ برا ہے بدصورت ناز کرے

پیش یوسف نازش و خوبی مکن ۔ جز نیاز و آہ یعقوبی مکن

ترجمہ:۔ یوسف کے روبرو ناز نہ کر۔ بغیر نیاز کے آہ یعقوبی کی نہ کر

معنی مردن ز طوطی بد نیاز ۔ در نیاز و فقر خود را مردہ ساز

ترجمہ:۔ معنے مرنے کا طوطے سے نیاز کا تھا۔ جو کمال نیاز سے آپ کو مردہ کرے

تا دم عیسیٰ ترا زندہ کند ۔ ہمچو خویشت خوب فرخندہ کند

ترجمہ:۔ تا دم عیسیٰ تجھے زندہ کرے۔ اور اپنی طرح خوب خوش کرے

در بہاران کے شود سرسبز سنگ ۔ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

ترجمہ:۔ بارش سے پتھر سرسبزی نہیں لگا سکتا خاک ہو تاکہ گل رنگ رنگ کے پیدا ہوں۔

دربیان این سخن یک داستانی تابدانی تو عین اعتقاد در استان

ترجمہ :- اس بیان میں ایک قصہ سُن تاکہ تجھے راستہ گو لوگوں کی حقیقت معلوم ہو

شرح ایسی طوطی جو عسوا وحی آواز الٰہی سے دے ۔ وجود کی پیدائش سے پہلے اس کا آغاز ہے ۔ تیرے اندر میں وہ طوطی پوشیدہ ہے ۔ عکس اس کا تو اس طرف اور اُس طرف دیکھ رہا ہے۔ یعنی عالم دنیا اور عالم آخرت تا ۔ اوسی کا عکس ہے ۔ جس کو تونے عاشق دیکھا ہے ۔ اس کو معشوق سمجھ ۔ کیونکہ نسبت عشق سے عاشق معشوق ہو جاتا ہے ۔ فائدہ :- جاننا چاہیئے جس کے دل میں اوّل عشق پیدا ہوتا ہے ۔ اس کو معشوق کہتے ہیں ۔ اور جس کے دل سے ظہور کرتا ہے ۔ اس کو عاشق کہتے ہیں ۔ جب عاشق کے دل میں عشق کا کمال ہوتا ہے ۔ تو وہ معشوق ہو جاتا ہے ۔ اور معشوق عاشق ہوتا ہے ۔ اسی واسطے مجنوں انا لیلیٰ کہتا تھا ۔ اور لیلیٰ انا مجنوں کہتی تھی ۔ مگر یہ راز بغیر عاشق کے سمجھنا محال ہے ۔ تشنے اگر پانی ڈھونڈتے ہیں ۔ جہاں میں پانی بھی تشنوں کو ڈھونڈتا ہے ۔ جب وہ عاشق ہے تو خاموش ہو جا ۔ اس نے جب تجھے گوش دیا ہے ۔ تو گوش ہو جا ۔ بس جیسے کان اپنے آپ سے خالی ہوتا ہے ۔ تو بھی اپنی ہستی سے خالی ہو کر کلام حق کی سن کر مردہ ہو جا ۔ عاشقوں کی زندگی مرنے میں ہے ۔ اور دل کا پانا دل دینے میں ہے ۔ یہ مجمل کہا ہے ۔ اگر مفصل بیان کروں تو عقل اور زبان دونوں جل جاویں ۔ یعنی عشق کی کلام اشارہ سے ہوتی ہے ۔ ہر کس کو فہمید حاصل نہیں ہو سکتی ۔ عاشق کے سوا یہ رمز کوئی نہیں پا سکتا ہے ۔ میں جب لب کہوں تو لب دریا سمجھو اور اگر لا کا ذکر ہو تو الا سمجھو ۔ یعنی ذکر موت کو حیات سمجھو اور نفی کو اثبات سمجھو ۔ اس لئے یہ راز پوشیدہ بیان کیا جاتا ہے ۔ تاکہ ہر نا سمجھنے والا آفت میں نہ پڑ جائے ۔ کیونکہ ہر ایک کان اس سخن کے سننے کے قابل نہیں ہے ۔ اور جو کان سننے والا ہے اس کے لئے یہی اشارہ کافی ہے تاکہ ہر ایک کان میں یہ راز نہ آوے ۔ اسی واسطے سو راز سے ایک کو کہتا ہوں یعنی راز کی بابت سو سے ایک بیان کرتا ہوں ۔ تمام جہان اسی واسطے غیور ہے ۔ کیونکہ غیرت حق کی تمام عالم پر غالب ہے وہ خدا تعالیٰ مثل جان کے ہے اور جہان مثل وجود کے ہے ۔ وجود جان سے نیکی اور بدی کا اثر لیتا ہے ۔ تو اگر یوسف نہیں ہے تو یعقوب ہو ۔ اور یوسف کے ساتھ گریہ اور زاری سے ہو ۔ عیب ہوتا ہے کہ اندھا ہو ۔ اور آنکھ

کھل سکے۔ بہت بُرا ہوتا ہے۔ جو بدصورت ہو اور ناز کرے۔ یعنی اگر تجھکو مقام معشوق تجھکو حاصل نہیں تو عاشقی حاصل کر تاکہ مقام معشوقی تک تجھے پہنچا دے۔ پہلے مدعی معشوق کا ناز ہو۔ کیونکہ عاشق کو نیاز چاہئے۔ یوسف کے روبرو ناز نہ کر بغیر نیاز اور آہ یعقوب کے نہ کر یعنی تمام عبودیت میں نیاز سے اپنی ہستی فنا کردے۔ جیسے طوطی کا ذکر کیا گیا ہے۔ معنے مرنے کا طوطی سے نیاز کا تھا۔ جو کمال نیاز سے آپ کو مردہ کردے تا دم عیسےٰ تجھے زندہ کرے۔ اعداپنی طرح خوب اور خوشش کرے۔ یعنی عشق سے زندگی پیدا حاصل ہو۔ بارش سے پتھر سبزی نہیں اگاتا۔ خاک ہو جا تاکہ گل رنگ رنگ کے تجھ سے پیدا ہو ویں۔ اس بیان میں ایک قصہ سنو تاکہ تجھے اعتقاد راست لوگوں کی حقیقت معلوم ہو۔ **خلاصۃ المقصود** مقام عبودیت میں جب تک ہستی انسان کی موجود ہے۔ تو منزل عبودیت پورے کرنے کا حقدار ہے۔ اور جب کمال عبودیت سے ہستی انسان کی فنا ہو جاتے۔ تو اس وقت مقام وحدت وجودی میں جو کچھ ظہور میں آئے اس وقت اس کے لئے درست ہے۔ مولانا مسئلہ وحدت وجود کا بیان فرماتے ہیں۔ بموجب قولہ تعالےٰ۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ ترجمہ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا مگر اس راز کے سننے کے قابل صاحب علم قال کا نہیں۔ اس بات کا سمجھنا اہل حال کا کام ہے۔ لڑکے نابالغ کے لئے شادی کا ذکر بے فائدہ ہوتا ہے۔ اسیواسطے مولانا مقام وحدت وجود کو چھوڑ کر نیاز حاصل کرنے کا آگے ذکر فرماتے ہیں۔

پیر چنگی کی داستان میں نغمہ عہدے الحد کا بیان

این شنیدستی کہ در عہد عمرؓ | بود چنگی مطربے با کر و فر

ترجمہ:۔ تو نے سنا ہے کہ زمانہ امیر عمرؓ میں ایک شخص بڈھا سرود کرنے والا تھا

مجلس و مجمع دمش آراستے | وز نوائے او قیامت خاستے

ترجمہ:۔ اس کا آواز مجلس کو آراستہ کرتا تھا۔ اور سرود سے قیامت برپا ہوتی تھی

ہمچوں اسرافیل کا وازش بعن   مردگانرا جان در آرد در بدن

ترجمہ، اسرافیل کی طرح وہ آواز سے جسم مردوں میں جان ڈالتا تھا ۔

اولیا را در درون ہم نغمہ ہاست   طالبان را زان حیات بے بہاست

ترجمہ :۔ اولیاؤں کے اندر میں ایسے آواز ہیں جو طالبوں کو زندگی حاصل ہوتی ہے

نشنود آن نغمہ ہا را گوش حس   کہ سخن ہا گوش حس باشد نجس

ترجمہ :۔ ان آوازوں کو کان ظاہری نہیں سن سکتے کیونکہ آواز پاک ہے اور کان پلید

نشنود نغمہ پری را آدمی   کو بود ز اسرار پریاں اعجمی

ترجمہ ۔ آواز جن کا آدمی نہیں سُن سکتا ۔ کیونکہ راز جن سے بیخبر رہے

گرچہ ہم نغمہ پری زین عالم است   نغمۂ دل برتر از ہر دو دم است

اگرچہ آواز جن کا اس جہان سے ہے ۔ آواز دل کا اس سے زیادہ ہے !

کاندر ایشان است زالشوئی پری   گردوت روشن چوں جوئی رہبری

ترجمہ کام ان کا پری سے زیادہ ہے ۔ تجھے روشن ہو گا جب رہبر ملے گا

نغمہ ہائے اندرون اولیا   اولاً گوید کہ ای اجزائے لا

ترجمہ : نغمہ کی آواز جو اولیاء کے اندر ہے تمام اجزاء کو فنی کرنیوالے ہیں

گوش را نزدیک کن کان دور نیست   لیک نقل آں بتو دستور نیست

ترجمہ ، کان کو نزدیک کر کیونکہ وہ نغمہ دور نہیں مگر تحریر کے متعلق نہیں

ہین کہ اسرافیل وقت اند اولیا   مردہ را زیشاں حیات است و نما

ترجمہ :۔ اولیاء اسرافیل وقت کے ہیں اور مردوں کو زندگی دینے والے ہیں

جاں ہائے مردہ اندر گورتن   بر جہد ز آوازشان اندر کفن !

ترجمہ :۔ تمام مردہ جانیں گورتن میں ان کی آواز سے باہر آتی ہیں کفن سے

کین صدا دان از صدا ہائے جدا است   زندہ کردن کار آوازِ خدا است

ترجمہ :۔ یہ آواز تمام آوازوں سے جدا ہے اور زندہ کرنا کام آواز خدا کا ہے۔

مطلق آن آواز خود از شہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

ترجمہ :۔ اصل میں یہ آواز شہ کا ہے۔ اگرچہ حلقوم عبد اللہ سے ہے۔

آدمی را او بخویش اسما نمود دیگران را ز آدم اسماء کشود

ترجمہ۔ آدم کو آپ تمام اسماء بتائے۔ اور سب سے آدم کو خبردار کیا گیا

آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو کیں سبو را ہم مدد باشد ز جو

ترجمہ : پانی خواہ نہر کا ہو یا گھڑے کا کیونکہ گھڑے کا پانی نہر سے آیا ہے

گفت طوبیٰ من رآنی مصطفیٰ والذی ینظر لمن وجھی یریٰ

ترجمہ : حضورؐ نے فرمایا خوشخبری ہے جس نے دیکھا مجھکو اور اس کو جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا

چوں چراغ نور شمع را کشید ہر کہ دید آں را یقین آں شمع دید

ترجمہ :۔ جیسے چراغ میں نور شمع کا جس نے چراغ کو دیکھا اس نے شمع کو دیکھا۔

ہمچنیں تا صد چراغ از نقل شد دیدن آخر لقائے اصل شد

ترجمہ :۔ اسی طرح اگر ایک چراغ سے اگر سو روشن ہو تو اول آخر میں ایک ہی نور ہے

خواہ از نور پسیں بستان تو آن ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع دان

ترجمہ :۔ خواہ چراغ آخری سے نور لے یا شمع سے ان میں فرق نہیں۔

شرح :۔ تو نے سنا ہے کہ زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ایک شخص بوڑھا سرود کرنے والا تھا۔ اس کا آواز مجلس کو آراستہ کرتا تھا۔ اس کے سرود سے قیامت برپا ہوتی تھی۔ اسرافیل کی طرح وہ آواز سے جسم مردوں میں جان ڈالتا تھا اولیاؤں کے اندر میں ایسے آواز ہیں جو طالبوں کو ان سے زندگی حاصل ہوتی ہے۔ ان آوازوں کو کان حس ظاہری نہیں سن سکتے۔ کیونکہ وہ آواز پاک ہیں اور کان ظاہر کی حس سے پلید ہیں۔ آواز جن کا آدمی نہیں سن سکتا۔ کیونکہ راز جن سے بے خبر ہے

اگرچہ آواز جس کا اس جہان سے ہے آواز دل کا اس سے زیادہ ہے۔ یعنی انسان اور جن
دونوں مخلوق ہیں۔ اور ایک جہان کے اندر ہیں۔ آواز جن کا کان ظاہری انسان کے جب
نہیں سن سکتے۔ تو آواز الٰہی غیر مخلوق جو انسان کے دل میں ہے۔ وہ کس طرح سنتے ہیں
اس کے کام ان کا پری سے زیادہ ہے۔ تجھے روشن ہو جائیگا۔ جب رہبر مل جائیگا۔ یعنی
نغمہ دل کا نغمہ پری سے زیادہ لطیف ہے۔ مگر تعلیم اور تلقین اور توجہ پیر کامل سے تمام
روشن ہو سکتا ہے۔ بغیر رہبر کے محال ہے۔ نغمہ کے آواز جو اولیا ر کے اندر ہیں ہم سب سے
پہلے تمام اجزا کو نفی کرنے والے ہیں۔ کان کو نزدیک کر کیونکہ وہ نغمہ دور نہیں ہے۔ مگر یہ
کام تحریر کے متعلق نہیں۔ یعنی حس ظاہری کان کے بند کرنے سے حس باطنی سے یہ آواز
سنائی دیتا ہے۔ اولیاء اسرافیل وقت کے ہیں۔ اور مردہ دل کو زندگی دینے والے ہیں۔
تمام جانیں مردہ تن میں ان کی آواز سے باہر آتی ہیں۔ کفن سے یعنی آواز اولیاؤں سے
مردہ جاں قبر تن سے زندہ ہو جاتی ہے۔ اور قید نفسی سے رہائی پائی ہے۔ یہ آواز تمام
آوازوں سے جدا ہے۔ اور زندہ کرنا کام آواز خدا کا ہے۔ یعنی حقیقت میں یہ آواز خدا
کا ہے۔ اصل میں یہ آواز شہ کا ہے۔ اگرچہ حلقوم عبداللہ سے ہے۔ آدم علیہ السلام
کو آپ تمام اسماء آدم بتائے۔ اور سب کو آدم سے خبردار کیا گیا۔ یعنی آدم علیہ السلام
کا معلم خدا تعالیٰ ہوا۔ اور آدم سے تمام فرشتوں کو تعلیم اسماء کی کرائی گئی۔
اصل میں تعلیم خدا کا واسطہ آدم کو بنایا گیا۔ پانی خواہ نہر سے جستجو کر خواہ گھڑے سے
کیونکہ گھڑے کا پانی نہر سے آیا ہے۔ یعنی انسان کامل سے ہدایت خدا تعالیٰ کی طرف
سے ہے۔ کیونکہ ہادی صفت خدا تعالیٰ کی ہے۔ اور واسطہ انسان سے ظاہر ہوتی
ہے۔ اسی واسطے جناب رسول علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ خوشخبری ہے اس کو جس
نے دیکھا ہے مجھ کو۔ اور اس کو جس نے دیکھا ہے میرے دیکھنے والے کو۔ یعنی رسول اللہ
علیہ السلام کا نور خدا تعالیٰ سے ہے اس لئے رسولؐ کا دیکھنا عند اللہ دیکھنا ہوا۔

اور جس نے رسول ؐ کو آنکھ عشق سے دیکھا ہے۔ اس میں نور خدا کا سما گیا۔ نور محمد ؐ اور نور خدا کا ایک ہے۔ ہر دو کے دیکھنے والے کو خوشخبری برابر فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ نور ایک ہے۔ جیسے چراغ میں نور شمع کا ہے۔ جس نے چراغ کو دیکھا اس نے یقیناً شمع کو دیکھا۔ یعنی جب چراغ میں نور شمع کا ہے۔ تو چراغ کو دیکھنا اور شمع کا دیکھنا برابر ہے۔ اسی طرح ایک چراغ سے اگر سو چراغ روشن کیا جاوے تو چراغ آخری کا دیکھنا پہلے چراغ کا دیکھنا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں نور ایک ہے۔ خواہ چراغ آخری سے نور لے خواہ شمع سے درمیان میں فرق نہیں ہے۔ یعنی اول یا آخر میں نور ایک جیسا ہوتا ہے۔ نور میں کبھی فرق نہیں تھا۔ نہ ہونے والا ہے۔ جیسے نور شمع سورج اور چاند اور ستاروں میں آج تک فرق نہیں ہوا۔ نور خدا میں کس طرح فرق آسکتا ہے۔

فائدہ ۔ جاننا چاہئے۔ کہ مولانا نے اولیائے کرام سے اقتباس نور خدا کا طریقہ بیان فرمایا ہے۔ شمع سے مقصود نور ذات الٰہی کا ہے۔ اور چراغ سے مقصود نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جو نور ذات الٰہی سے اس کا ظہور ہے اور باقی چراغ جو نور رسول اللہ علیہ السلام سے روشن ہوئے ہیں۔ وہ تمام اولیائے کرام ہیں حقیقت میں یہ سب نور ایک نور کا مظہر ہیں۔ اس لئے آخری نور کا دیکھنا اول نور کا دیکھنا ہے بشرطیکہ آنکھ دیکھنے والی ہو۔ کیونکہ بشری آنکھ کو نور دیکھنے کی توفیق نہیں ہے۔ نور کو دیکھنا آنکھ عشق کا کام ہے۔ جیسے آنکھ بشری ابوجہل کی نور رسول علیہ السلام کو نہ دیکھا تھا۔ اور آنکھ عشق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تھا۔ اور نیز مولانا سالکان راہ طریقت کو تعلیم فرماتے ہیں۔ کہ جب تک طالب فنا فی الشیخ کا مقام حاصل نہ کرے فنا فی الرسول کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور جب تک فنا فی الرسول نہ ہو مقام فنا فی اللہ کا حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مقام فنا فی اللہ کے لئے فنا فی الشیخ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ واسطہ شیخ سے واسطہ رسول ؐ اور

خلاصۃ المقصود :- مولانا صلائے واسطہ رسول کے واسطہ خدا کا حاصل ہوتا ہے۔

ابنحہ کا بیان نغمہ پیر چنگی کے پیرایہ میں ذکر فرماتے ہیں۔ اور صلائے انحذ کا وہ آواز ہے جو خداوند عالم سے تمام ارواحوں نے بآواز الست کا ہر ایک روح اپنے قادر مراتب پر سنا ہے۔ اور وہ آواز آج تک جاری ہے۔ اور کان سننے والے اس کو سن رہے ہیں۔ صرف توجہ اور تعلیم رہبر کی ضرورت ہے۔ یعنی نغمہ باطن اولیائے اللہ سے پہلے تمام اجزائے نفسانی اور ہستی موہومہ فنا ہو جاتی ہے۔ اور پھر زندگی روحانی حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح آواز اسرافیل سے پہلے مردگی تمام مخلوق کی ہوکر پھر زندگی ہوگی۔ اسی واسطے جس آواز سے پہلے مردگی نہ ہوگی زندگی حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ پہلے مقام نیاز کا ہے۔ اور نیاز کا مقصود مردگی اور بے خودی کا ہے۔ صاحب طریقت کو جو آواز اسرافیل کیطرح پہلے مردگی سے زندگی بخشنے والا ہو۔ اس کے سننے کی ضرورت ہے آگے بیان صوت سرمدی کا جس کو اہل سلوک آواز الست سے نسبت فرماتے ہیں۔ مولانا نفحہ حق کے پیرایہ میں ذکر فرماتے ہیں"

نفحہ حق یعنی آواز حق کے بیان میں

گفت پیغمبر کہ نفحتہائے حق   اندریں ایام می آرد سبق

ترجمہ۔ حضور نے فرمایا ہے کہ خوشبو حق نے زمانہ کے اندر مست کیا ہوا ہے

گوش ہش دارید ایں اوقات را   در ربائید ایچنیں نفحات را

ترجمہ:۔ کان ہوش کا رکھو اور خوشبو حق کی حاصل کرو؟

نفحہ آید مر شمارا دید و رفت   ہر کرا مے خواست جان بخشید و رفت

ترجمہ:۔ نفحہ آیا اور ہمکو دیکھا جس کو چاہا جان بخشی اور پھر پھر ا آہ

جان آتش یافت زان آتش کشے   جان مردہ یافت از وے جنبشے

ترجمہ:۔ جان نے آتش کشی سے آتش پائی اور جان مردہ نے جنبش پائی ہے۔ آہ

جان ناری یافت از لطف   مردہ پوشید از بقائے او قبا

ترجمہ :۔ جان ناری نے فنا پائی اور مردہ سے پوشاک بقا کی پائی !

گر درافتد در زمین و آسمان زہرۂ شان آب گردد آں زمان

ترجمہ :۔ اگر یہ زمین یا آسمان پر پڑے، ان کا زہرہ پانی ہو جاوے

خود زبیمِ ایں دمِ بے منتہا باز خوان فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا

ترجمہ :۔ خوف اسی آواز بے انتہا سے زمین و آسمان نے انکار کر دیا

اشتر آمد ایں وجود خار خوار مصطفیٰ زادے بریں اشتر سوار

ترجمہ :۔ اونٹ کی طرح یہ وجود کانٹے کھانے والا ہے مصطفیٰ زادہ اس پر سوار ہے

مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی کلمینی یا حمیرا کلمی

ترجمہ مصطفیٰ آتے اور ہمدمی کے لیئے فرماتے کلام کر اے حمیرا کلام کر

جاں کمال ست و ندائے او کمال مصطفیٰ گویاں ارحنا یا بلال رض

ترجمہ آواز روح کو کمال ہے حضورؐ فرماتے ہمیں راحت دے ہم کو اے بلال رض

اے بلال افراز بانگ سلسلت زاں دمی کاندر دمیدم در دلت

ترجمہ :۔ اے بلال آواز کو بلند کر جو میں نے پھونک دیا ہے تجھ میں !

مصطفیٰ بے خویش شد زاں خوب صوت شد نمازش در شب تعریس فوت

ترجمہ :۔ حضور آواز خوش سے بے خویش ہو گئے شب تعریس میں نماز فوت ہو گئی

سر ازاں خواب مبارک بر نداشت تا نماز صبح دم آمد بچاشت

ترجمہ :۔ خواب مبارک سے سر نہ اٹھایا کہ نماز صبح سے چاشت کا وقت آگیا۔

در شب تعریس پیش آں عروس یافت جان پاک ایشاں دستبوس

ترجمہ ۔ شب تعریس میں آگے عروس کے جان پاک نے دستبوسی حاصل کی !

عشق و جاں ہر دو نہاں اند دستیر در عروسش خوانده ام عیبے مگیر

ترجمہ :۔ عشق اور روح دونوں پردہ میں ہیں ۔ اگر عروس کہا ہے تو عیب نہیں

روز باراں ست می رو تابہ شب　　　لے ازیں باران از باران رب

ترجمہ :- دن بارش کا ہے تو رات تک یہ بارش نہیں ۔ بارش رب سے ہے

شرح :- جناب پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خوشبو حق نے اس زمانہ کے اندر مست کیا ہوا ہے۔ یعنی آواز خدا کا زمانہ کے اندر جاری ہے اور اسی سے خوشبو حق کی آرہی ہے۔ جو انسان کیلئے قرب حق کی نشانی ہے۔ جس کے سننے کے لئے کان دل کی ضرورت ہے۔ کان ہوش کا رکھو اور خوشبو حق کی حاصل کرو۔ یعنی کان دل سے آواز حق کا سنکر خوشبو حق کی حاصل کرو۔ تاکہ قرب خدا کا ہو۔ نفحہ آیا اور تم کو دیکھا۔ جس کو چاہا۔ جان بخشی اور پھر پھرا۔ یعنی آواز حق کا آتا ہے۔ سننے والوں کو جان دیتا ہے اور پھر پھرتا ہے۔ جان نے آتش کش سے آتش پائی۔ اور جان مردہ نے اس سے جنبش پائی یعنی آواز حق سے عشق الٰہی کی آگ زیادہ ہوتی ہے۔ جان ناریں سے اس نے فنا پائی اور مردہ نے پوشاک بقا کی پہنی ہے۔ یعنی آواز حق سے آگ نفس کی سرد ہو جاتی ہے۔ اور مردہ دل کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اگر یہ پڑے زمین پر یا آسمان پر ان کا زہرہ پانی ہو جاوے۔ یعنی آواز حق کی امانت کا بھار انسان نے اٹھایا ہوا ہے۔ زمین اور آسمان نے خوف سے انکار کیا ہوا ہے۔ اور نہ ان کے اٹھانے کے قابل ہے۔ خوف اسی آواز بے انتہا سے پڑھ قولہ تعالیٰ ۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۔ ترجمہ :- تحقیق پیش کی ہم نے امانت پر آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پس انکار کیا انہوں نے نہ اٹھانے بھار امانت سے اور ڈر گئے اٹھانا اس کو انسان تحقیق بڑا ظالم اور جاہل تھا۔ اونٹ کی طرح یہ وجود ہمارا کانٹے کھانے والا ہے۔ اور مصطفٰے زادہ اس اونٹ پر سوار ہے۔ مصطفٰے زادہ سے مراد روح ہے اور روح سے مقصود آواز حق کا ہے یعنی ہمارا وجود

اونٹ کی مثال ہے اور مصطفےٰ زادہ آوازِ حق کا اس پر سوار ہے۔ مصطفےٰ آتے اور رہبری کے لئے فرماتے۔ کلمینی یا حمیرا کلام کر اے حمیرا کلام کر۔ اہل ظواہر کہتے ہیں حمیرا لقب حضرت عائشہؓ صدیقہ کا ہے یعنی جب حضور علیہ السلام اتصال حق کی حالت میں عشق میں بیقرار رہتے تھے۔ تو بی بی صاحبہ کو فرماتے تھے کہ کلام کرنا تیری کلام سننے سے حجاب دوری کا رفع ہو۔ اور اتصال مع اللہ کا حاصل ہو جائے اور سالکان طریقت اہل دل کے نزدیک حمیرا اس صورت کا نام ہے جو طالبان صادق اور عاشقان الٰہی کو آوازِ حق سننے سے صورت عروس سے نمودار ہوتی ہے اور اس کے حسن اور انوار بےرنگ دیکھنے سے طالبان حق کی ہستی فنا ہو جاتی ہے اور مقام سکر وارد ہو جاتا ہے حضرت رسول علیہ السلام کا خطاب بھی اسی صورت کی طرف تھا جسکی کلام سننے سے حجاب بشریت کا دفع ہو جاتا ہے اور جلوہ حق کا ظاہر ہوتا ہے۔ اسی واسطے مصطفےٰ زادہ کو مصطفےٰ کی طرح اسی کلام سننے کی ضرورت ہے حقیقت میں جب تمام آوازوں کا ظہور اسی آواز سے ہوتا ہے۔ تو حضرت بی بی عائشہ صدیقہ کا آواز اور حضرت بلال کا آواز اسی آواز کا ظہور ہے بشرطیکہ کان رسول علیہ السلام کے ہوں روح کو بھی کمال ہے اور آواز روح کا بھی کمال رکھتا ہے حضور علیہ السلام فرماتے تھے راحت دے ہم کو اے بلال یعنی آواز حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت بلال سے رسول علیہ السلام آواز الست کا سکر مستی اور راحت حاصل کرتے تھے صفات سے ذات کا آواز سننا رسول علیہ السلام کا کام ہے ہر کس کا کام نہیں۔ اے بلال آواز بے انتہا کو بلند کر اس آواز سے جو میں نے تجھ میں پھونکدیا ہے یعنی جو آواز تجھ میں ہے وہ میں نے تیرے سول میں پھونکدی ہے تیرا آواز نہیں ہے اصل میں آواز میرا ہے کیونکہ میرے روح سے تیرے روح کا ظہور ہے رسول علیہ السلام اس آواز خوش سے بیخویش ہو گئے تھے آپ کی نماز بھی شب تعریس میں فوت ہو گئی تھی جلوہ عروس میں بیخویش ہونے کا نام شب تعریس ہے یعنی رسول علیہ السلام کی نماز اس حالت بیخودی میں قضا ہو گئی۔ اس خواب مبارک سے سر نہ اٹھایا تھا یہاں تک کہ نماز صبح سے چاشت کا وقت آگیا۔ شب تعریس میں آگے عروس کے جان پاک سے دستبوسی حاصل کی تھی۔ یعنی عاشقان الٰہی کو جب معشوق صورت عروس میں اپنا جلوہ دکھاتا ہے تو مقام سکر کا اول پر وارد ہو جاتا ہے۔

اور حالت بیخولیش میں اپنے علم اور عقل سے فراموشی حاصل کرتے ہیں۔ بموجب قول شاہ شمس تبریز رحمتہ اللہ علیہ ؎

عروس معرفت چوں رخ نماید　　حسن خویشش عقل از تو رباید

ترجمہ:۔ عروس معرفت کی جب رخ دکھاویگی۔ تو حسن اپنے سے تیرے عقل کو لے جاوے گی اُس مقام میں نماز کسطرح ہوسکتی ہے۔ اس حالت میں نماز رسول کی قضا ہوگئی تھی۔ بلکہ جب قولہ تعالےٰ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی ؛

ترجمہ:۔ نہ قریب جاؤ نماز کے جب تم حالت سکر میں ہو اسلیئے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ عشق اور روح دونوں درپردہ چھپے ہوئے ہیں۔ اگر اُس کو میں نے عروس کہا ہے۔ تو عیب نہیں یعنی عروس اُس کو کہتے ہیں۔ جو لباس رنگارنگ اور زیورات ہر قسم سے آراستہ ہو اور درپردہ روح چھپا کر رکھے اسیواسطے عشق اور ذات کو تمام صفات سے مزین ہوکر درپردہ رہنے سے عاشقان الہٰی اگر عروس کہیں عیب نہیں۔ اہل معرفت اس راز سے باخبر ہیں بغیر عاشقان صادق اور سالکان طریقت کے عوام الناس کے سمجھانے کے قابل نہیں ہے۔ نعمات حق کو باران کی مثال میں ذکر فرماتے ہیں۔ دل بارش کا ہے۔ تورات تک جایہ بارش نہیں ہے۔ بارشس رب سے ہے۔ یعنی بارشس عالم دُنیا میں شروع ہے۔ تورات کی مثال آپ کو بیخویش کرکے سُن یہ بارشس ظاہر نہیں ہے۔ یہ باطنی بارشس رحمت الہٰی کی ہے۔

خلاصتہ المقصود:۔ مولانا کا مقصود امانت خدا سے آواز الست کا ہے۔ جو کان اہل دل کے سنتے ہیں۔ اور آگ نفس کی بجھاتا ہے۔ اور مردہ دلکو زندہ کرتا ہے۔ اور عشق خدا کی آگ بڑھاتا ہے۔ یہ آواز حق کا غیر مخلوق ہے۔ اسکا بھار اٹھانا مخلوق کا کام نہیں ہے۔ اسیواسطے زمین اور آسمان اور پہاڑوں نے انکار کردیا تھا۔ کیونکہ یہ آواز پہلے مردگی اور فنا کا کام کرنے والا ہے۔ اور مردگی زندگی ابدی بخشنے والا ہے انسان اسیوجہ سے ظالم اور جاہل تھا۔ جو مردگی اور فنا کا طلبگار ہے۔ کیونکہ بغیر مردگی کے

زندگی ابدی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ اور بغیر فنا کے بقا حاصل نہ تھا۔ اور بغیر بقا کے انسان کامل نہیں ہو سکتا تھا۔ اسیواسطے تمام عاشقان کی موت جسمانی زندگی ابدی حاصل کرنے کیلئے ہوتی ہے اگر موت جسمانی سے زندگی ابدی حاصل ہونیکا سبب نہ ہوتا تو دوستان خدا کو موت جسمانی ہرگز نہ آسکتی تحریر میں مجملاً اسیطرح لکھا جاتا ہے۔ اور اسکی تصدیق صحبت مرشد کامل سے صاحب طریقت حاصل کر سکتا ہے۔ آگے سوال کرنا حضرت بی بی عائشہ صدیقہؓ کا یا رسول اللہ آج بارش ہوئی ہے۔ اور آپ کے کپڑے کیوں پانی میں تر نہیں ہوئے ؛

آواز سوت سرمد باران غیب کے بیان میں

مصطفٰے روزے بگورستان برفت — با جنازہ یارے از یاران برفت

ترجمہ :- جناب رسول علیہ السلام ایکدن گورستان میں اپنے یار کے جنازہ پر تشریف لے گئے

چون زگورستان پیمبر بازگشت — سوئے صدیقہ شدہ دہمراز گشت

ترجمہ :- جب رسول علیہ السلام گورستان سے واپس ہو کر بی بی صاحبہ کے پاس آئے

چشم صدیقہ چون بر رویش فتاد — پیش آمد دست بروے می نہاد

ترجمہ :- آنکھ بی بی صاحبہ کی جب حضور پر پڑی تو اپنا ہاتھ رکھا۔

بر عمامہ روئے او و موئے او — بر گریبان و دبر بازوے او

ترجمہ :- دستار اور منہ مبارک اور گردن اور زانو پر ہاتھ رکھا۔

گفت پیمبر چہ میجوئی بشتاب — گفت باران آمد امروز از سحاب

ترجمہ :- رسول علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ کیا ڈھونڈھتی ہے حضور آج بارش ہوئی ہے

جامہایت می بجویم زان سبب — تر نمی بینم ز باران ای عجب

ترجمہ :- یا رسول اللہ بارش کے سبب سے آپکے کپڑے تر نہیں ہوئے یہ تعجب ہے

گفت چہ بر سر فگندی از ازار　　　گفت کردم آن ردائے تو خمار

ترجمہ :- رسول اللہ نے فرمایا سر پر کیا کپڑا کیا تھا حضور آپ کی چادر میرے سر پر تھی۔

گفت بہر آن نمودای پاک جیب　　　چشم پاکت را خدا باران غیب

ترجمہ :- رسول اللہ نے فرمایا اے عائشہ میری چادر کی برکت سے تمکو باران غیب دکھایا گیا

نیست این باران ازین ابر شما　　　ہست ابر دیگر و دیگر سما

ترجمہ :- اے عائشہ یہ بارش عالم دنیا سے نہیں بادل اور بارش اور ہے۔

آنچنین باران ابر دیگر ست　　　رحمت حق در نزولش مضمر ست

ترجمہ :- بارش دوسرے بادل سے اور رحمت خدا کی اسکے نازل ہونے میں چھپی ہوئی ہے

غیب را ابرے و آبے دیگر ست　　　آسمان و آفتابے دیگر ست

ترجمہ :- عالم ارواح کے بادل اور بارشں اور سورج دوسرے ہیں -

ناید آن الا کہ بر خاصان پدید　　　باقیان فی لبس من خلق جدید

ترجمہ :- ظاہر نہیں ہوتا مگر خاصوں پر باقی پردہ میں ہیں مخلوق نو سے -

ہست باران از پئے پروردگی　　　ہست باران از پئے پژمردگی

ترجمہ :- ایک بارش سے درختوں کو پرورگی ہوتی ہے اور ایک سے جل جاتے ہیں

قول پیغمبر شنو ای جان من　　　دور کن از خویشتن انکار و ظن

ترجمہ :- اے عزیز رسول علیہ السلام کا فرمان سن اور آپ سے انکار اور گمان کو دور کر

گفت پیمبر کہ سرمائے بہار　　　تن مپوشانید یاران زینہار

ترجمہ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ سردی ہوا بہار سے تن کو نہ چھپاؤ تم

زانکہ با جان شما آن میکند　　　کان بہاران با درختاں میکند

ترجمہ :- کیونکہ تمہارے بدنوں کے ساتھ وہ کام کرے گی جیسے درختوں سے کرتی ہے

در بہاران جامہ از تن میکنید　　　تن برہنہ جانب گلشن روید

ترجمہ: ۔ سردی بہار میں تن برہنہ ہو کر گلشن کی طرف جا ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

لیک بگریزید از بادِ خزان   کان کند کان کرد با باغ و رزان

ترجمہ: ۔ لیکن خزاں کی ہوا سے بھاگ۔ جاؤ کیونکہ تمہارا وہی حال کریگی جو باغ سے کرتی ہے

آں خزاں نزد خدا حرص و ہواست   عقل و جان ہمچوں بہار است و بقاست

ترجمہ: ۔ باد خزاں خدا کے نزدیک ہوا نفس کی ہے ۔ اور روح بہار کی مثال ہے۔

گر ترا عقلیست جزوی در نہاں   کامل العقلے بجو اندر جہان

ترجمہ: ۔ اگر تجھے عقل جزوی ہے۔ تو کامل العقل کی تلاش کر ۔ ۔ ۔

پس بتاویل ایں بود کانفاس پاک   چوں بہارست و حیات و برگ و تاک

ترجمہ: ۔ یہ انفاس پاک مثل بہار زندگی کے ہیں۔ اس تاویل سے ۔ ۔

از حدیث اولیا نرم و درشت   تن مپوشاں زانکہ دینت راست گشت

ترجمہ: ۔ کلام اولیا نرم اور سخت سے اپنے تن کو نہ چھپاؤ۔ اگر دین میں صدق ہے۔

گرم گوید سخت گو یا خوش بگیر   تا ز گرم و سرد بجہی و زسعیر

ترجمہ: ۔ گرم سرد سے خوش ہو تاکہ دوزخ گرم سرد سے نجات ہو

گفت ایں از بہر تسکین غم ست   گر مصیبت بر نژاد آدم ست

ترجمہ: ۔ رسول صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ تسکین غم کے لیے ہے جو مصیبت آدم پر آرہی ہے

گر بر آں آتش بماندے آدمی   بس خرابی اوفتادے و کمی

ترجمہ: ۔ اگر اس آگ پر آدمی رہتا تو خرابی میں گرفتار رہتا ۔

زاں جہاں اندک ترشح میرسد   تا نخیزد در جہاں حرص و حسد

ترجمہ: ۔ اُس جہاں سے رحمت کے قطرات دنیا کی آگ کو بجھا رہے ہیں ۔

گر ترشح بیشتر گردد ز غیب   نے ہنر ماند دریں عالم نہ عیب

ترجمہ: ۔ اگر زیادہ بارش ہو تو جہاں میں نہ ہنر رہے۔ اور نہ عیب

این ندارد حد سوئے آغاز رو سوئے قصہ پیر چینگی باز رو

ترجمہ:۔ اس کی حد نہیں۔ قصہ پیر چینگی کا بیان کر ٭ ٭ ٭ ٭

شرح:۔ جناب رسول علیہ السلام ایک دن گورستان میں اپنے ایک یار کے جنازہ پر تشریف لے گئے۔ جب رسول علیہ السلام گورستان سے واپس تشریف لائے تو بی بی عائشہ صدیقہ رضؓ کے پاس آئے آنکھ بی بی صاحبہ کی جب رسول علیہ السلام پر پڑی تو حضور پر اور دستار اور منہ مبارک اور گردن اور بازوؤں اور زلفوں پر ہاتھ رکھا۔ تو رسول علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ کیا ڈھونڈھتی ہے۔ عرض کیا یا رسولؐ اللہ آج بادل سے بارش ہوئی ہے۔ اور آپ کے کپڑے تر نہیں ہیں۔ یہ تعجب کی بات ہے۔ حضور نے فرمایا اے عائشہ تو نے سر پر کیا کپڑا کیا تھا۔ عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ کی چادر میرے سر پر تھی حضور نے فرمایا اے عائشہ میری چادر کی برکت سے خدا تعالیٰ نے تیری آنکھ کو پاک کر دیا ہے۔ اور باراں غیب کا تجھکو دکھایا گیا ہے اے عائشہ یہ بارش بادل عالم دنیا سے نہیں بادل بھی اور ہے اور بارش بھی اور ہے۔ یہ بارش دوسرے بادل سے ہے۔ اور رحمت خدا کی اوسکے نازل ہونے میں چھپی ہوئی ہے۔ عالم ارواح کے بادل اور بارش دوسری ہے۔ آسمان اور سورج دوسرا ہے۔ ظاہر نہیں ہوتا مگر خاصوں پر باقی پردہ میں ہیں۔ پیدا کرنے مخلوق نو سے یعنی عالم ارواح سے بغیر خاصان خدا کے تمام لوگ پردہ میں ہیں۔ ایک بارش سے درختوں کی پرورد گی ہوتی ہے۔ اور ایک بارش ایسی ہوتی ہے۔ جس سے تمام درخت جل جاتے ہیں۔ یعنی ایک باران سے باد بہاری پیدا ہوتی ہے۔ اور جن درختوں میں جان ہوتی ہے۔ ان کو سبز اور ثمردار کر دیتی ہے۔ اور ایک باراں سے باد خزان چلنے لگتی ہے۔ جس سے تمام درختوں کے برگ اور ثمر گر جاتے ہیں اے عزیز رسول کا فرمان سن اور آپ سے انکار اور گمان کو دور کر یعنی دوستان الہٰی پر کسی قسم کا انکار اور بدظنی نہ کر اور ہر حال میں حسن ظن ہو۔ حدیث شریف میں رسول علیہ السلام فرماتے ہیں غنیمت جانو سردی بہار کو کیونکہ تمہارے بدنوں پہ وہی عمل کریگی جیسا درختوں کے ساتھ کرتی ہے۔ اور بچاؤ سردی خزان سے کیونکہ وہ بھی تمہارے ساتھ وہی

کام کرے گی۔ جو درختوں سے کرتی ہے۔ سردی بہار میں تن برہنہ ہو کر گلشن کی طرف جاؤ یعنی اہل اللہ کی خدمت میں اپنے وجود دل کو برہنہ کر دو تاکہ ہوا بہار سے اس کی مُردگی دور ہو جاوے لیکن خزان کی ہوا سے بھاگ جاؤ کیونکہ تمہارا وہی حال کریگی جیسے باغ کا کرتی ہے۔ باد خزان خدا کے نزدیک ہوا نفس کی ہے۔ اور عقل اور روح اور پرہیزگاری ہوا بہار کی مثال ہے۔ یعنی صحبت اہل نفس سے باد خزان کا اثر پیدا ہوتا ہے۔ جو دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ اور صحبت صاحب عقل اور صاحب روح سے باد بہاری مراد ہے۔ جو درخت دل کو زندگی بخشدیتی ہے۔ اور بثمر دار کرنیوالی ہے۔ اگر تجھے عقل جزوی ہے۔ تو کامل العقل کی جہاں میں تلاش کر اور اس کی صحبت سے عقل کل کو حاصل کر۔ اس تاویل سے یہ انفاس پاک مثل بہار زندگی اور برگ انگور کے ہیں۔ یعنی ہوائے بہار صحبت اہل اللہ کی درخت معرفت الٰہی کو زندگی بخشنے سے صاحب برگ اور بثمر کر دیتی ہے۔ کلام اولیا نرم اور سخت سے اپنے تن کو نہ چھپاؤ اگر تجھے دین میں صدق ہے۔ گرم کہے یا سرد کہے خوش ہو جا تاکہ دوزخ گرم اور سرد سے تجھے نجات حاصل ہو۔ یعنی اولیاؤں کے زیر فرمان ہو جا اور سختی اور نرمی کلام پر صبر کر تاکہ ان کا اتباع تیرے دل میں ہر حال میں پورا ہو جاوے۔ اور کسی قسم کا اعتراض پیدا نہ ہو آگے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا سوال کرنا کہ یا رسول اللہ آج کے دن باران ہونیکی کیا حکمت تھی۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ تسکین غم کے لئے ہے۔ جو مصیبت آدم پر آرہی ہے۔ اگر اُس آگ پر آدمی رہتا تو خرابی میں گرفتار ہوتا۔ اُس جہاں سے باران رحمت کے قطرات ٹپکتے ہیں تاکہ دُنیا کی آگ حرص ہوا اور حسد کی جلانے کا کام نہیں کر سکتی۔ اگر زیادہ بارش غیب سے ہو جاوے۔ تو جہاں میں نہ کوئی ہنر باقی رہے۔ اور نہ عیب اسکی حد نہیں قصہ مرد چنگی کا بیان کر

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا کا مقصود باران غیب سے آواز صوت سرمدی کا ہے۔ جو اہل طریقت کو مثل آواز جرس اور مگس اور جوش دیگ اور باراں رعد کے سنائی دیتا ہے۔ جسکے سننے سے تمام اجزا حواس نفسانی فنا ہو جاتے ہیں اور حواس روحانی قید نفس سے فراغت پا کر مقام اتصال مع اللہ کا حاصل کرتے ہیں جسکے واسطے

تربیت اور تلقین اور توجہ مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ حکیم سنائی کا قول ہے۔ جس سے مولانا عالم روحانی کا ذکر فرماتے ہیں:

آسمان ہاست در ولایت جاں　　کار فرمائے آسمان جہاں

ترجمہ:۔ ولایت روح میں آسماں ہیں۔ بلکہ عالم دنیا کے آسمان کا تمام عمل انکے فرمان سے ہے

در رہِ روح پست بالا ہاست　　کوہہا وے بلند دریا ہاست

ترجمہ:۔ عالم ارواح میں نشیب اور بلندی ہے۔ پہاڑ اونچے اور دریا ہیں:

عالم ارواح میں تمام خلق کے ارواح موجود ہیں۔ اور ارواح کی شکل اجسام کے مطابق ہوتی ہے تمام عالم اجسام کا عالم ارواح میں موجود ہے۔ اور عالم اجسام کا حکم عالم ارواح سے ہو رہا ہے۔ مگر یہ مسئلہ صحبت مرشد کامل سے حاصل ہوتا ہے۔ جسم کو روح کا دیکھنا محال ہوتا ہے۔ البتہ صاحب روح کو یہ فیصلہ ہو سکتی ہے مولانا کا مقصود یہ ہے کہ صحبت دوستان خدا کی باد بہار کی ہے اور اہل دنیا کی صحبت باد خزاں کی ہے باد بہار کے آگے اپنے جسم کو ننگا کر دو اور باد خزاں سے اپنے جسم کو چھپا لو:

پیر چنگی کا خداتعالےٰ کو سرود سنانا

مطربے کز وے جہاں شد پر طرب　　رستہ ز آوازش خیالات عجب

ترجمہ:۔ سرود کر نیوالا خوش آواز تھا۔ اُس کے آواز سے خیالات عجیب پیدا ہوتے تھے

چوں بر آمد روزگار و پیر شد　　باز جانش از عجز پشتہ گیر شد

ترجمہ:۔ جب زمانہ گذرا اور بوڑھا ہوا۔ اُس کی پشت خم ہو گئی:

گشت آواز لطیف جانفزاش　　ناخوش و مکروہ زشت و دلخراش

ترجمہ:۔ آواز جانفزا اوس کا ناخوش اور بہت برا ہو گیا:

غیر آواز عزیزاں در صدور　　کہ بود از عکس دم شاں نفخ صور

ترجمہ:۔ بغیر آواز ہندوستان خدا کے جو اُن کے سینہ میں ہے۔ آواز اسرافیل سے ہے

چونکہ مطرب پیر تر گشت و ضعیف ۔ شد ز بیکسی رہین یک رغیف

ترجمہ:۔ جب سرود کرنے والا بوڑھا اور ضعیف ہو گیا اور روٹی کا محتاج ہوا۔

گفت عمرت و مہلتم دادی بسے ۔ لطفہا کردی خدایا با خسے

ترجمہ:۔ اُس نے کہا اے خدا تو نے مجھے عمر دی ہے۔ اور بہت مہربانی کی ہے۔

معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال ۔ باز نگرفتی ز من روزے نوال

ترجمہ:۔ خدا تعالےٰ میں نے ستر سال گناہ کئے اور تو نے میری روزی بند نہیں کی۔

نیست کسب امروز مہمان توام ۔ چنگ بہر تو زنم کان توام

ترجمہ:۔ اے خدا تعالےٰ آج میں تیرا مہمان ہوں اور تجھے سرود سناتا ہوں۔

چنگ را برداشت شد اللہ جو ۔ سوئے گورستان یثرب آہ گو

ترجمہ:۔ چنگ کو اٹھایا اور اللہ کی جستجو میں لگا اور گورستان مدینہ میں پہنچا۔

چنگ زد بسیار گریاں سر نہاد ۔ چنگ بالیں کرد بر گورے فتاد

ترجمہ:۔ چنگ کو بجایا اور بہت رویا اور چنگ کو سر کے نیچے رکھ کر سو گیا۔

خواب بردش مرغ جانش از حبس رست ۔ چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست

ترجمہ:۔ نیند آ گئی اور اُس مرغ جان قید سے آزاد ہو گیا چنگ سے رہائی حاصل کی

آن زماں حق بر عمرؓ خوابے گماشت ۔ تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ پر خواب طاری ہو گیا۔ اور روکنے کی توفیق نہ رہی۔

سر نہاد و خواب بردش خواب دید ۔ کامدش از حق ندا جانش شنید

ترجمہ:۔ سر رکھ کر سو گئے خدا سے ندا آئی جو آنکے روح نے سنی۔

آن ندائے کاصل ہر بانگ و نداست ۔ خود ندا آنست و ایں باقی صداست

ترجمہ:۔ وہ آواز جو جڑ ہر آواز کی ہے یہی آواز ہے۔ باقی صدا ہے۔

ہر دمی از وے ہمی آید الست　　جوہر و اعراض میگردند مست

ترجمہ:۔ ہر ساعت آواز الست کا جاری ہے روح اور جسم اس سے مست ہیں۔

ترک کرد و پارسی گو و عرب　　فہم کرد است آں ندارا گوش و لب

ترجمہ:۔ ترکی اور فارسی اور عربی نے یہ ندا کان اور لب سے سنا ہے

خود چہ جائے ترک و تاجیک ست زنگ　　فہم کرد است آں ندارا چوب سنگ

ترجمہ:۔ کیا جگہ ترک اور فارس کی لکڑی اور پتھر نے اس ندا کو سمجھا ہے

شرح:۔ وہ سرود کرنے والا جس سے جہاں خوشحال ہوتا تھا۔ اور اسکے آواز سے خیالات عجیب پیدا ہوتے تھے۔ جب زمانہ گذر گیا اور بوڑھا ہوگیا اور پشت خم ہوگیا۔ آواز لطیف جانفزا اس کا ناخوش اور بہت برا ہوگیا بغیر آواز دوستاں حدا کے جو انکے سینہ میں ہے۔ اور وہ عکس آواز اسرافیل سے ہے یعنی تمام آواز دنیا کے فنا ہونیوالے ہیں۔ اور آواز الہٰی ہمیشہ قائم رہیگا کیونکہ آواز حق کا فنا پذیر نہیں ہے جب سرود کرنیوالا بہت بوڑھا اور ضعیف ہوگیا وہ سبب کسب ہونیسے ٹکڑے روٹی کا محتاج ہوا یعنی تمام دنیا سے نا امید ہو کر خدا کیطرف رجوع کیا اسنے کہا کہ اے خدا تعالےٰ تونے مجھے عمر دی ہے۔ اور مہلت دی اور مجھپر بہت مہربانی کی اے خدا تعالےٰ میں نے ستر سال گناہ کئے اور تونے ایکدن بھی میری روزی بند نہیں کی اے خدا تعالےٰ آج دن میرا کسب نہیں ہے۔ میں تیرا مہمان ہوں اور تجھے اپنا سرود سناتا ہوں یعنی میرا کسب سرود ہے۔ اور وہی کسب تیری خدمت میں پیش کرتا ہوں چنگ کو اٹھایا اور اللہ کی جستجو میں لگا گورستان مدینہ میں صاحب درد پہنچا چنگ کو بجایا اور زاری کر کے بہت رویا اور چنگ کو سر کے نیچے رکھکر قبر پر سو گیا سرود کرنیوالے کو نیند آگئی اور اسکا مرغ جان قید سے آزاد ہوگیا چنگ والے نے چنگ سے رہائی حاصل کی یعنی سرود سے تمام ہستی اسکی نیست و نابود ہوگئی اور خواب کی طرح تمام خواہشات اور ارادہ سے آزادی حاصل ہوئی اس وقت حضرت عمرؓ پر خواب طاری ہوگیا اور آپ کو

خواب رد کنے کی توفیق نہ رہی سر رکھا اور سو گئے اور خواب دیکھا خدا تعالےٰ سے ندا آئی جو اُنکے
روح نے سُنی وہ آواز جو جڑھ ہر آواز کی ہے۔ اصل میں ندا یہی ہے۔ اور باقی صدا ہے۔
یعنی آوازِ الٰہی الست کا ندا ہے۔ اور باقی تمام دنیا کے صدا اُس آواز کی ہے۔ جو صاحب
طریقت کو معلوم ہے۔ اور ہر وقت جاری ہے۔ ہر ساعت خدا تعالےٰ سے آوازِ الست کا جاری
ہے۔ ہمارے روح اور جسم اُس سے مست ہیں یعنی اُس آواز سے حضرت عمرؓ نے آواز سنا ترکی اور
فارسی اور عربی نے یہ ندا کان اور لب سے سنا کیا جگہ ترک اور فارس کی ہے۔ لکڑی اور پتھر
نے بھی اِس ندا کو سمجھ لیا فائدہ جاننا چاہیئے کہ مولانا آوازِ الٰہی کو ندا اور آواز مخلوق کو صدا فرماتے
ہیں۔ اصطلاح میں جو آواز گنبد سے لوٹ کر واپس آتا ہے۔ اسکو صدا کہا جاتا ہے۔ اسی صورت
میں آوازِ الٰہی کو ندا اور آوازِ مخلوق کو صدا فرماتے ہیں۔ یعنی سب سے پہلے آوازِ الست بربکم آوازِ الٰہی
ندا ہے۔ اور آوازِ بلیٰ مخلوق سے صدا ہے۔ آوازِ الست الٰہی کو تمام مخلوق نے ایک جیسا
سنا ہے۔ جس کو اہلِ طریقت نے آوازِ انحد کا نام رکھا ہوا ہے۔ اور وہ ندا ہر وقت جاری ہے
اور سننے والوں سے صدا بلیٰ کی ہر وقت ہو رہی ہے۔ مگر یہ راز بغیر توجہ مرشد کامل کے پانا
محال ہے۔ اس آواز کو لکڑی اور پتھر نے بھی سُن لیا ہے ؛

خلاصۃ المقصود:- مولانا قصہ پیر چنگی کے ضمن میں آوازِ صوت سرمدی کا ذکر اور طالبان
اہل طریقت کو عمل خدا کیلئے کرنیکا طریقہ سمجھایا ہے۔ جو کام خالصاً
اللہ ہو اگرچہ ظاہر میں کسب دنیا کا ہو اسکی جزا اللہ پر ہوتی ہے دنیا کے سب کام فنا ہونیوالے ہیں
اور اللہ کا کام ہمیشہ باقی رہیگا جو عمل خلقت سے قطع تعلق کر کے خدا کیواسطے صدق دل سے کیا
جائے اگرچہ پیر مرد کیطرح خلاف شریعت ظاہر دکھائی دیتا ہو خدا تعالےٰ اپنے بندے کو اسکے اجر سے کبھی محروم نہیں فرما

ستون حنانہ کا فراق رسول میں انسان کیطرح رونا

استن حنانہ از ہجر رسول　　نالہ میزد ہمچو ارباب عقول

ترجمہ:۔ ستون حنانہ ہجر رسول علیہ السلام سے انسان عاقل کیطرح روتا تھا۔

در میان مجلس وعظ آنچناں　　کز وے آگہ گشت ہم پیر و جواں

ترجمہ:۔ مجلس وعظ میں اسقدر روتا تھا۔ کہ تمام بوڑھے اور جوان آواز سن رہے تھے

در تحیر ماندہ اصحاب رسول　　کز چہ می نالد ستوں با عرض و طول

ترجمہ:۔ اصحاب رسول اللہ صلعم کے تعجب میں تھے۔ کہ یہ ستون کیوں اس قدر رو رہا ہے

گفت پیغمبر چہ می خواہی ستوں　　گفت جانم از فراقت گشتہ خوں

ترجمہ:۔ رسول صلعم نے فرمایا اے ستون کیا چاہتا ہے۔ یا رسول اللہ صلعم میری جان تیرے فراق میں خون ہو گئی ہے

از فراق تو مرا چوں سوخت جاں　　چوں ننالم بے تو ای جان جہاں

ترجمہ:۔ تیرے فراق میں میری جاں جل گئی۔ اے جان جہاں میں کسطرح نہ نالہ کروں

مسندت من بودی از من تافتی　　بر سر منبر تو مسند ساختی!

ترجمہ:۔ میں آپ کی سند تھا۔ مجھکو چھوڑ کر آپ نے منبر کو مسند بنایا ×

پس رسولش گفت کای نیکو درخت　　ای شدہ با سر تو ہمراز بخت

ترجمہ:۔ رسول صلعم نے فرمایا اے نیک درخت تیرا ہمراز بخت ہے۔ اب کیا چاہتا ہے

گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند　　شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

ترجمہ:۔ اگر تو چاہتے تو تجھے کھجور پھل دالہ بنادیں مشرق مغرب والے میوہ کھائیں

یا دراں عالم حقت سرو ے کند　　تا تر و تازہ بمانی تا ابد

ترجمہ:۔ تا تجھے عالم آخرت میں خدا تعالے سرو بنادے اور ہمیشہ تر و تازہ رہے۔

گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش　　بشنو ای غافل کم از چوبے مباش

ترجمہ:۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلعم تیرے دید اسکا طالب ہوں اے غافل لکڑی سے کم نہ ہو

آں ستوں را دفن کرد اندر زمین　　تا چوں مردم حشر گردد یوم دین

ترجمہ:۔ اس ستون کو دفن کرایا گیا۔ تاکہ قیامت کے دن انسان ہو کر اٹھے گا

شرح:- ستون حنانہ ہجر رسول علیہ السلام میں انسان عاقل کیطرح مجلس وعظ میں اسقدر روتا تھا کہ تمام بوڑھے اور جوان اسکا آواز سُن رہے تھے اصحاب رسول اللہ صلعم کے بہایت تعجب میں تھے کہ یہ ستون کس لیئے اسقدر رو رہا ہے۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ستون تو کیا چاہتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم میری جان تیرے فراق میں خون ہو گئی ہے۔ تیرے فراق سے جب میری جان جل گئی ہے۔ اور آپ جان تمام جہاں کی ہیں۔ ہیں کسطرح آپکے سوا نہ گریں میں تیری مسند تھا۔ مجھکو چھوڑکر آپنے منبر کو مسند بنالیا ہے۔ واضح ہو کہ جب جماعت صحابہ رسول علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمکو وعظ میں رُخ مبارک حضور انور کا دکھائی نہیں دیتا اور ہم تشنہ طلبگار دیدار کے ہیں آپ اپنے منبر بنانیکا حکم فرمایا جسوقت منبر تیار ہو گیا اور حضرت جس ستون سے تکیہ لگا کر وعظ فرماتے تھے اسکو چھوڑکر منبر پر تشریف لے گئے اور اس ستون نے جدائی حضرت سے اسقدر رونا شروع کیا کہ تمام اصحاب رسول علیہ السلام کے چھوٹے بڑے اُسکے رونے کا آواز سُن رہے تھے۔ اس واسطے اُسکا نام حنانہ یعنی رونے والا رکھا گیا۔ جناب رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نیک درخت تیرا ہمراز بخت ہو گیا ہے۔ اب کیا چاہتا ہے اگر تو چاہے تو تجھے کھجور بنادیں اور ہمیشہ تیرے ساتھ پھل سبز رہے۔ مشرق اور مغرب والے تیرا میوہ کھاتے رہیں یا تجھے عالم آخرت میں خدا تعالےٰ سرو بنادے اور ہمیشہ تروتازہ رہے چونکہ عاشق صادق کی طلب دنیا اور آخرت سے بیزاری ہوتی ہے اسلئے ستون نے عشق رسول صلعم میں ترک دنیا اور آخرت کرکے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم تیرے دیدار سے ہمیشہ بقا کا طلبگار ہوں لے غافل لکڑی سے تو کم نہ ہو اس ستون کو زمین میں دفن کرایا گیا تاکہ قیامت کے دن انسان ہو کر امت محمدیں اٹھایا جاویگا اور دیدار رسول علیہ السلام سے مشرف ہوگا

خلاصتہ المقصود:- جناب رسول علیہ السلام سے لکڑی خشک نے زندگی حاصل کی اور انسان ہونیکا مقام حاصل کیا اسیطرح جسمیں عشق رسول ظہور کرتا ہے وہ انسان ہو جاتا ہے۔ اور جسمیں عشق رسول نہیں وہ انسان نہیں ہے اگرچہ ظاہر میں صورت انسان کی ہے،

کیونکہ عشق رسول صلعم انسان کا حق ہے۔ آگے پتھروں کا آواز سنا اور اُن سے صدا سننے کا ذکر۔

پتھروں کا ابوجہل کی مٹھی میں کلمہ شریف پڑھنا

سنگہا اندر کف بوجہل بود — گفت ای احمد بگو ایں چیست زود

ترجمہ:۔ پتھریاں ابوجہل کی مٹھی میں تھیں ابوجہل نے کہا اے احمد میری مٹھی میں کیا ہے۔

گر رسولی چیست در دستم نہاں — چوں خبر داری ز راز آسمان

ترجمہ:۔ اگر تم رسولؐ ہو تو بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا چیز پوشیدہ ہے۔

گفت چوں خواہیم بگویم کان چہاست — یا بگویم آنکہ ماحقیم و راست

ترجمہ:۔ رسولؐ نے فرمایا میں بتاؤں یا خود بتا دے کہ ہم فلاں چیز ہیں۔

گفت بوجہل ایں دویم نادر تر است — گفت آرے حق ازیں قادر تر است

ترجمہ:۔ ابوجہل نے کہا دوسری بات عجیب تر ہے آپ نے فرمایا خدا قادر ہے۔

گفت شش پارہ حجر در دست تست — بشنو از ہر یک تو تسبیح درست

ترجمہ:۔ حضورؐ نے فرمایا چھ کنکرے پتھر کے تیرے ہاتھ میں ہیں۔ ہر ایک سے تسبیح سن

از میان مشت او ہر پارہ سنگ — در شہادت گفتن آمد بیدرنگ

ترجمہ:۔ ابوجہل کی مٹھی میں ہر ایک کنکر نے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کیا

لا الٰہ گفت الا اللہ گفت — گوہر احمد رسول اللہ سفت

ترجمہ:۔ پتھریوں نے لا الٰہ الا اللہ کہکر محمد رسول اللہ پڑھا کر

چوں شنید از سنگہا بوجہل ایں — زد ز خشم آں سنگہا را بر زمین

ترجمہ:۔ جب ابوجہل نے پتھریوں سے یہ سنا غصہ سے اُنکو زمین پر پھینک دیا

گفت نبود مثل تو ساحر دگر — ساحراں را سر توئی و تاج سر

ترجمہ:۔ ابوجہل نے کہا تیرے جیسا کوئی ساحر نہیں تم تمام ساحروں کے سردار ہو

چوں بدید آں معجزہ بوجہل تفت　　گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت

ترجمہ:۔ جب ابوجہل نے یہ معجزہ دیکھا غصہ ناک ہوکر گھر چلا گیا۔

خاک بر فرقش کہ بد کور لعین　　چشم او ابلیس آمد خاک بین

ترجمہ:۔ خاک اسکے سر پر جو اندھا اور لعین تھا۔ آنکھ اُسکی ابلیس کی تھی خاک دیکھنے والی

ایں سخن را نیست پایاں ای عمو　　قصہ آں پیر چنگی باز گو

ترجمہ:۔ اس سخن کا انتہا نہیں اب پھر قصہ پیر چنگی کا کہہ ؏ ؏ ؏

شرح:۔ پتھریاں ابوجہل کی مٹھی میں تھیں ابوجہل نے کہا اے احمد میری مٹھی میں کیا چیز ہے۔ اگر تم رسول ہو تو بتاؤ کہ میرے ہاتھ میں کیا چیز پوشیدہ ہے۔ جب تم راز آسماں سے خبر رکھتے ہو رسول صلعم نے فرمایا کہ تم کس طرح چاہتے ہو۔ کہ میں بتاؤں کہ وہ کیا چیز ہے یا خود بتادے کہ ہم فلاں چیز ہیں ابوجہل نے کہا دوسری بات عجائبات سے ہے۔ آپ نے فرمایا حق تعالےٰ اس پر قادر ہے۔ رسول صلعم نے فرمایا کہ چھ پتھریاں تیرے ہاتھ میں ہیں ہر ایک سے تسبیح سُن ابوجہل کی مٹھی میں ہر ایک پتھری نے کلمہ شہادت کا پڑھنا شروع کیا پتھریوں نے لاالہ الا اللہ کہکر محمد رسول اللہ پڑھا جب ابوجہل نے پتھریوں سے یہ سنا غصہ سے اُن پتھریوں کو زمین پر پھینکدیا ابوجہل نے کہا تیرے جیسا کوئی ساحر نہیں ہے۔ بلکہ تم ساحروں کے سردار اور سرتاج ہو ابوجہل نے یہ معجزہ دیکھا غصہ ناک ہوکر گھر کیطرف چلا گیا خاک اوسکے سر پر جو اندھا اور لعین تھا۔ آنکھ اُسکی ابلیس کی تھی۔ خاک دیکھنے والی اِس سخن کا انتہا نہیں ہے۔ اب پھر قصہ پیر چنگی کا کہہ ؏

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا نے جیسے ندا سے صدا آنیکا ذکر پتھر سے فرمایا ہے علیٰ ہذا القیاس تمام موجودات سے ندا سننے سے صدا کا آواز جاری ہے۔ جو بغیر صاحب دل کے اُسکا سننا محال ہے۔ اور رسول علیہ السلام کا آواز ندا الہٰی سے تھا۔ اسلئے ندا سے صدا کا آواز تھا پس رسول علیہ السلام کا ندا تمام جمادات نباتات

سنتے تھے۔ اور صدا اسے جواب دیتے تھے۔ افسوس ہے کہ نباتات اور حیوانات رسول کی آواز سنیں اور انسان نہ سن سکے جو آنکھ حقیقت بیں نہیں رکھتا وہ نابینا ہے ابوجہل بھی ابلیس کیطرح خاک دیکھنے والی آنکھ رکھتا تھا جیسے ابلیس آدم علیہ السلام کو بشر دیکھتا تھا۔ اور اسکو روح خدا کیطرح راہ نملا تھا اسلئے ملعون کیا گیا اسیطرح ابلیس کی مثال انبیا اور اولیا کی بشریت دیکھنے والوں کا یہی حال ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا ندا سنکر پیر چنگی کو تلاش کر کے انعام دینا

بازگرد و حال مطرب گوش دار ۔ زانکہ عاجز گشت مطرب زانتظار

ترجمہ:۔ پھر مطرب کیطرف کان رکھ کہ انتظار سے مطرب عاجز ہو رہا ہے۔

بانگ آمد مر عمر را کای عمر ۔ بندۂ ما را ز حاجت باز خر

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ کو ندا آئی کہ ای عمر میرے بندے کی حاجت پوری کر

بندہ داریم خاص و محترم ۔ سوئے گورستان تو رنجہ کن قدم

ترجمہ:۔ ہمارا بندہ خاص ہے گورستان کی طرف قدم رنجہ کر۔

ای عمرؓ برجہ ز بیت المال عام ۔ ہفت صد دینار در کف نہ تمام

ترجمہ:۔ اے عمر تو بیت المال سے سات سو دینار اپنے ہاتھ میں

پیش او بر کای تو ما را اختیار ۔ اینقدر بستان کنوں معذور دار

ترجمہ:۔ اس کے پاس لیجا اور کہو کہ اسقدر اب لے باقی جب چاہو لے لینا

پس عمرؓ از ہیبت آواز جست ۔ تا میاں را بہر ایں خدمت ببست

ترجمہ:۔ پس حضرت عمرؓ آواز سنکر اٹھے اور خدمت کے واسطے کمر باندھی

سوئے گورستان عمرؓ بنہاد رو ۔ در بغل ہمیاں دوان در جستجو

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ نے گورستان کی طرف بغل میں ہمیاں لے کر جستجو کرنی شروع کی

گرد گورستان دوان شد او بسے ۔ غیر آن پیر او ندید آنجا کسے

ترجمہ:- گرد اگرد گورستان کے بہت دوڑے بغیر اس بوڑھے کے کسی کو نہ پایا۔

گفت حق فرمود مارا بندہ ایست
صافی و شائستہ و فرخندہ ایست

ترجمہ:- خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میرا بندہ خاص اور لائق ہے۔ ÷ ÷ ÷

پیر چنگی کے بود مرد خدا
حبذا ای سر پنہاں حبذا

ترجمہ:- یہ کب ہو سکتا ہے۔ بندہ خاص خدا کا یہ راز پوشیدہ ہے۔ واہ واہ

بار دیگر گرد گورستان بگشت
ہمچوں آں شیر شکاری گرد دشت

ترجمہ:- دوسری دفعہ پھر پھرے گورستان میں مثل شیر شکاری کے جنگل میں

چوں یقین گشتش کہ غیر پیر نیست
گفت در ظلمت دل روشن بسے ست

ترجمہ:- جب یقین ہو گیا کہ سوائے بوڑھے کے کوئی نہیں روشن دل سیاہی میں چھپا ہوتا ہے

آمد و با صد ادب آنجا نشست
بر عمرؓ عطسہ فتاد و پیر جست

ترجمہ:- حضرت عمرؓ آکر با ادب بیٹھ گئے آپ کو عطسہ آیا اور بوڑھا اٹھ بیٹھا

مر عمرؓ را دید ماند اندر شگفت
عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت

ترجمہ:- حضرت عمرؓ کو دیکھ کر ڈر سے بھاگنے کا ارادہ کیا اور کانپا۔

پس عمرؓ گفتش مترس از من مرم
کت بشارتہا ز حق آوردہ ام

ترجمہ:- حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو مجھ سے نہ ڈر میں خدا سے خوشخبری لایا ہوں۔

چند یزداں مدحت خوئی تو کرد
کہ عمرؓ را عاشق روئے تو کرد

ترجمہ:- خدا تعالےٰ نے اس قدر تیری تعریف کی ہے۔ کہ عمرؓ کو تیرا عاشق کر دیا ہے۔

حق سلامت میکند می پرسدت
چونی از رنج و غمان بیحدت

ترجمہ:- خدا تعالےٰ تجھے سلام دیتا ہے۔ اور پوچھتا ہے تیرا کیا حال ہے اس رنج و غم

نک قراضہ چند ابریشم بہا
خرج کن ایں را و باز اینجا بیا

ترجمہ:- یہ نقد تیرا انعام ہے۔ خرچ کر اور پھر اس طرف آ ÷ ÷ ÷ ÷

بانگ میزد کای خدائی بی‌نظیر — بسکہ از شرم آب شد بیچارہ پیر

ترجمہ:- بوڑھے نے فریاد کی اور شرم سے پانی پانی ہوگیا ٭ ٭

چوں بسے بگریست از حد رفت درد — چنگ از بر زمیں زد خورد کرد!

ترجمہ:- جب بہت رویا اور چنگ کو زمین پر مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

پس عمرؓ گفتش کہ ایں زاری تو — ہست ہم آثار ہشیاری تو

ترجمہ:- حضرت عمرؓ نے کہا کہ زاری سے تیرا نشان ہوشیاری کا ہے۔

راہ فانی گشتہ راہ دیگر ست — زانکہ ہشیاری گناہ دیگر ست

ترجمہ:- راہ فنا ہونیکا دوسرا ہے کیونکہ ہوشیاری دوسرا گناہ ہے۔

ای خبرہات از خبردہ بیخبر — توبہ از تو از گناہ تو بتر

ترجمہ:- خبر دنیا خبر دینے سے بیخبر ہے اور تیری توبہ گناہ سے بدتر ہے۔

ای تو از حال گذشتہ توبہ جو — کے کنی توبہ ازیں توبہ بگو

ترجمہ:- حال گذشتہ سے توبہ کرنے والے توبہ سے کب توبہ کرے گا ٭

چونکہ فاروق آئینہ اسرار شد — جان پیر از اندرون بیدار شد

ترجمہ:- حضرت عمرؓ آئینہ اسرار ہوا تو جان بوڑھے کی بیدار ہوگی —

پیر دامن راز گفتگو فشاند — نیم گفتہ در دہان او بماند

ترجمہ:- بوڑھے نے گفتگو بند کی اور منہ میں آدھی بات رہ گئی ٭ ٭ ٭

شرح:- پھر حال مطرب کیطرف کان رکھا اسواسطے کہ انتظار سے مطرب عاجز ہو رہا ہے حضرت عمرؓ کو ندا آئی کہ ای عمرؓ میرے بندے کی حاجت پوری کر ہمارا بندہ خاص صاحب عزت ہے۔ گورستان کیطرف قدم رنجہ کر اے عمرؓ تو بیت المال سے سات سو دینار لیکر اسکے پاس جا اور کہو کہ تجھے اختیار ہے۔ کہ اسقدر اب لے لو اور باقی جب چاہو لے لینا حضرت عمرؓ آواز سنکر اٹھے اور اسکی خدمت کیلئے کمر باندھی گورستان

کیطرف منہ رکھا بغل میں ہمیانی لیکر جستجو کرنی شروع کی گرد اگرد گورستان کے بہت دور سے بغیر اس بوڑھے کے کسی کو نا پایا حضرت عمرؓ نے کہا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میرا بندہ خاص ہے اور پاک صاف اور لائق ہے پیر چنگی کب ہوسکتا ہے۔ بندہ خاص خدا کا واہ وہ یہ راز پوشیدہ ہے دوسری دفعہ پھر سے گورستان میں مثل شیر شکاری کے جنگل میں جب یقین ہوا کہ سوائے اس بوڑھے کے گورستان میں کوئی دوسرا نہیں اسوقت کہا روشن دل سیاہی میں چھپا ہوا ہوتا ہے حضرت عمرؓ بادب خدمت میں بیٹھ گئے آپکو عطسہ آیا اور وہ بوڑھا خواب سے اٹھا حضرت عمرؓ کو دیکھکر حیران ہوا ڈر سے بھاگنے کا ارادہ کیا اور کانپنے لگا حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو مجھسے نہ ڈر میں خدا سے خوشخبری لایا ہوں خدا تعالےٰ نے استقدر تیری تعریف کی ہے۔ کہ عمرؓ کو تیرا عاشق رخ کا کردیا ہے۔ خدا تعالےٰ تجھے سلام دیتا ہے اور پوچھتا ہے تیرا کیا حال ہے اس رنج و غم سے یہ نقد تیرا انعام ہے۔ آج کے روز کا خرچ کر اور پھر اسطرف آکر لے لینا پیر چنگی نے فریاد کی اور کہا ای خدا یہ بوڑھا شرم سے پانی پانی ہوگیا ہے۔ جب بہت رویا اور غم حد سے گذر گیا چنگ کو زمین پر مارکر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حضرت عمرؓ نے کہا کہ تیرا زاری سے فنا ہونا یہ بھی نشان ہوشیار ہونیکا ہے۔ راہ فنا ہونیکا اور ہے کیونکہ ہوشیار ہونا دوسرا گناہ ہے۔ خبر دنیا تیرا خبر دینے سے بیخبر ہے۔ اور تیری توبہ گناہ تیرے سے بدتر ہے اے حال گذشتہ سے توبہ کرنیوالے توبہ سے توبہ کب کریگا جب حضرت عمرؓ آئینہ اسرار کا ہوا تو جان بوڑھے کی اندر سے بیزار ہوگئی بوڑھے نے گفتگو بند کردی منہ میں آدھی بات رہ گئی ۔

خلاصۃ المقصود: — مولانا حکایت پیر چنگی کے ضمن میں ایک ذکر چنگ آواز نفس اور عمل جو متعلق زبان کے ہے اور دوسرا آواز روح جس سے سالکان طریقت مقام فنا مالفنا سے اتصال مع اللہ حاصل کرتے ہیں بیان فرمایا ہے یعنی تمام آواز نفس کے بیکار ہوجاتے ہیں۔ اور آواز روح سے انسان رجوع الی اللہ کیطرف کرتا ہے تو خدا تعالےٰ حضرت عمرؓ یعنی مرشد کامل کیواسطے سے پہلے التوام ملاقات پیر کامل کی عطا فرماتا ہے۔ اور بعدہٗ طالب کو مقام فرد اور نیاز سے مقام فنا کا حاصل ہوتا ہے۔ جہاں ارادہ عبودیت اور توبہ کی جگہ نہیں ہوگی

کیونکہ ارادہ عبودیت اور توبہ نیت میں ہے اور ثمینت مقام میں کفر ہے مگر یہ راز ہے جو توجہ اور صحبت اور تلقین ہے
مرشد کامل سے عوام الناس کے فہم سے بعید ہے آگے ایک جان خرچ کرنے سے دوسری جان حاصل ہونے کی مثال فرمائی

عاشق کی سخاوت خدا تعالیٰ کو جان دینا ہے

گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند ۔ دو فرشتہ خوش منادی میکنند

ترجمہ:۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دو فرشتہ نصیحت کیلئے منادی کرتے ہیں

کای خدایا منفقاں را سیر دار ۔ ہر درم شاں را عوض دہ صد ہزار

ترجمہ:۔ اے خدا خرچ کرنیوالوں کو ہر درم کے بدلے سو ہزار درم عطا فرما

ای خدایا ممسکاں را در جہاں ۔ تو مده الا زیاں اندر زیاں

ترجمہ:۔ اے خدا بخیل کو جہاں میں کچھ نہ دے مگر زیاں دے

منفق و ممسک محل بیں بہ بود ۔ چوں محل باشد موثر می شود

ترجمہ:۔ بخیل اور سخی اپنی جگہ بہتر ہوتا ہے ۔ اور اپنا اثر دکھاتا ہے

ای بسا امساک از انفاق بہ ۔ مال حق را جز بامر حق مده

ترجمہ:۔ بہت جگہ بخل سخاوت سے بہتر ہوتا ہے ۔ خدا کے مال کو امر کے سوا نہ دے

تا عوض یابی تو مال بیکراں ۔ تا نباشی از عداد کافراں

ترجمہ:۔ بدلہ مال بہت پائیگا تاکہ نہ ہو تم شمار کافروں سے

کاشتراں قرباں ہمی کردند تا ۔ چیرہ گردد تیغ شاں بر مصطفےٰ

ترجمہ:۔ کافر اونٹ قرباں کرتے تھے ۔ کہ تلوار رسول صلعم پر غالب ہو

امر حق را باز داں از واصلے ۔ امر حق را در نیابد ہر دلے

ترجمہ:۔ امر حق کا واصل جانتا ہے ۔ ہر بشر نہیں جانتا

آں درم دادن سخی را لائق ست ۔ جاں سپردن خود سخائے عاشق ست

ترجمہ:- سخی کو درم دینا لائق ہے۔ اور جان دینی عاشق کی سخاوت ہے ۔

نان دہی از بہر حق نانت دہند
جان دہی از بہر حق جانت دہند

ترجمہ:- روٹی اگر خدا کی راہ میں دیگا۔ تجھکو روٹی دینگے جان دیگا تو جان دینگے

ہر کہ کارد گردد انبارش تہی
لیکنش اندر مزرعہ باشد بہی

ترجمہ:- جو کاشت کرتا ہے وہ انبار خالی کرتا ہے۔ مگر کھیتی میں بہتری ہوتی ہے۔

وانکہ در انبار ماند صرفہ کرد
اسپش و موشش و حوادثہا خورد

ترجمہ:- جسنے غلہ جمع کر کے خرچ نہ کیا اُس کو گھن چوہا اور حادثوں نے کھا لیا

شرح:- رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ نصیحت کیلئے دو فرشتے منادی کرتے ہیں۔ کہ اے خدا تعالے کے راہ میں خرچ کرنیوالوں کو سیر رکھ اور ہر درم کے بدلے سو ہزار درم عطا فرما اے خدا تعالے بخیل کو جہاں میں کچھ نہ دے مگر زیاں کے اندر زیاں دے بخیل اور سخی ایک جگہ برابر ہوتا ہے اپنی اپنی جگہ اثر دکھاتا ہے یعنی سخاوت اور بخل جو اللہ کے واسطے ہو۔ انکا عمل ایک ہے۔ جیسے سخاوت ریا اور بخل نفس کا ایک کام کرتا ہے۔ اسلئے سخاوت ریا سے بخل اچھا ہے بہت بخل سخاوت سے بہتر ہوتا ہے ۔ مال خدا کو خدا کے امر کے سوا نہ دینا چاہئے یعنی خدا کا مال خدا کے راہ میں خرچ کرنا چاہئے جو مال خدا کیلئے محض خالصاً للہ خرچ ہو اُسکا بدلہ بیحساب معمول کو ملیگا بدلہ مال مشیما پائیگا بشرطیکہ کافروں سے شمار نہ ہو کافر اوقات قربان کرتے تھے نہ انکی ملوار روٹی پر غالب ہوا مرحق کو داخل خدا جانتا ہے۔ ہر حق کو ہر بشر نہیں جانتا درم سخی کو دینے لائق ہیں اور جان دینی عاشقوں کی سخاوت ہے روٹی اگر خدا کی راہ میں دے تو تجھکو روٹی دینگے اگر جان خدا کی راہ میں دیگا تو تجھکو جان دینگے یعنی فنا سے بقا حاصل کر جسنے غلہ انبار میں جمع کر کے رکھا اور خرچ نہ کیا گھن اور چوہا اور حادثوں نے کھا لیا ۔

خلاصۃ المقصود:- مولانا فرماتے ہیں۔ کہ خدا کا کام خدا کیواسطے جبتک نہ ہو اسکا اجر خدا پر نہیں ہے عاشقوں کی سخاوت جان خدا تعالے کو دینا ہے۔ یعنی فنا

سے تبا حاصل ہوتا ہے اگر جان خدا کے راہ میں دیگا تو خدا تمکو ایسی جان عطا فرمادیگا جسکو کبھی موت نہ ہوگی عام لوگوں کی خیرات مال اور خاص لوگوں کی خیرات جان ہے جس سے تمام ہستی انسان کی فنا ہو کر ہستی حق کی باقی رہ جاتی ہے ؛؛

قصہ بادشاہ سخی کا اور جھگڑا عورت مرد کا

یک خلیفہ بود در ایام پیش ۔ کردہ حاتم را گدائے جود خویش

ترجمہ :۔ پہلے زمانہ میں ایک خلیفہ تھا ۔ کہ حاتم اس کی سخاوت کا گدا تھا ۔

در جہاں خاک ابر و آب بود ۔ مظہر بخشائش وہاب بود

ترجمہ :۔ عالم خاکی میں ابر کی مثل تھا مظہر بخشائش الہیٰ کا ۔

ہم عجم ہم روم ہم ترک و عرب ۔ ماندہ از جود و سخائش در عجب

ترجمہ :۔ کیا عجم کیا روم کیا عرب اس سخاوت سے تعجب میں تھے

آب حیوان بود دریائے کرم ۔ زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم

ترجمہ :۔ آب حیوان تھا دریا کرم کا عرب اور عجم کی زندگی تھی

یک شب اعرابی زنے مر شوی را ۔ گفت از حد برد گفت و گوی را

ترجمہ :۔ ایک رات اعرابی کی عورت نے مرد کے ساتھ جھگڑا کیا ۔

کین ہمہ فقر و جفا ما می کشیم ۔ جملہ عالم در خوشی ما ناخوشیم

ترجمہ :۔ ہم فقر اور فاقہ کھینچ رہے ہیں تمام جہاں خوشی میں ہے ۔

کز غنا و فقر ما گشتیم خوار ۔ سوختیم از اضطراب و اضطرار

ترجمہ :۔ ہم رنج فقر فاقہ سے نہایت خواری اور بیقراری سے جل رہے ہیں

ناگہ او و ز سے در آید مہماں ۔ شرمساری ہا بریم از وے بجاں

ترجمہ :۔ اگر مہمان آجاوے تو ہمکو نہایت شرمندگی ہوتی ہے ۔

سوئے گفتش چند جوئی دخل و کشت | خود چہ ماند از عمر افزوں تر گذشت

ترجمہ:۔ مرد نے کہا کب تک نفع ڈھونڈیگی تھوڑی عمر باقی رہ گئی ہے۔

اندریں عالم ہزاراں جانور | می زیند خوش عیش می زیر و زبر

ترجمہ:۔ مرد نے کہا ہزاروں قسم کے جانور خوشی سے جیتے ہیں اور ایسے جیتے ہیں۔

حمد میگوید خدا را عندلیب | کاعتماد رزق بر تست ای مجیب

ترجمہ:۔ بلبل خدا کا شکر کہتی ہے۔ اور خدا ہی سے رزق کھاتی ہے

شکر می گوید خدا را فاختہ | بر درخت و برگ شب ناساختہ

ترجمہ:۔ شکر خدا گیرا کرتا ہے۔ درخت پر سامان بہتیں رکھتا ہے

ہمچنیں از پشہ گیری تا بہ فیل | شد عیال اللہ و حق نعم المعیل

ترجمہ:۔ مچھر سے ہاتھی تک عیال اللہ کا ہے۔ اور خدا بہت اچھا صاحب عیال ہے

مرد قانع از سر اخلاص و سوز | دین نسق میگفت با زن تا بروز

ترجمہ:۔ مرد قناعت کرنیوالا اخلاص اور سوز سے اسطرح کہتا تھا

گفت ای زن تو زنے یا بوالحزن | فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن!

ترجمہ:۔ اے زن تو زن ہے۔ یا زخم جگر فقر کو رسول صلعم نے فخر فرمایا ہے۔

کار درویشی ورائے فہم تست | سوئے درویشاں بنگر سست سست

ترجمہ:۔ درویشی کا کام تیرے عقل سے باہر ہے تو نظر حقارت سے نہ دیکھ

زانکہ درویشی ورائے کارہاست | دمبدم از حق برایشاں راعطاست

ترجمہ:۔ درویشی تمام کاموں سے علیحدہ ہے درویشوں کو حق سے روزی عطا ہوتی ہے

فقر فخری نز گزافست و مجاز | صد ہزاراں عز پنہانست و ناز

ترجمہ:۔ فقر سے فخر نہ بیہودہ گوئی ہے۔ بلکہ عزت اور ناز اس میں پوشیدہ ہے

چونکہ برگردی و سرگشتہ شوی | خانہ را گردندہ بینی آں توئی

ترجمہ:۔ جب تیرا پریشانی سے سر پھرتا ہے۔ تو تمام گھر کو پھرتا دیکھتا ہے

شرح:۔ پہلے زمانہ میں ایک خلیفہ وقت تھا جو حاتم طائی اسکی سخاوت سے گدا رکھا

طلبگار رہتا ۔عالم خاکی میں ابر اور آب کی مثال تھا مظہر ابتث لئش اپنی کا کیا عجم کیا روم کیا
ترک کیا عرب اسکی سخاوت سے تعجب میں تھے آب حیات ۔ تھا وہ دریا کرم کا اس سے عرب
اور عجم کی زندگی تھی ۔ ایک رات اعرابی عورت نے مرد کے ساتھ جھگڑا کیا اور حد سے زیادہ
بڑھا اور کہا کہ ہم فقر اور فاقہ کھینچ رہے ہیں ۔ اور تمام جہاں خوشی میں ہے اور ہم ناخوش ہیں ۔ ہم
رنج فقر اور فاقہ سے نہایت خواری اور بیقراری سے جل رہے ہیں ۔ اگر ناگاہ ایکدن مہمان آجائے
تو ہمکو نہایت شرمندگی ہوگی یعنی عورت کی مرد کے ساتھ اسطرح کی شکایت رہی ۔ مرد نے کہا کہ
تو کبتک نفع کو ڈھونڈ ھیگی زیادہ عمر گذر گئی ہے اور باقی تھوڑی رہ گئی ہے ۔ مرد نے کہا اس جہان
میں ہزارہا قسم جانور رونگا ہے ۔ وہ خوشی سے جیتے ہیں ۔ اور کسب اور بے ہنر ہیں ۔ بلبل خدا کا شکر
کرتی ہے خدا کی توکل پر رزق خدا سے کھاتی ہے ۔ پیر اخدا کا شکر کرتا ہے ۔ درخت پر رات کا
سامان نہیں رکھتا اسطرح مچھر سے ہاتھی تک تمام عیال اللہ کا ہے ۔ اور خدا تعالے بہت اچھا
صاحب عیال ہے ۔ مرد قناعت کرنیوالا اخلاص اور سوز سے اسطرح کہتا تھا ۔ مرد نے کہا
ای زن تو زن ہے ۔ یا زخم جگر کا ہے ۔ فقر کو رسول علیہ السلام نے اپنا فخر فرمایا ہے مجھے طعنہ نہ مار
بموجب حدیث شریف اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ ۔ ترجمہ :۔ فقر میرا فخر ہے اور مجھے فقر سے عزت ہے
درویشی تمام کاموں سے علیحدہ ہے درویشوں کو دمبدم خدا تعالے سے مال اور روزی عطا
ہوتی ہے ۔ فقر سے فخر نہ ہستی ہے اور نہ بیہودہ گوئی ہے ۔ بلکہ عزتیں اور نازاس میں پوشیدہ
ہیں ۔ جب تیرا پریشانی سے سر پھرتا ہے ۔ تو تمام گھر کو پھرتا دیکھتا ہے حقیقت میں گردش تیرے سر کی ہے

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا کا مقصود خلیفہ سے خلیفہ بحق حضرت رسول کریم صلعم
اور اولیا کرام جو مظہر رسول کے ہیں مرد ہے عورت سے
نفس اور مرد سے عقل ہے ۔ جو خواہشات ماسوا اللہ سے خیالات دل انسان میں پیدا
ہوتے ہیں وہ نفس سے ہیں ۔ اور جو خاص خیال اللہ کے واسطے ہو وہ عقل سے ہے ۔ نفس
جب توجہ مرشد کامل سے ریاضت و مجاہدہ فقر فاقہ سے عاجز ہوتا ہے ۔ تو عقل تین قسم کے

طعنے اور شکایات کرتا ہے ::

رسول علیہ السلام کو ابوجہل و صدیق اکبرؓ کے دیکھنے میں فرق

دید احمد را ابوجہل و بگفت
زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت

ترجمہ :۔ رسول علیہ السلام کو ابوجہل نے دیکھکر کہا کہ تیرا نقش بنی ہاشم سے زشت ہے

گفت احمد مر ورا کے راستی
راست گفتی گرچہ کار افراشتی

ترجمہ :۔ حضور نے فرمایا ای ابوجہل تو سچ کہتا ہے۔ اگرچہ زشت زیادہ کہا ہے

دید صدیقش بگفت ای آفتاب
نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب

ترجمہ :۔ صدیق اکبرؓ نے دیکھ اور کہا اے آفتاب روشنی مشرق کی آپ سے ہے

گفت احمد راست گفتی ای عزیز
ای رہیدہ تو ز دنیائے نہ چیز

ترجمہ :۔ حضور نے فرمایا اے یار تو نے سچ کہا ہے دنیا سے رہائی پانے والا

حاضراں گفتند کای صدر الوری
راست گو گفتی تو دو ضد را چرا

ترجمہ :۔ حاضرین نے کہا یا رسول اللہ دو ضد کہنے والے کو راست گو کیسے فرمایا ہے

گفت من آئینہ ام مصقول دست
ترک و ہندو در من آں بیند کہ ہست

ترجمہ :۔ حضور نے فرمایا میں آئینہ صاف ہوں ترک اور ہندو اپنی شکل دیکھتے ہیں

شرح :۔ رسول علیہ السلام کو ابوجہل نے دیکھا اور کہا کہ تیرا نقش بنی ہاشم کی قوم سے نہایت بدصورت ہے حضور نے فرمایا کہ ابوجہل تو سچ کہتا ہے۔ اگرچہ بدصورت زیادہ کہا ہے۔ جب دیکھا صدیق اکبرؓ نے تو کہا۔ کہ اے آفتاب روشنی مشرق اور مغرب کی آپ سے ہے۔ حضور نے فرمایا اے یار تو نے سچ کہا ہے اے دنیا ناچیز سے رہائی پانے والا حاضرین نے کہا

یارسول اللہ وہ صفت کہنے والوں کو راست گو کیسے فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا میں آئینہ ہوں صاف
ترک اور ہندو مجھ میں اپنی شکل کو دیکھتے ہیں اسلئے ہر دو سچ کہنے والے ہیں ۔

خلاصۃ المقصود:۔ انبیا اور اولیاء کرام کی یہی حالت ہے۔ ہر شخص اپنی صورت کو دیکھتا ہے حسن ظن اور کفر سے بدظنی نمودار ہوتی ہے۔ انبیا اور اولیا کی صورت مثل شیشہ کے ہے ہر شخص شیشہ میں اپنا عکس دیکھتا ہے۔

مرد کا عورت سے سختی کرنا اور عورت کا نیازمندی سے پیش ہونا

ای دریغا مر ترا گنجا بدے   تا ز جانم شرح دل پیدا شدے

ترجمہ:۔ افسوس ہے اگر تجھ میں گنجائش ہوتی تو میری جان شرح دل کی بیان کرتی

ایں سخن شیرست در پستان جان   بے کشندہ خوش نمیگردد رواں

ترجمہ:۔ یہ سخن پستاں جان میں شیر ہے۔ بغیر کھینچنے کے نہیں آتا

مستمع چوں تشنہ و جوئندہ شد   واعظ از مردہ بود گوئندہ شد

ترجمہ:۔ سننے والا پیاسا ہو واعظ مردہ بھی وعظ کرتا ہے ۔

چونکہ نامحرم درآید از درم   پردہ در پنہاں شوند اہل حرم

ترجمہ:۔ جب نامحرم گھر میں داخل ہو تو سب حرم پردہ میں چھپ جاتے ہیں ۔

کے بود آواز چنگ از زیر و بم   از برائے گوش بے حس واصم

ترجمہ:۔ کب سنتا ہے بہرہ آواز چنگ کو جس کے کان کی حس نہ ہو

ہر کسے را خوب و خوش زیبا کنند   از برائے دیدۂ بینا کنند

ترجمہ:۔ جس کو آراستہ کیا جاوے وہ آنکھ کیلئے ہوتا ہے نابینا کو کیا ضرورت ہے

گر جہاں را پر در مکنوں کنم   روزئی تو چوں نباشد چوں کنم

ترجمہ:۔ اگر جہاں کو جواہرات سے بھردوں تیری روزی نہ ہو تو میں کیا کروں

ترک جنگ و رہزنی ای زن بگو ۔ ورنہ من گوئی بترک من بجو

ترجمہ:۔ اے عورت لڑائی کو چھوڑ دے ورنہ مجھے چھوڑ دے

گر خمش گردی وگرنہ آں کنم ۔ کہ ہمیں دم ترک خان و مان کنم

ترجمہ:۔ چپ رہ ورنہ میں اپنا گھر بار بالکل چھوڑ دوں گا

پا برہنہ گشتن بہست از کفش تنگ ۔ رنج و غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ

ترجمہ:۔ پا برہنہ اچھا ہے۔ جوتی تنگ سے گھر کے رنج سے سفر اچھا ہے

زن چو دید اور اکہ تند و توسن است ۔ گشت گریاں گریہ خود دام زن است

ترجمہ:۔ عورت نے جب مرد کو دیکھا کہ سختی کر رہا ہے تو رونا شروع کیا

زن در آمد از طریق نیستی ۔ گفت من خاک شما ئم نیستی

ترجمہ:۔ عورت عاجزی سے آئی اور کہا تیری خاک پا ہوں مجھے عورت ہو نیکا نہ دیں

جسم و جان و ہرچہ ہستم آں تست ۔ حکم و فرماں جملگی فرماں تست

ترجمہ:۔ جسم اور فرمان اور حکم اور جان سب کچھ تیرا ہی ہے

گر ز درویشی دلم از صبر جست ۔ بہر خویشم نیست ایں بہر تو ہست

ترجمہ:۔ اگر درویشی سے دل بے قرار ہوا ہے۔ تو محض تیرے لئے اپنے لئے نہیں

تو مرا در درد ہا بودے دوا ۔ من نمی خواہم کہ باشم بے نوا

ترجمہ:۔ تو میرے درد کا دوا ہے میں نہیں چاہتی کہ تو مجھے آزاد کرے

خویش من واللہ کہ بہر خویش تو ۔ ہر نفس خواہد کہ میرد پیش تو

ترجمہ:۔ اے میری جان مجھے اللہ کی قسم ہے میں تیرے لئے چاہتی ہوں تیرے آگے مرنے کیلئے تیار ہوں

چوں تو با من ایں چنیں بودے بظن ۔ ہم ز جان بیزار گشتم ہم ز تن

ترجمہ:۔ جب تجھے ایسا گمان ہے تو میں جان سے بیزار ہوں اور تیری رضا کی طلبگار ہوں

کفر گفتم نک بایمان آمدم ۔ پیش حکمت از سر جاں آمدم

ترجمہ:- میں اپنے کفر سے جو کیا تھا۔ اب ایمان لائی ہوں اور تیرے حکم کے آگے سر جھکایا ہے

چوں ز عفو تو چراغ ساختم　　توبہ کردم اعتراض انداختم

ترجمہ:- تیرے بخشش سے چراغ روشن ہے۔ توبہ کر کے اعتراض کو چھوڑ دیا ہے۔

زیں نسق میگفت با لطف و گشاد　　در میاں گریہ در رو افتاد

ترجمہ:- اسطرح کہتی تھی محبت اور نیاز سے روتی ہوئی مونہہ کے بل گر پڑی

گریہ چوں از حد گذشت و ہائے ہائے　　زاں کشش مرد را دل تشنہ رحم آئے

ترجمہ:- گریہ عورت کا جب حد سے گذرا تو مرد کا دل رحم میں آ گیا

شد ازاں باراں یکے برقے پدید　　زد شرارے در دل مرد وحید

ترجمہ:- اس بارش ایسی بجلی پیدا ہوئی کہ درد دل مرد میں ظاہر ہو گیا

آنکہ از نازش دل و جان خوں بود　　چونکہ آید در نیاز او چوں بود

ترجمہ:- جس کے ناز سے دل اور جان زخمی ہو اگر نیاز کرے تو کیا حالت ہو گی

شرح:- افسوس ہے کہ اگر تجھ میں گنجائش ہوتی تو میری جان شرح دل کی بیان کرتی یہ سخن پنہان جان میں شیر ہے بغیر کھینچنے کے نہیں آتا سننے والا پیاسا اور جستجو کرنیوالا ہو واعظ مردہی وعظ کرنیوالا ہوتا ہے یعنی طالب صادق کو پیر ناقص سے کلام ہدایت کی ظہور میں آتی ہے کیونکہ مقصود طلب ہے اور ہادی خدا تعالے ہے۔ طالب صادق کو ہدایت خدا پر ہوتی ہے۔ اور ناقص پیر کامل سے کلام ہدایت سے محروم ہوتا ہے جب نامحرم گھر میں داخل ہو تو سب اہل حرم پردہ میں چھپ جاتے ہیں۔ کب سنتا ہے بہرا آواز چنگ کو جسکے کان کی حس نہ ہو جسکو زیب و زینت سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ وہ آنکھ دیکھنے والے کیلئے ہوتا ہے نابینا کیلئے کیا ضرورت ہے مولانا فرماتے ہیں۔ کہ مرد نے عورت کو اسطرح سے بہت مثالوں سے سمجھایا اور کہا کہ تیری آواز کبھی پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ حریص کبھی غنی نہیں ہو سکتا اگر جہاں کو موتی اور جواہرات سے میں بھر دوں تو اگر تیری روزی نہ ہو تو میں کیا کروں اب لڑائی اور سرزنی کو اسے

عورت چھوڑ دے ورنہ مجھے چھوڑ دے چپ رہ ورنہ میں ابھی دہ کر دونگا کہ اپنا گھر بار بالکل چھوڑ دونگا
پابرہنہ اچھا ہے جوتی تنگ سے یعنی سفر کا اچھا ہے مگر کے جنگ سے یعنی جب عقل نے نفس کے ساتھ
مقابلہ کیا جیسے مرد عورت کو طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے۔ اسوقت عورت تابع ہوگئی اور گریہ کرنا
شروع کیا اسواسطے مولانا فرماتے ہیں کہ جبتک عقل انسان کا غالب نہ ہو اور نفس کو مغلوب نہ کرے
نفس ہرگز تابع نہیں ہو سکتا۔ عورت نے جب مرد کو دیکھا کہ نہایت سختی کر رہا ہے۔ تو اسوقت
رونا شروع کیا کیونکہ جال عورت کا ہے اور پانی آنکھوں سے آگ غصہ کی سرد ہو جاتی ہے اسی
طرح بندہ گناہ گار جب جناب باری تعالے میں گریہ اور نیاز کرنے لگتا ہے تو خدا تعالے انسان
کیطرف نظر رحمت کی فرماکر تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے مگر بغیر تکلیف اور بلا کے انسان کو
نیاز کیطرف راہ نہیں ملتا اسواسطے خدا تعالے انسان کو بلا میں گرفتار کر کے راہ نیاز کا دکھاتا ہے
اور نیاز سے رحمت کا حقدار بنادیتا ہے عورت مرد کے پاس عاجزی کے راہ سے آئی اور کہا کہ
میں تیری خاک پا ہوں میرے دل میں تیری عورت ہونیکا ناز نہیں میرا جسم اور فرمان اور حکم اور جان
سب کچھ تیرا ہے اگر درویشی سے میرا دل بیقرار ہوا ہے تو اپنے لئے نہیں ہے۔ محض تیرے لئے
ہے تو میرے لئے تمام درد کا دوا ہے یہ میں نہیں چاہتی کہ تو مجھسے آزادی کرے اے میری
جان مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میں سب تیرے لئے چاہتی ہوں اور ہر دم تیرے آگے مرنے کو
تیار ہوں جب تجھے مجھے ایسا گمان ہوا ہے۔ تو میں تن اور جان سے بیزار ہوں محض تیری رضا
کی طلبگار ہوں میں اپنے کفر سے جو کچھ کہا تھا۔ اب ایمان لائی ہوں اور تیرے حکم کے آگے
سر رکھدیا ہے جب تیرے بخشش سے میں نے چراغ روشن کیا ہے میں نے توبہ کی ہے اور
تمام اعتراض چھوڑ دیا ہے۔ ایسا کہتی تھی محبت اور نیاز سے روتی روتی منہ کے بل گر پڑی
گریہ عورت کا جب حد سے گذرا تو عورت کے رونے سے مرد کا دل رحم میں آگیا۔ اس
باراں سے ایک ایسی بجلی پیدا ہوئی جو اس چنگاری سے درد دل کا مرد میں ظاہر ہوگیا۔
جسکے ناز سے دل اور جان زخمی ہو اگر وہ نیاز کرے تو پھر کیسی حالت ہوگی :: —

خلاصۃ المقصود:۔ نفس جب جہاد خلاف نفس سے روح کے تابع ہو جاتا ہے۔ اور بحکم روح فرمان پذیر ہوتا ہے اور تمام اعتراضات اور شکایات خدا سے فراغت پاکر صاحب ایمان ہو جاتا ہے۔ جب تک نفس تابع روح کے نہ ہو مقصود حاصل نہیں ہو سکتا مولانا فرماتے ہیں۔ کہ جب خدا تعالیٰ باوجود بیقرمانی اور نازکے انسان پر مہربانی فرماتا ہے تو جب انسان نیاز کے مقام پر آجائے تو خدا کی کیسی رحمت ظہور کرتی ہوگی۔ واضح ہو کہ جیسے خدا تعالیٰ کو انسان سے رابطہ محبت کا ہے ایسے مرد کو رابطہ محبت کا عورت سے ہے علیٰ ہٰذا القیاس ہر شے کو اپنی اصل کیطرف رابطہ محبت کا ہوتا ہے جنس جنس سے تعلق رکھتی ہے۔ غیر جنس سے محبت ہرگز نہیں ہو سکتی اسی طرح سے عاشق اور معشوق کی حقیقت ایک نہ ہو تو رابطہ محبت قائم نہیں ہو سکتا۔ آدم میں روح خدا کا ہے۔ بموجب قولہٖ تعالےٰ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ترجمہ:۔ پھونکدیا آدم میں روح اپنا اور کہہ اے محمدؐ روح امر رب کا ہے خدا تعالےٰ کو اسلئے انسان سے محبت ہے جو اس میں حقیقت اپنی سمائی ہوئی ہے۔ اور نفس کی اصلیت روح ہے اسواسطے روح کی محبت نفس سے ہے۔ اسیطرح عورت کی پیدائش مرد سے ہے۔ اس لئے مرد کی محبت عورت سے ہے۔ جب روح کی اصلیت خدا تعالےٰ سے ہے جو صاحب روح ہیں اونکی محبت خدا تعالےٰ سے ہوتی ہے اور نفس کی پیدائش جسم سے اور جسم کی قطرہ منی رحم سے ہوتی ہے اسلئے بغیر قطرہ منی رحم کے نفس کی محبت پوری نہیں ہو سکتی جس چیز کا عمل غالب ہو جاتا ہے۔ اس کا ظہور ہوتا ہے ہر چیز کو اپنے اصل کیطرف محبت ہوتی ہے اسیطرح رابطہ آدم اور حوا کا بموجب قولہٖ تعالےٰ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ترجمہ:۔ وہ خدا تعالےٰ ہے۔ جو پیدا کرتا ہے۔ تمکو ایک نفس سے یعنی آدم سے اور پیدا کیا اس سے زوج اسکی کو تاکہ آرام پکڑے ساتھ اسکے اور الفت کرے یعنی

آدم اور حوا کی محبت ایک حقیقت ہونے سے تھی مگر یہ مسئلہ بغیر صحبت صاحب معرفت اور تلقین مرشد کامل سمجھنا محال ہے علم حیوانی سے تعلق نہیں رکھتا۔

رابطہ محبت مرد اور عورت کے بیان میں

زین للناس حق آراستست ۔۔۔ زانچہ حق آراست چوں ناشد رستت

ترجمہ:۔ آیت زین للناس سے حق نے آراستہ کیا ہے ہم کسطرح چھوٹ سکتے ہیں

آب غالب شد بر آتش از نہیب ۔۔۔ زاتش او جوشد کہ باشد در محیب

ترجمہ:۔ پانی اگرچہ غالب ہے آگ پر جوش کرتا ہے حجاب ہونے سے ہو

چونکہ دیگے حامل آمد ہر دو را ۔۔۔ نیست کرد آن آب را گردش ہوا

ترجمہ:۔ آگ اور پانی کے درمیان حجاب ہونے سے پانی ہوا کیطرح اڑ جاتا ہے

ظاہرا بر زن چوں آب او غالبی ۔۔۔ باطنا مغلوب زن را طالبی

ترجمہ:۔ ظاہر عورت پر اگر تو غالب ہے باطن میں مغلوب ہے ⁘ ⁘

اینچنیں خاصیتے در آدمی ست ۔۔۔ مہر حیواں را کم ست آں از کمی ست

ترجمہ:۔ اس طرح خاصیت آدمی میں ہے حیوان میں کم ہے اسکا مرتبہ بھی کم ہے

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلاں ۔۔۔ غالب آید سخت بر صاحب دلاں

ترجمہ:۔ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ عورتیں عاقلوں اور صاحب دلوں پر غالب ہیں

باز بر زن جاہلاں غالب شوند ۔۔۔ زانکہ ایشاں تند و بس خیرہ روند

ترجمہ:۔ عورت پر جاہل غالب ہے کیونکہ وہ تند خو اور سخت ہیں کہ

کم بود شاں رقت و لطف و وداد ۔۔۔ زانکہ حیرانی غالب بر نہاد

ترجمہ:۔ کم ہوتی ہے لطف اور محبت کیونکہ حیرانی ان پر غالب ہے۔

مہر رقت وصف انسانی بود خشم و شہوت وصف حیوانی بود

ترجمہ :۔ نرمی اور محبت انسانی صفت ہے۔ شہوت اور غصہ حیوانی صفت ہے

پرتو حقست آں معشوق نیست خالق ست و گوئیا مخلوق نیست

ترجمہ :۔ پرتو حق ہے معشوق نہیں وہ خالق ہے مخلوق نہیں ؎ ؎ ؎

شرح :۔ آیت زین للناس سے حق آراستہ کیا ہے جس کو حق آراستہ کرے اس سے ہم کسطرح رستگاری پا سکتے ہیں۔ قولہ تعالےٰ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ ترجمہ :۔ زینت دی گئی واسطے مردوں کے محبت خواہشوں کی عورتوں سے جب خدا تعالےٰ نے مردوں کے لیئے عورتوں کو زینت دی ہے۔ تو ضرور مرد پر عورت کا غلبہ ہوگا۔ کیونکہ ہمیشہ معشوق کا غلبہ عاشق پر ہوتا ہے۔ پانی آگ پر اگر غالب ہے مگر آتش سے جوش کرتا ہے حجاب ہونے سے یعنی مرد اگر عورت پر غالب ہے مگر درمیاں میں حجاب ہونے سے مغلوب ہے۔ جب درمیاں آگ اور پانی کے دیگ حجاب ہو جاتی ہے۔ تو آگ پانی کو نیست کر کے ہوا کی طرح اڑا لیتی ہے ظاہر عورت پر اگر پانی کی طرح تو غالب ہے باطن میں مغلوب ہے اور عورت کا طالب ہے یعنی بوجہ عشق مرد طالب عورت کا ہے۔ اس طرح خاصیت آدمی میں ہے۔ محبت حیوان کو کم ہے اس کا مرتبہ بھی کم ہے۔ یعنی حصہ عشق کا انسان میں ہے انسان کو کمال ہے۔ حیوان کو یہ مقام حاصل نہیں۔

فائدہ۔ جاننا چاہیئے کہ مولانا نے اس جگہ عشق حقیقی جو مجاز سے حاصل کر چکے ہیں اُن کا بیان مثل لیلےٰ اور مجنوں کے فرمایا ہے کیونکہ یہاں پر عشق انسان کا ذکر ہے نہ حیوان کا انسان کی نظر حق پر ہوتی ہے۔ اور حیوان کی جسم پر ہوتی ہے۔ عاقل انسان حق بین ہے۔ اور جاہل اہل نفس ہے۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عورتیں عاقلوں اور صاحب دلوں پر غالب ہیں۔ عورت پر جاہل غالب ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ سخت اور تند خو ہیں اسلیئے کم ہوتی ہے ان میں لطف اور محبت کیونکہ حیرانی اس کے مزاج پر غالب ہوتی ہے۔ نرمی اور

محبت صفت انسان کی ہے غصہ اور شہوت اور سختی حیوان کی صفت ہے۔ عاقل کا عشق پرتو حق سے ہوتا ہے نہ وہ معشوق ہے۔ وہ خالق ہے گویا مخلوق نہیں یعنی جو عشق انسان کا خدا کی طرف سے ہو وہ پرتو حق کا ہے۔ اُس کا معشوق ہے۔ کیونکہ وہ خالق سے ہے مخلوق سے نہیں ہے۔ اس شعر میں نہایت مسئلہ دقیق ہے۔ جو بغیر عاشقان الٰہی کے اہل نفس کو بغیر اعتراض کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ؛

خلاصۃ المقصود:- مولانا فرماتے ہیں کہ انسان بوجہ عشق خدا کے آئینہ حق کا ہے۔ اور انسان کا آئینہ انسان ہے۔ رابطہ عشق سے کیونکہ بغیر عشق کے انسان آئینہ نہیں ہو سکتا اور نہ بغیر آنکھ عشق کے اس آئینہ میں دیکھ سکتا ہے دوستان خدا کی اگر محبت حاصل ہو جاوے تو یہ محض فضل خدا کا سبب ہے اور مرد کو عورت سے خودبخود رابطہ محبت کا ہے۔ فرمان خدا تعالےٰ سے اسلئے عاشقان صادق نے عشق مجازی سے حقیقت کی طرف راہ پا لیا ہے۔ اس شرط سے جو خواہش نفس کی اُن کے دل میں ایک بال کے برابر پیدا نہیں ہوئی تو وہ عشق پرتو حق سے ہے۔ اُس کا معشوق حق ہے فائدہ جاننا چاہیے کہ جب انسان آئینہ حق کا ہے اور آئینہ حق میں جلوہ حق کا ہو گا۔ اِس طرح انسان آئینہ انسان ہوا اور انسان کے آئینہ میں وہی جلوہ حق کا جس کو دکھائی دے تو وہ عاشق خدا کا ہے۔ اُس کا عشق پرتو حق سے ہے۔ اُس کا معشوق حق ہے۔ اسی واسطے رسول علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں عورتوں کو دوست رکھتا ہوں اس میں بھی راز تھا۔ مگر یہ راز آنکھ رسول صلعم کے سوا دوسری آنکھ کو معلوم نہیں ہو سکتا جسکو آنکھ رسول صلعم کی حق بین حاصل ہو جاوے وہ دیکھ سکتا ہے

وجود دنیا کی بے ادبی کرنے والے زناری نوری کے ایک جگہ ہونے میں

مرد گفتا ای حسن پشیماں می شوم ۔۔۔ گر بدم کافر مسلماں می شوم !

ترجمہ:۔ مرد نے کہا کہ میں اپنے کہنے سے پشیماں ہوں آگئے کافر تھا اب مسلماں ہوں

حضرت پر رحمت است و پر کرم عاشق او ہم وجود و ہم عدم

ترجمہ:۔ حضرت پر رحمت اور پر کرم ہے اس کا عاشق وجود ہے اور عدم ہے

کفر و ایمان عاشق آں کبریا مس و نقرہ بندۂ آں کیمیا

ترجمہ:۔ کفر اور ایمان عاشق ذات کے ہیں تانبا اور چاندی بندے ہیں

موسیٰ و فرعون معنے را رہی ظاہر آں راہ دارد و ایں بیرہی

ترجمہ:۔ موسیٰ اور فرعون معنے میں دونوں راہ پر ہیں ظاہر میں وہ راہ پر بےراہ ہے۔

چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد موسیٰ با موسیٰ اندر جنگ شد

ترجمہ:۔ جب بیرنگی رنگ میں آگئی تو موسیٰ کا جنگ موسیٰ سے شروع ہوا

ایں عجب کایں رنگ از بیرنگ خاست رنگ با بیرنگ چوں در جنگ خاست

ترجمہ:۔ یہ عجب ہے کہ رنگ بیرنگ سے ظاہر ہوا رنگ بیرنگ سے کیسے جنگ میں اٹھا

اصل روغن ز آب افزوں میشود عاقبت با آب ضد چوں می شود

ترجمہ:۔ گھی کا اصل پانی سے زیادہ ہوتا ہے آخر الامر پانی سے ضد ہے

ناقۂ صالح بصورت بد شتر پے بریدندش ز جہل آں قوم مر

ترجمہ:۔ ناقہ صالح علیہ السلام کے پاؤں کو جاہلوں نے کاٹ دیا وہ قابل عذاب ہوئے

ناقۂ جسم ولی را بندہ باش تا شوی با روح صالح خواجہ تاش

ترجمہ:۔ ناقہ جسم ولی کا غلام ہو تاکہ روح صالح سے تجھے رسائی حاصل ہو

بر چہ می گرئے بگو بر فعل شاں بر زباں زہر ہمچوں مار شاں

ترجمہ:۔ کس پر روتا ہے۔ ان کے فعل پر یا زہر سانپ جیسی پر ہے

دست شاں کژ پائی شاں کژ چشم کژ مہر شاں کژ صلح شاں کژ خشم کژ

ترجمہ:۔ ہاتھ پاؤں آنکھ محبت صلح غصہ تمام ٹیڑھے ہیں

اہل نار و نور را ہیں ہم دکاں ! درمیاں شاں برزخ لا یبغیاں

ترجمہ:- نار اور نور ایک جگہ ہیں اور آپس میں نہیں مل سکتے ہیں

شرح:- مرد نے کہا اے عورت میں اپنے کہنے سے پشیماں ہوں آگے میں کافر تھا۔ اب مسلمان ہو گیا ہوں یعنی تجھے میں غیر دیکھکر کفر کیا ہے۔ اب پردہ اُٹھ گیا غیر باقی نہیں رہا اسلام حقیقی حاصل ہو گیا ہے تمام عاشقوں کے لئے معشوق حق ہے۔ حضرت پر رحمت اور پر کرم ہے اُسکا عاشق وجود ہے اور عدم ہے کفر اور ایمان عاشق اُس ذات کے ہیں تانبا اور چاندی اُسکے بندے ہیں۔ اور وہ کیمیا ہے یعنی کافر اور مومن ہر دو عاشق ذات پر ہیں۔ ظاہر سے اختلاف ہے اور مقام توحید میں ایک حقیقت سے ہیں موسیٰ اور فرعون معنے سے ہر دو راہ پر ہیں اور ظاہر میں یہ بیراہ ہے اور وہ راہ پر ہے یعنی حقیقت سے صفات حق کا ظہور ہے جب غیریت درمیاں نہ ہو تو نفس اور روح کی ایک حقیقت ہے اور نفس مطمئنہ اُس وقت ہوتا ہے جب غیر حق نہ رہے۔ صرف بیرنگ کو رنگ میں ظہور کرنے سے درمیاں میں جنگ ہوتا ہے۔ جب بیرنگی رنگ کی قید میں آگئی تو موسیٰ کا جنگ موسیٰ سے شروع ہوا۔ یہ عجیب ہے کہ یہ رنگ بیرنگی سے ظاہر ہوا اور رنگ بیرنگ سے کیسے جنگ میں اٹھا گھی کا اصل پانی سے زیادتی پاتا ہے۔ آخر الامر پانی سے اُسکی ضد پیدا ہوتی ہے۔ ناقہ صالح علیہ السلام کا صورت میں مثال شتر کے تھا۔ جاہلوں نے اُسکے پاؤں کو کاٹ دیا یعنی صورت بینوں نے شتر دیکھکر بے ادبی کی اور غافل ہو کر قابل کے ہوئے اسیطرح تن دوستان خدا کا مثل ناقہ کے ہے۔ اور روح خدا سے ہے۔ وجود کی بے ادبی خدا کو ناراض کرتی ہے ناقہ جسم دل کا غلام ہو تا کہ روح صالح علیہ السلام سے تجھے رسائی ہو کیس پر روتا ہے ان کے فعل پہ یا زبان زہریلی سانپ جیسی تیرا ہاتھ پاؤں آنکھ محبت صلح غصہ سب ٹیڑھا ہے۔ صالح علیہ السلام فرماتے تھے جنکا تمام عمل ٹیڑھا ہے۔ ان پر گریہ کرنا بے سود ہے۔ ناری اور نوری ایک دوکان پر ہیں اور آپس میں نہیں مل سکتے بموجب قولہ تعالے۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ترجمہ دو دریا

ایک جگہ جاری ہیں۔ اور آپس میں یا نہیں مل سکتے کیونکہ درمیان برزخ ہے۔
مولانا فرماتے ہیں۔ کہ آنکھ حقیقت بیں کی ضرورت ہے۔

خلاصۃ المضمون — کیونکہ آنکھ ظاہری جو صورت بین ہے وہ حقیقت کیطرف راہ نہیں پا سکتی جیسے لوگ صورت بیں انبیا اور اولیا کی صورت بشری دیکھکر ہدایت سے محروم رہے ہیں۔ ناقہ صالح علیہ السلام کو ایذا دینے والوں کو خدا تعالےٰ نے روح سیاہ کر کے ایسے عذاب میں گرفتار کیا جو تمام اعضاء جود سے ایسی فریاد جاری تھی کہ صالح علیہ السلام کو دیکھکر گریہ شروع ہوگیا تمام عالم دنیا میں ہر ایک چیز اپنے اپنے مقام میں علیحدہ علیحدہ صفت پر ہے۔ جیسے ایک مقام پر کفر ایک پر اسلام ایک مقام پر حلال اور ایک پر حرام جیسے انگور ابتدا میں پختگی میں شیریں اور خم میں تلخ اور حرام ہے۔ اور مقام سرکہ میں حلال ہوتا ہے اسیطرح کامل اگر زہر کھا جاوے تو اسکو کچھ اثر نہیں ہو سکتا اور ناقص کو ہلاک کر دیتی ہے مرید کو برابری پیر کامل سے نہ کرنی چاہیئے ::

نفس اور عقل کا ایک عمل ہونا اور مومن کے دل میں خدا کا سمانا

ماجرائے مرد و زن افتاد نقل ! ایں مثال نفس خود میدان عقل

ترجمہ :- مرد زن کا قصہ نقل کیواسطے ہے یہ مثال اصل میں نفس اور عقل کی ہے

وین دو پابستہ دریں خاکی سرا روز و شب در جنگ و اندر ماجرا

ترجمہ :- یہ دونوں عالم خاک میں قیدی ہیں دن رات جنگ میں ہیں -

نفس ہمچوں زن پئے چارہ گری گاہ خاکی جوید و گاہ سروری

ترجمہ :- نفس عورت کی مثال کبھی عاجزی کرتا ہے کبھی سروری ڈھونڈھتا ہے

عقل خود زیں فکرہا آگاہ نیست در دماغش جز غم اللہ نیست

ترجمہ: عقل بیتاب فکروں سے بے خبر ہے۔ سوائے غم اللہ کے نہیں۔

مرد گفت اکنوں کہ نشتم از خلاف
حکم داری تیغ برکش از غلاف

ترجمہ:۔ مرد نے کہا حکم تیرا ہے تلوار حکم کے آگے میرا سر حاضر ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
من نگنجم ہیچ در بالا و پست

ترجمہ:۔ رسول صلعم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں بلندی اور پستی میں نہیں سماتا

در زمین و آسمان و عرش نیز
من نگنجم این یقین داں ای عزیز

ترجمہ: سب ہیچ زمین آسمان عرش کے نہیں سما سکتا اس بات کا یقین کر اے عزیز

در دل مومن بگنجم ای عجب
گر مرا جوئی دراں دلہا طلب

ترجمہ:۔ مومن کے دل میں سماتا ہوں اگر مجھے تو ڈھونڈھنا چاہتا ہے۔

گفت زن یک آفتابے تافت ست
عالمی زو روشنائی یافت ست

ترجمہ:۔ عورت نے کہا کہ سورج چمکا ہے تمام عالم میں اسی سے روشنی ہے۔

نائب رحمان خلیفہ کردگار
شہر بغداد ست ازوے چوں بہار

ترجمہ:۔ نائب حق خلیفہ خدا کا جس سے شہر بغداد کا بہار کی مثال ہے۔

گر بپیوندی بداں شہ شاہ شوی
سوئے او ہر بار تا کے می روی

ترجمہ:۔ اگر بادشاہ سے تیرا پیوند ہو جائے تو تو بادشاہ ہو جائے گا۔

دوستی مقبلاں چوں کیمیاست
چوں نظر شاں کیمیائے خود کجاست

ترجمہ:۔ دوستی مقبلاں کی کیمیا ہے۔ اور نظر دوستان خدا کی مثل کیسے کیمیا ہو سکتا ہے

چشم احمد بر ابوبکرے زدہ
او زیک تصدیق صدیق آمدہ

ترجمہ:۔ رسول صلعم کی نظر ابوبکر پر پڑی اور ایک تصدیق سے صدیق ہو گیا۔

شرح:۔ مرد اور عورت کا قصہ نقل کے واسطے ہے۔ یہ مثال اصل میں نفس اور عقل کی ہے یہ دونوں عالم خاک میں قیدی ہیں۔ اور دن رات فساد

اور جنگ کے اندر ہیں۔ نفس عورت کی مثال ہمیشہ چارہ گری میں کبھی عاجزی کرتا ہے
اور کبھی سروری ڈھونڈھتا ہے عقل ان تمام فکروں سے بےخبر ہے اس کے دماغ میں
سوائے غم اللہ کے نہیں ہے۔ مرد نے کہا اب میں تیرا اختلاف نہیں کرتا اب حکم تیرا ہے تیرے
تلوار حکم کے آگے میرا سر حاضر ہے یعنی جب نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اسوقت عقل اور نفس کا
عمل ایک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نفس روح میں فنا ہو کر روح بن جاتا ہے۔ اسلئے انکا حکم ایک
ہو جاتا ہے۔ اور عقل نفس میں ایسا سما جاتا ہے جیسے خدا تعالےٰ دل مومن میں سما کر
ایک ہو جاتا ہے۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں بلندی اور
پستی میں نہیں سما سکتا اور یہ زمین اور آسمان اور عرش کے بھی نہیں سماتا اے عزیز
اس بات کا یقین کر مومن کے دل میں سماتا ہوں اگر مجھے تو ڈھونڈھنا چاہتا ہے۔ تو
دل مومن میں تلاش کر سورج چمکتا ہے۔ اور تمام عالم میں اس سے روشنی ہے۔ نائب حق
خلیفہ خدا کا جس سے شہر بغداد کا بہار کی مثل ہے اگر اس بادشاہ سے تیرا پیوند ہو جائے
تو تو بادشاہ ہو جائیگا۔ تو کتنک رستہ نااہل کی طرف جائیگا یعنی جب نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ تو
اسوقت دوست خدا کیطرف متوجہ ہو کر رابطہ محبت کا آن سے پیدا کر لیتا ہے۔ اور باقی سب
خیالات ماسوا اللہ سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ اسجگہ محبت دوست خدا سے زیادہ کوئی عمل
نہیں ہوتا۔ دوستی مقبلان خدا کی کیمیا کیطرح ہے۔ اور نظر دوستان خدا کی مثل کیسے
کیمیا ہو سکتا ہے۔ یعنی صاحب طریقت کا کیمیا محبت پیر ہے۔ اور محبت سے نظر توجہ پیر
کی مرید پر کیمیا ہے۔ رسول علیہ السلام کی نظر ابوبکر پر پڑی اور ایک تصدیق سے صدیق ہو گیا
یعنی طالب کمال تصدیق سے حضرت صدیق اکبر کیطرح نظر توجہ پیر سے حاصل کرتا ہے۔

خلاصۃ المقصود۔ — مولانا فرماتے ہیں۔ کہ نفس عورت ہے اور عقل مرد ہے۔ وجود
انسان خاکی میں یہ ہر دو قید ہیں۔ اور دن رات جنگ میں
ہیں۔ نفس ہر وقت خواہشات ماسوا اللہ کی آرزو میں فریاد کرتا ہے۔ اور عقل بغیر خدا کے کسی

چیز کا طلبگار نہیں نفس کی خواہش پوری ہونے میں ہرگز نہیں آسکتی جب تک عقل غالب ہوکر
اسکا خلاف نہ کرے اسلئے تمام عبادتوں کا سر خلاف نفس ہے جیسے مولانا فرماتے ہیں کہ
نفس جہاد سے تابع ہوگیا اور عقل نفس پر عاشق ہوکر مقام فنا میں پہنچا اور متحد ہونیسے
ہر دو کا ایک عمل ہوگیا مومن کا دل آئینہ خدا تعالے کا ہے۔ اسلئے خدا تعالے اپنے آئینہ میں
سما جاتا ہے۔ اور روح کا آئینہ نفس ہے۔ اسلئے نفس کے آئینہ میں روح سما جاتا
ہے۔ جب روح نفس میں سما گیا تو اس وقت حکم روح کا نفس سے جاری ہوتا ہے۔

مرد اعرابی کا پانی بارش کے گھڑے کو تحفہ بادشاہ کی طرف لیجانا

گفت من شہ را پذیرا چوں شوم — بے بہانہ سوئے او من چوں روم

ترجمہ:۔ مرد نے کہا کیسے مقبول بادشاہ کا بنوں اور بغیر وسیلہ کے کیسے جاؤں

بس گواہے بایدم بر مفلسے ! — تا شہم رحمی کند در مفلسے

ترجمہ:۔ مجھے گواہ مفلسی کا چاہئے تاکہ بادشاہ میری مفلسی پر رحم کرے

گفت زن صدق آں بود کز بود خویش — پاک برخیزی تو از مجہود خویش

ترجمہ:۔ عورت نے کہا کہ صدق یہ ہے کہ ہستی کو ترک کر اور پاک ہوجا

آب باراں ہست ما را در سبو — ملکت و سرمایہ و اسباب تو

ترجمہ:۔ پانی بارش کا گھڑے میں ہمارے پاس ہے۔ تمام سرمایہ ہمارا یہی ہے

ایں سبوئے آب را بردار رو — ہدیہ ساز و پیش شاہنشاہ شو

ترجمہ:۔ اس پانی کے گھڑے کو تحفہ بنا کر بادشاہ کے آگے عرض کر

گو کہ ما را غیر ایں اسباب نیست — در مفازہ ہیچ بہ زیں آب نیست

ترجمہ:۔ اے بادشاہ ہمارے پاس اسکے بغیر کوئی اسباب نہیں اس سے اچھا کوئی پانی

چیست ایں کوزہ تن محصور ما — اندریں آب حواس شور ما

ترجمہ:- یہ گھڑا ایسا ہے وجود ہمارے کا اسکے اندر پانی حواس شور ہے

ای خداوندا ایں خم و کوزہ مرا در پذیر از فضل اللہ اشتری

ترجمہ:- اے خدا اس گھڑے کو اپنے فضل سے قبول کر جیسے خریدنے کا وعدہ فرمایا ہے

کوزہ با پنج لولہ پنج حس پاک دار ایں آب را از ہر نجس

ترجمہ:- یہ کوزہ پانچ ٹوٹی کا پانچ حس ہے اسکو ہر پلید سے پاک رکھ

تا چو سا ہدیہ پیش سلطان بسن بری پاک بیند باشدش شہ مشتری

ترجمہ:- یہ تحفہ پاک دیکھ کر بادشاہ خرید کرے گا

مرد گفت آرے سبو را سر بہ بند ہیں کہ ایں ہدیہ ست ما را سود مند

ترجمہ:- مرد نے کہا کہ اس گھڑے کا سر باندھ دے کیونکہ یہ تحفہ سود مند ہے

پس سبو برداشت آں مرد عرب در سفر شد میکشیدش روز و شب

ترجمہ:- مرد اعرابی نے گھڑا اٹھایا اور سفر میں دن رات چلنے لگا۔

زن مصلے باز کردہ از نیاز رب سلم ورد کردہ در نماز

ترجمہ:- عورت نے مصلے نیاز سے بچھایا اور رب سلم کا ورد کیا۔

کہ نگہدار آب ما را از خساں یا رب ایں گوہر بداں دریا رساں

ترجمہ:- یا رب اس پانی کو دشمن سے بچا اس گوہر کو دریا سے ملا

گرچہ شویم آگہ ست و پرفن است لیک گوہر را ہزاراں دشمن ست

ترجمہ:- اگرچہ میرا مرد بہت ہوشیار ہے لیکن گوہر کے ہزار دشمن ہوتے ہیں

از دعا ہائے زن و زاری او وز غم مرد و گرانباری او

ترجمہ:- عورت کی زاری اور دعا سے مرد کی محبت اور بھار اٹھانے سے

سالم از دزداں و از آسیب سنگ برد تا دار الخلافہ بید رنگ

ترجمہ:- سلامت چوروں اور پتھروں سے لے گیا مرد دار الخلافہ بادشاہ تک

شرح:۔ کہا مرد نے میں کیسے مقبول بادشاہ ہو جاؤں اور بغیر کسی بہانہ اور وسیلہ کے اُسکی طرف کیسے جاؤں یعنی میرے رابطہ محبت کیلئے تحفہ کی ضرورت ہے جو میرا گواہ محبت کا ہے۔ جیسے گواہ مفلسی کا چاہیئے تاکہ بادشاہ میری مفلسی پر رحم کرے عورت نے کہا کہ صدق یہ ہے کہ جو تو اپنی ہستی کو ترک کر دے اور جہد کرنے سے اپنے آپ سے پاک ہو جا۔ پانی بارش کا ہمارے پاس گھڑے کے اندر ہے۔ ہمارا ملک اور تمام اسباب اور سرمایہ بھی ہے۔ اس گھڑے پانی کو اٹھا کر لیجا اور تحفہ بنا کر بادشاہ کے آگے جا کر عرض کر کہ اے بادشاہ ہمارے پاس بغیر اسکے کوئی اسباب نہیں اور اس جنگل میں بہتر اسکے کوئی پانی نہیں ہے۔ یہ گھڑا پانی کا بنایا ہوا وجود ہمارے کا ہے۔ اسکے اندر پانی جو اس شور ہمارا ہے۔ یعنی ہمارے وجود کی پیدائش پانی شور ہے اور اب بھی پانی شور سے بھرا ہوا ہے۔ اے خدا اس گھڑے وجود ہمارے کو اپنے فضل سے قبول کر جیسے آپ نے اُسکے خریدنے کا وعدہ فرمایا ہے بموجب قولہ تعالےٰ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ ترجمہ: تحقیق اللہ تعالےٰ نے خرید کرنیکا وعدہ فرمایا ہوا ہے مومنوں سے جان اُنکی کو کیونکہ مومن کا وجود پاک ہوتا ہے۔ یہ کوزہ پانچ ٹوٹی کا پانچ حس ہے اسکو پاک رکھ ہر پلیدی سے تاکہ قابل خرید کرنے خدا تعالےٰ کے ہو جاوے یہ تحفہ جب بادشاہ کے آگے لیجاویگا پاک دیکھیگا اور اُسکا خریدار بنے گا مرد نے کہا کہ اسی گھڑے کا سر باندھ دے کیونکہ یہ تحفہ ہمکو نہایت سودمند ہے۔ یعنی بغیر خیال بادشاہ کے اسمیں دوسرا کوئی خیال داخل نہ ہوا اسلئے اُسکو سر کو باندھ دی عورت نے بموجب حکم مرد کے ایسا کیا پس مرد اعرابی نے گھڑا اٹھایا اور سفر میں دن رات چلنے لگا۔ یعنی روح سفر طریقت میں روانہ ہوا اور عورت مصلےٰ بچھا کر نماز میں دعا مانگنے لگی عورت نے مصلےٰ نماز سے بچھایا اور رب سلم کا ورد کیا یعنی روح جب سفر طریقت میں روانہ ہوتا ہے نفس اُسوقت نماز پڑھنے لگتا ہے۔ یارب اس گھڑے پانی کو دشمن سے بچالے اور اس گوہر کو اس دریا سے ملا دے اگرچہ میرا مرد بہت ہوشیار ہے لیکن گوہر کیلئے ہزارہا دشمن ہوتے ہیں

یعنی خیالات فاسدہ رہزن راہ طریقت سے خدا تعالےٰ کی امان کی ضرورت ہوتی ہے۔ عورت
کی زاری اور دعا سے مرد کی محبت اور رہبار اٹھانے سے سلامت صدمہ چوروں اور ہتھ پھیروں سے لے گیا۔
وہ مرد دارالخلافہ بادشاہ تک یعنی سفر طریقت کا فضل خدا سے پورا ہو گیا۔ بارگاہ بادشاہی میں
تحفہ اپنا اٹھا کر پہنچ گیا ؛

خلاصۃ المقصود:۔ طالب صادق نہیں ہو سکتا جب تک مفلس نہ ہو تاکہ بغیر
رابطہ محبت خدا کے اسکے ملک میں کوئی چیز باقی نہ رہے۔
طریقت میں مفلس کسکو کہتے ہیں۔ کہ طالب کی ہستی اور جہد درمیاں باقی نہ رہے۔ کیونکہ جہد
ہستی کیلئے ہوتا ہے ہستی نہ رہے تو جہد کی کیا ضرورت نفس مطمئنہ جب خدا کیطرف رجوع کرے تو
تحفہ لائق خدا کے جستجو کرتا ہے۔ تو بغیر وجود اپنے کے کوئی تحفہ لائق خدا کے نہیں ملتا اسلئے مولانا
وجود انسان کو آب سے فرمایا ہے۔ کیونکہ وجود کی پیدائش پانی سے ہے۔ نفس اور روح کا جب
یہی اتفاق ہو گیا کہ سوائے وجود اپنے کے ہمارے پاس کوئی نہیں گوہر پانی سے بنتا ہے۔ جو
پانی نیاز کے راہ سے خدا کی بارگاہ میں جاتا ہے۔ وہ گوہر بن جاتا ہے ؛

مرد اعرابی کا بادشاہ کی بارگاہ میں دربانوں کو تحفہ پہنچانیکی التجا

اہل حاجت گستریدہ دامہا	دید درگاہے پر از انعام ہا

ترجمہ:۔ دیکھا درگاہ اسکی پر انعام ہے اہل حاجت نے دام بچھایا ہوا ہے۔

جود محتاج گدایاں چوں گدا	بانگ می آید کہ ای طالب بیا

ترجمہ:۔ آواز آتی ہے آجا سخاوت گدا کی محتاج ہے

بانگ کم زن ای محمد بر گدا	پس ازیں فرمود حق در والضحیٰ

ترجمہ:۔ خدا تعالےٰ سورت والضحیٰ میں فرماتا ہے اے محمد سائل کو جھڑک نہ دے

پس گدایاں آئینہ جود حق اند | وانکہ باحق اند جود مطلق اند

ترجمہ:- پس گدایان خدا کے آئینہ جود حق کے ہیں کیونکہ وہ حق کے ساتھ ہیں۔

لیک درویشی کہ تشنہ غیر شد | او حقیر و ابلہ و بے خیر شد

ترجمہ:- مگر وہ درویش جو طالب غیر کا ہے۔ وہ بے عقل اور طالب غیر کا ہیں۔

فقر لقمہ دارد اونی فقر حق | پیش نقش مردہ کم نہ تو طبق

ترجمہ:- وہ لقمہ کا فقیر ہے خدا کا فقیر نہیں نقش مردہ کے آگے روٹی کا طبق نہ رکھ

عاشق حق ست او بہر نوال | نیست جانش عاشق حسن جمال

ترجمہ:- عاشق خدا کا وہ روٹی کیلیئے ہے۔ وہ عاشق حق کا نہیں ہے

گر توہم میکند او عشق ذات | ذات نبود وہم اسما و صفات

ترجمہ:- اگر وہ وہم عاشق ذات کا جانتا ہے۔ مگر وہم اسما صفات ذات نہیں۔

عاشق تصویر وہم خویشتن | کے بود از عاشقاں ذوالمنن

ترجمہ:- عاشق تصویر وہم اپنے کا عاشق خدا کا نہیں ہو سکتا ؛؛

عاشق آں وہم گر صادق بود | آں مجازش تا حقیقت میبرد

ترجمہ:- البتہ عاشق اگر اس وہم میں صادق ہو جاوے تو مجاز حقیقت کا راہ پاتا ہے

شرح میخواہد بیان ایں سخن | لیک می ترسم ز اسرار کہن

ترجمہ:- اس سخن کا بیان شرح چاہتا ہے۔ لیکن میں راز پورانے سے ڈرتا ہوں

آں اعرابی از بیابان بعید | بر در دار الخلافہ چوں رسید

ترجمہ:- وہ مردہ اعرابی جنگل بعید کو طے کر کے مقام بادشاہ تک پہنچا۔

پس نقیباں پیش اعرابی شدند | بس گلاب لطف بر رویش زدند

ترجمہ:- دربان اعرابی کے آگے آئے اور دینی مہربانی کا گلاب مونہہ پر چھڑکا

با نقیباں حال خود را آں عرب | چوں بگفت و دید ہنگام طلب

ترجمہ:۔ اعرابی نے اپنا حال دربان سے کہا جس سے طلب صادق ظہور کر رہی تھی

گفت این ہدیہ بدان سلطان برید ‏ ‏ سائل شہ را ز حاجت وا خرید

ترجمہ:۔ اعرابی نے کہا تحفہ بادشاہ کو پہنچا دو اور سائل کی حاجت پوری کرا دو

خندہ می آمد نقیباں را ازاں ‏ ‏ لیک پذرفتند آنرا ہمچو جاں

ترجمہ:۔ تحفہ دیکھ کر دربان ہنس پڑے مگر قبول کر لیا ؛ ؛ ؛

زانکہ لطفِ شاہ خوب با خبر ‏ ‏ کردہ بود تا ہمہ ارکاں اثر

ترجمہ:۔ لطف بادشاہ کا تمام ارکان میں اثر رکھتا تھا

خوئی شاہاں در رعیت جا کند ‏ ‏ چرخ خضرا خاک را خضرا کند

ترجمہ:۔ بادشاہ کی خصلت رعیت میں اثر رکھتی ہے جیسے آسمان سبز زمین کو سبز کرتا ہے

پیش استاد اصول ہم اصول ‏ ‏ خواند آں شاگرد چیست با وصول

ترجمہ:۔ آگے استاد اصولی کے اصول پڑھتا ہے۔ شاگرد با وصول

پیش استاد فقیہ آں فقہ خواں ‏ ‏ فقہ خواند نے اصول اندر بیان

ترجمہ:۔ آگے استاد فقیہ کے فقہ پڑھتا ہے نہ اصول نہ بیان

پیش استاد کہ او نحوی بود ‏ ‏ جان شاگردش ازاں نحوی شود

ترجمہ:۔ آگے استاد نحوی کے جان شاگرد کی بھی اس سے نحوی ہو جاتی ہے

باز استاد کہ او محو رہ ست ‏ ‏ جان شاگردش ازاں محو شہ ست

ترجمہ:۔ جو استاد محو راہ کا ہے جان شاگرد کی بھی محو بادشاہ کی ہے

شرح:۔ آواز آتی ہے کہ اے طالب آجا سخاوت گدا کی محتاج ہے اسواسطے دیکھا دیدہ گدا ما سکی پر انعام ہے۔ اہل حاجت نے دام بچھایا ہوا ہے

خدا تعالےٰ نے سورت والضحیٰ میں فرمایا ہے کہ اے محمد سائل کو جھڑک نہ دے پس

گدایان خدا کے آئینہ جود حق کے ہیں جو حق کے ساتھ ہیں مگر درویش جو طالب غیر کا ہے۔ وہ

بے عقل اور حقیر ہے اور طالب تبرکا نہیں یعنی جو دعوی طلب خدا کا کرتا ہے۔ اور حقیقت میں طالب دنیا کا ہے سو وہ سخاوت خدا کا حقدار نہیں وہ مٹھے کا فقیر ہے۔ خدا کا فقیر نہیں نفس مردہ کے آگے روٹی کا طبق مت رکھو روٹیش طالب دنیا کے دروازہ پر مت جا کیونکہ لئے شکل عاشقان خدا کی دنیا کے لئے بنائی ہوئی ہے عاشق خدا کا وہ روٹی کے لئے ہے۔ وہ عاشق حسن وجمال حق کا نہیں اگر وہ از راہ وہم کے آپ کو عاشق ذات کا جانتا ہے۔ مگر وہم اسما صفات ذات حق کا نہیں عاشق تصویر وہم اپنے کا جو ہو وہ عاشق خدا کا کب ہو سکتا ہے۔ البتہ عاشق اُس وہم میں اگر صادق ہو جاوے تو مجاز سے حقیقت کیطرف راہ پاتا ہے اس سخن کا بیان کرنا شرح چاہتا ہے۔ لیکن میں ڈرتا ہوں راز پورا نہ بیان کرنے سے اب پھر قصہ اعرابی کا بیان کیا جاتا ہے۔ وہ مرد اعرابی جنگل بعید کو طے کر کے صدر مقام بادشاہ تک پہنچا پس دربان اور طالب صادق اعرابی کے آگے آئے اور اپنی مہربانی کا گلاب اُسکے مُنہ پر چھڑکا اعرابی نے اپنا حال دربان سے کہا اور اُسکے کہنے سے طلب صادق ظہور کر رہی تھی اور عرض کیا کہ تحفہ بادشاہ کی خدمت میں پہنچادو اور سائل کی حاجت پوری کرادو یعنی اعرابی نے تحفہ گھڑا پانی کا دربان بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا تحفہ گھڑا پانی کو دربان دیکھکر ہنس پڑے مگر اُسکو قبول کر لیا کیونکہ لطف بادشاہ صاحب اخلاق کا اُن کے تمام ارکان وجود میں اثر رکھتا تھا بادشاہ کی خصلت رعیت میں اثر کرتی ہے۔ جس طرح آسمان سبز زمین کو سبز کرتا ہے۔ آگے استاد اصول کے اصول پڑھتا ہے۔ شاگرد آگے استاد فقہ کے فقہ پڑھتا ہے۔ نہ اصول نہ بیان آگے استاد کے جو نحوی ہو جان شاگرد کی بھی اُس سے نحوی ہوتی ہے۔ پھر جو استاد محو راہ کا ہے۔ جان شاگرد اُسکی اُس سے محو بادشاہ کی ہے۔ یعنی اُستاد کا اثر شاگرد میں ظہور کرتا ہے ؞

خلاصۃ المقصود — بارگاہ شاہی میں ہر ایک سائل اپنی اپنی توفیق کے موافق حاجت پوری کر رہے ہیں۔ اور تمام سائلوں پر انعام

شاہی بٹ رہا ہے۔ مور سے سلیمان تک موجود ہیں۔ طالبان صادق خدا کے جنکا دل ماسوائے اللہ سے پاک ہے وہ آئینہ حق کے ہیں اسلئے انکی سخاوت سخاوت خدا کی ہے۔ مدعی عشق خدا جو طالب دنیا کا ہو اور آپ کو عاشق خدا سمجھے وہ عاشق حق کا نہیں کیونکہ اُس میں غیر حق کا سمایا ہوا ہے اسما صفات سے عشق خدا کا حاصل کرنا ہر کس کا کام نہیں ہے۔ صرف عاشق صادق جو خدا کا طالب ہے اسکو مجاز سے حقیقت کا رستہ ملسکتا ہے طالب ناقص اہل نفس کا نہیں طالب کا جب سفر طریقت ختم ہو جاتا ہے۔ اُسوقت دوستان خدا کی مہربانی ہو جاتی ہے۔ جیسے خدا تعالےٰ سلیم اور کریم ہے۔ اسیطرح دوستان خدا بھی صفات حق سے موصوف ہیں۔ اور کسی صورت سے سائل کو محروم نہیں کرتے بشرطیکہ طالب صادق ہو۔

نحوی کا کشتی میں سوار ہونا اور کشتی کا ڈوب جانا

آں یکے نحوی بکشتی در نشست — رو بکشتیباں نمود آں خود پرست

ترجمہ۔ ایک نحوی کشتی میں بیٹھا اور ملاح کو خود پرستی سے کہنے لگا۔

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا — گفت نیم عمر تو شد در فنا

ترجمہ: اے ملاح تونے علم نحوی کا پڑھا ہے۔ اسنے کہا نہیں مولوی نے کہا تیری نصف عمر فنا

دل شکستہ گشت کشتیبان ز تاب — لیک آندم گشت خاموش از جواب

ترجمہ۔ مولوی کی بات سے ملاح دل شکستہ ہو کر جواب سے خاموش ہو گیا۔

باد کشتی را بگرداب فگند — گفت کشتیباں بداں نحوی بلند

ترجمہ:۔ ہوا مخالف نے کشتی کو گرداب میں ڈالا اُس وقت ملاح نے مولوی کو کہا

ہیچ دانی آشنا کردن بگو — گفت نے ای نیک بخت خوبرو

ترجمہ:۔ ملاح نے مولوی کو کہا کہ تیرنے کا کچھ علم ہے مولوی نے کہا بالکل نہیں ہے

گفت کل عمرت ای نحوی فناست | زانکہ کشتی غرق در گرداب ہاست

ترجمہ:۔ ملاح نے کہا اے مولوی تمہاری تمام عمر فنا ہونے والی ہے کیونکہ کشتی غرق ہو رہی ہے

محو می باید نہ اینجا نحو داں | گر تو محوی بیخطر در آب راں

ترجمہ:۔ اسجگہ علم محو کا چاہیئے نحو کی ضرورت نہیں اگر علم محو کا ہے تو دریا میں جا

آب دریا مردہ را بر سر نہد | ور بود زندہ ز دریا کے رہد

ترجمہ:۔ پانی دریا کا مردہ کو سر پر اٹھاتا ہے اور زندہ کو ڈبا دیتا ہے۔

چوں بمردی تو ز اوصاف بشر | بحر اسرارت نہد بر فرق سر

ترجمہ:۔ جب تو مردہ ہو جائیگا۔ تو دریا راز الہٰی تجھے سر پر اٹھائے گا

مرد نحوی را ازاں دردوختیم | تا شما را نحو محو آموختیم

ترجمہ:۔ مرد نحوی کا اسلیئے ذکر کیا ہے۔ کہ نحو سے محو سکھا دیں ؎

شرح:۔ ایک صاحب علم نحو کا کشتی میں بیٹھا اور ملاح کو خود پرستی علم نحو سے کہنے لگا کیونکہ علم ظاہری سے خود بینی اور خود پرستی دماغ میں سما جاتی ہے۔ اسلیئے عالم نحوی نے خود پرستی سے کہا کہ اے ملاح تو نے علم نحو کا پڑھا ہے۔ اسنے جواب دیا مولوی صاحب کچھ نہیں پڑھا مولوی صاحب نے کہا کہ تیری آدھی عمر فنا ہو چکی ہے۔ مولوی صاحب کے فرمان سے ملاح دل شکستہ ہو کر اسوقت جواب سے خاموش ہو گیا۔ ہوا مخالف نے کشتی کو گرداب میں ڈالدیا تو اسوقت ملاح نے مولوی صاحب کو آواز بلند سے کہا کہ اے مولوی دریا میں تیرنے کا کچھ علم ہے مولوی صاحب نے کہا اے ملاح نیک بخت اور خوبرو مجھے تیرنے کا علم بالکل نہیں ہے ملاح نے کہا کہ اے مولوی اب تمہاری کل عمر فنا ہونے والی ہے کیونکہ کشتی گرداب میں غرق ہو رہی ہے۔ اسجگہ علم محو کا چاہیئے علم نحو کی کچھ ضرورت نہیں اگر تجھے علم محو کا ہے۔ تو

بیخوف ہوکر دریا میں داخل ہو جا یعنی دریا توحید میں علم فنا کا کام آتا ہے علم نحوی کا کام نہیں آتا پانی دریا کا مردہ کو سر پر اٹھاتا ہے اور زندہ کو ڈبو دیتا ہے جب تو اوصاف بشری سے مردہ ہو جائیگا۔ تو دریا راز الہٰی کا تجھ سر پر اٹھالے گا یعنی فنا سے بقا حاصل کریگا مرد نحوی کا اسلئے ذکر کیا گیا ہے تاکہ نحو سے محو ہم تجھے سکھلا دیویں یعنی علم نحو سے تمام علم ظاہر مراد ہے۔ اور مثال کیلئے علم نحو کا علم محو کے سکھلانے کے واسطے ذکر کیا گیا ہے

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا فرماتے ہیں کہ راہ خدا میں بغیر علم فنا کے تمام علم حجاب اکبر راہ خدا کے ہیں۔ اسلئے سالک کو جس علم سے خود بینی اور خود پرستی حاصل ہو اس سے آزادی کرنی چاہئے اور ناچیز ہونیکا سبق حاصل کرے تاکہ سفر طریقت کا پورا ہو یعنی خدا کے راستہ میں تمام علم اور اعمال اہل ظواہر جو خود بینی سے تعلق رکھتے ہیں بیسود ہیں۔ کیونکہ طریقت میں بغیر مردگی اور فنا کے کوئی عمل کام میں نہیں آسکتا۔ علما ظواہر کے اعمال علما باطن کے نزدیک ایک ذرہ کے برابر نہیں ہوتے اسواسطے ہر دو میں اختلاف چلا آتا ہے۔ جیسے علم موسیٰؑ علم خضر کا قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے:

بادشاہ کا تحفہ قبول کرنا اور انعام عطا فرمانا

آں سبوئے آب دانشہائے ماست   واں خلیفہ دجلۂ علم خداست

ترجمہ:۔ وہ مٹکا پانی کا ہمارا علم ظاہر ہے۔ اور وہ خلیفہ علم خدا کا ہے۔

ما سبوہا پر بدجلہ می بریم   گرنہ خر دانیم ما خود را خریم

ترجمہ:۔ ہم مٹکا پر کرکے دجلہ کیطرف جاتے ہیں۔ اگر آپ کو خر نہ جانیں تو گدھے ہیں

آں عرب بارے بداں معذور بود   کو ز دجلہ غافل و بس دور بود

ترجمہ:۔ وہ اعرابی خقیقت سے معذور تھا کیونکہ دجلہ سے غافل اور دور تھا۔

بلکہ از دجلہ اگر واقف بُدے ۔۔۔ آں سبو را بر سر سنگے زدے

ترجمہ :۔ اگر دجلہ سے واقف ہوتا تو مٹکے کو پتھر مار کر توڑ دیتا ہے

چوں خلیفہ دید احوالش شنید ۔۔۔ آں سبو را پُر ز زر کرد و مزید

ترجمہ :۔ جب خلیفہ نے دیکھا تو مٹکے کو خالی کر اکر زر سے پُر کر دیا

داد بخششہا و خلعتہائے خاص ۔۔۔ آں عرب را کرد از فاقہ خلاص

ترجمہ :۔ بخشش کی اور خلعت دیکر اعرابی کو فاقہ سے فارغ کر دیا

پس نقیبے را بفرمود آں قباد ۔۔۔ آں جہاں بخشش و آں بحر داد

ترجمہ :۔ پس دربانوں نے فرمایا وہ جہاں بخشش اور دریا دل نے

کیں سبوئے پُر ز زر بدست او دہید ۔۔۔ چونکہ واگردد سوئے دجلش برید

ترجمہ :۔ یہ مٹکا زر سے پُر کر کے اُس کو دو اور واپسی سفر دجلہ سے ہو۔

از رہ خشک آمدست و از سفر ۔۔۔ از رہ دجلش بود نزدیکتر

ترجمہ :۔ جنگل سے آگے سفر آسکا ہے۔ اب دجلہ کی طرف سے ہو۔

ہمچناں کردند و دادندش سبو ۔۔۔ پُر ز زر و بردند دجلہ را دو لو

ترجمہ۔ دربانوں نے مٹکا زر کا بھر کر دیا اور دجلہ کی طرف سے سفر کرایا

چوں بکشتی در نشست و دجلہ دید ۔۔۔ سجدہ میکرد از حیا و می خمید

ترجمہ :۔ جب کشتی میں بیٹھ کر دریا دجلہ کا سفر کیا تو سجدہ کیا حیا سے

کاں عجب لطف آں شہ وہاب را ۔۔۔ ویں عجب تر کو ستد ایں آب را

ترجمہ :۔ عجب لطف بادشاہ کا ہے۔ جو مجھ سے پانی پلید کا تحفہ قبول کر لیا

گر بدیدے قطرہ از دجلہ خدا ۔۔۔ آں سبو را او فنا کردے فنا

ترجمہ :۔ اگر دیکھتا ایک قطرہ دجلہ خدا سے تو مٹکے کو فنا کر دیتا

وانکہ دیدندش ہمیشہ بیخودند ۔۔۔ بیخودانہ بر سبو سنگے زدند

ترجمہ :۔ جنہوں دیکھا ہے بیخودی کی حالت میں مٹکے کو توڑ دیا ہے

ای زغیرت بر سبو سنگے زدہ　　واں سبو زاشکست کامل تر شدہ

ترجمہ:- غیرت سے مٹکے کو توڑا وہ توڑنے سے کامل زیادہ ہو!

خم شکستہ آب ازاں ناریختہ　　صد درستی زیں شکست انگیختہ

ترجمہ:- مٹکا ٹوٹ گیا اور پانی نہ گرا۔ سو درستی ٹوٹنے سے حاصل ہوئی سبو

جزو جزو خم برقص ست وحال　　عقل جزوی را نمودہ ایں محال

ترجمہ:- جز جز مٹکے کی رقص اور حال میں عقل جزوی کو دیکھنا محال ہے۔

نے سبو پیدا دریں حالت نہ آب　　خوش بہ بیں واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ:- اس مقام میں نہ مٹکا ہے نہ پانی اللہ جاننے والا ہے ساتھ صواب کے

حاشا للہ ایں حکایت نیست ہیں　　نقد حال ما و تست ایں خوش بہ بیں

ترجمہ:- یہ حکایت قال سے نہیں ہمارا اور تمہارا یہی حال ہے۔

پیش ہر صوفی کہ او با فر بود　　ہر چہ آں ماضی ست لا یذکر بود

ترجمہ:- صوفی کے آگے گذشتہ کا ذکر غفلت میں داخل ہوتا ہے ٭

ہم عرب ما ہم سبو ما ہم ملک　　جملہ ما یؤفک عنہ من افک

ترجمہ:- ہم اعرابی اور ہم مٹکا اور ہم خلیفہ ہیں۔ وہ شخص گمراہ ہے جو ازل سے گمراہ ہو

بت پرستی گر بمعنے در صور　　صورتش بگذار در معنے نگر

ترجمہ:- ظاہر صورت سے گذر کر معنے کی طرف دیکھ ٭ ٭ ٭ ٭

شرح:- وہ مٹکا پانی کا ہمارا علم اور عقل ظاہری ہے۔ اور وہ خلیفہ دجلہ علم خدا کا ہے ہم مٹکا پر کر کے دجلہ کیطرف لیجاتے ہیں اگر ہم آپکو خر نہ جانیں تو ہم گدھے ہیں یعنی جیسے گدھا اپنے بوجھ سے بیخبر ہوتا ہے ہماری بھی یہی مثال ہے وہ اعرابی حقیقت سے معذور تھا کیونکہ وہ دجلہ سے غافل اور دور تھا۔ اسیطرح ہمارا بھی یہی حال ہے کہ ہم اپنے علم اور اپنے عمل سے بیخبر ہیں وہ اعرابی اگر دجلہ سے واقف ہوتا تو

مٹکے کو پتھر مار کر توڑ دیتا یعنی اُسکا علم اور عقل اور عبادت کا جو ہم نے تحفہ سمجھ رکھا ہے اگر ہمکو علم خدا سے خبر ہوتی تو اسی مٹکے کو توڑ کر اپنی تمام ہستی کو فنا کر دیتے جب خلیفہ نے دیکھا اور احوال اسکا سُنا تو اُسی مٹکے کو خالی کرا دیا اور زر سے پُر کر دیا اسپر بخشش کی اور خلعت خاص دیکر مرد اعرابی کو فاقہ سے فارغ کر دیا پس دربانوں نے فرمایا اُس جہاں بخشش اور والا جاہ نے یہ مٹکا زر سے پُر کر کے اسکے ہاتھ میں دیدو اور اسکا سفر واپسی دجلہ کیطرف سے ہو راہ خشک جنگل سے آگے سفر اسکا ہوا ہے اب دجلہ کیطرف سے بہت نزدیک سفر کو دیکھے اور تکلیف سفر سابقہ کی فراموش کرے۔ اسیطرح دربانوں نے کیا مٹکا زر سے بھر کر ہاتھ میں دیدیا اور دجلہ کیطرف سے سفر کرایا جب کشتی میں بیٹھا اور دریا دجلہ کو دیکھا وہ سجدہ کرتا تھا اور حیا سے شرمسار تھا کیا عجب لطف اس بادشاہ صاحب بخشش کا ہے اور کیا تعجب ہے کہ مجھسے ایسے پانی پلید کا تحفہ قبول کر لیا ہے جب اعرابی نے سیر بری سے قرب بادشاہ کو حاصل کیا اور بادشاہ نے اسپر اپنا فضل کر کے سیر بحری عطا فرمایا تو وہ نہایت شرمسار ہوا مگر بغیر سیر بری کے سیر بحری کا حاصل کرنا محال ہے اگر پہلے اس مقام سے خبردار ہوتا سیر بری کسطرح کر سکتا اگر دیکھتا ایک قطرہ دجلہ خدا سے تو وہ مٹکے کو بیشک فنا کر دیتا جنہوں نے دیکھا ہے وہ ہمیشہ بیخودی میں ہیں اور بیخودی کی حالت میں مٹکے کو پتھر مار کر توڑ دیا ہے۔ یعنی صاحب مقام توحید کے قید جسمانی کی عبادت سے مقام بیخودی میں فارغ ہو چکے ہیں اور مٹکے عبادت خودی کو توڑ دیا ہے۔ اور توڑنے سے مٹکا کامل ہو گیا ہے ای خو غیرت سے مٹکے کو توڑا وہ توڑنے سے کامل زیادہ ہوا ہے کیونکہ کمال عبودیت کا مقام توحید کا ہے۔ جہاں عبادت ختم ہے بموجب قولہ تعالےٰ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ

ترجمہ:۔ عبادت کر رب اپنے کی اسوقت تک جو تجھے یقین آجاوے یقین سے مقام توحید ہے اگرچہ علما ظواہر نے یقین کے معنے موت کا کیا ہے مگر توحید سے بھی انسان کی فناہ ہو کر ہستی حق کی باقی رہ جاتی ہے۔ یہ بھی ایک قسم موت کا ہے

بلکہ تمام موت سے افضل ہے۔ عام لوگوں کے لئے وہی موت عام ہے۔ اور خاصوں کے واسطے یہی موت خاص ہے۔ مٹکا ٹوٹ گیا اور پانی اس سے نہ گرا سو درستی اس ٹوٹنے سے حاصل کی یعنی مقام ہوالعابد ہوالمعبود میں عبادت کی کمالیت ہوتی ارادہ انسان کا فنا ہو کر امر حق کا جاری ہوا آگے عبادت بغیر ارادہ کے کرنے کا ذکر ہے جز جز مٹکے کی رقص اور حال میں ہے، اور عقل جزوی کو اسکا دیکھنا محال ہے یعنی عبادت کاملین کی رقص وجودی سے بغیر ارادہ ہوتی ہے۔ ظاہر بین کے عقل میں سمانا مشکل ہے کیونکہ حال سے قال بیخبر ہے اُس مقام میں نہ مٹکا ہے۔ اور نہ پانی ہے۔ خوش ہو کر دیکھ اللہ جاننے والا ہے۔ ساتھ صواب کے یہ حکایت قال سے نہیں ہمارا اور تمہارا یہی حال ہے جو صوفی صاحب مقام ہے۔ اُسکے آگے مقام گذشتہ کا ذکر ہے غفلت میں داخل ہوتا ہے۔ ہم اعرابی اور ہم مٹکا اور ہم خلیفہ ہیں مگر تمام بموجب قولہ تعالے:۔ یُؤْفَکُ عَنْهُ مَنْ اُفِکَ **ترجمہ:۔** وہ شخص گمراہ کیا جاتا ہے۔ جو ازل سے گمراہ کیا گیا ہے۔ یعنی ہر کس کو مقام وحدت وجود سے خبردار نہیں کیا گیا۔ کیونکہ جزو کل سے بیخبر ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ جزکا اختلاف ہوتا ہے۔ کل میں اختلاف ہرگز نہیں ہوتا۔ ظاہری صورت سے گذر کر معنے کی طرف دیکھ۔

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہ الہی میں تحفہ ناچیز ہونیکا اور فنا ہستی کا پیش کرتا تھا۔ اور اُسکے برعکس ہم نے علم اور زہد عبادت خود پرستی کا بیخبر ہونے سے مقرر کر لیا ہے ہمارے مٹکے وجود کے اعمال اگرچہ لائق درگاہ خداتعالے کے نہیں ہیں مگر جب انسان محض خالصاً للہ خواہ کیسا ہی عمل کرے۔ خداتعالے اسکو قبول فرما لیتا ہے کیونکہ کریم کا تحفہ مفلسی او ناچیزی ہوتا ہے۔ کریم کی سخاوت جسقدر مفلسی زیادہ ہو اُسی قدر حصہ زیادہ ملتا ہے۔ اسی طرح سے جب مٹکا وجود انسان کا تحفہ دریاں اولیا کرام بارگاہ الہی میں پیش کرتے ہیں۔ تو اُس وقت اُنکو حکم ہوتا ہے۔ کہ اسکو منظور کر کے خالی کرو اور نور خدا سے پُر کر کے سائل کے حوالہ کرو اور بخشش پوشاک خاص میرے فضل کے مطابق دیکر میرے دریا دجلہ کے راستہ سے واپس پہنچاؤ خداتعالے ایسا کریم ہے۔ جو دریا توحید دجلہ آب شیریں کے مقابلہ میں ہم سے تحفہ پانی خراب کا جو اعمال فضولات شرک! اور ریا اور خود بینی سے بھرے ہوئے

ہیں اپنے فضل و کرم سے قبول فرماتا ہے۔ سیر سلوک میں دو قسم پر ہے ایک سیر بری اور دوسرا سیر بحری ہے سیر بری سالک کو عبادت ریاضات مجاہدات جسمانی اور مراقبہ اور وظائف اور لطائف سے پورا ہوتا ہے۔ اور سیر بحری مقام توحید کا ہے جہاں تمام سیر بری کے مقامات ناچیز معلوم ہوتے ہیں۔ اور سالک کے شرمسار ہونیکا موجب ہوتا ہے ؞

پیر پکڑنے اور گدھے نفس کو راہ پر لانیکے بیان میں

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر

ترجمہ:۔ پیر کو پکڑ جو سوائے پیر کے یہ سفر خطرے سے بھرا ہوا ہے

آں رہے کہ بارہا تو رفتۂ
بے قلاؤز اندراں آشفتۂ

ترجمہ:۔ وہ رستہ جو تو نے دیکھا ہوا ہے بغیر راہ دکھانے کے پریشانی آتی ہے

پس رہے راکہ نہ رفستی تو ہیچ
ہیں مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ

ترجمہ:۔ وہ راہ جس میں تو کبھی نہیں چلا رہبر کے بغیر نہ جا

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد
او ز غولاں گمرہ در چاہ شد

ترجمہ:۔ جو بغیر مرشد کے راہ میں گیا وہ گمراہی نفس سے چاہ میں گرا ؞

گر نباشد سایۂ پیر اے فضول
پس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول

ترجمہ:۔ اگر سایہ پیر کا تجھ پر نہ ہو تو آواز نفس کا تجھکو گمراہ کریگا۔

غولت از رہ افگند اندر گزند
از تو داہی تر دریں رہ بس بدند

ترجمہ:۔ غول تجھکو بلا میں ڈالدیگا تجھسے زیادہ دانا گمراہ ہوچکے ہیں ؞

استخواں ہا شاں بہ بیں و موئے شاں
عبرتے گیر و مراں خر سوئے شاں

ترجمہ:۔ بال اور ہڈیاں دیکھکر عبرت پکڑ اپنے خر کو ان کے پیچھے نہ چلا۔

گردن خر گیر سوئے راہ کش   سوئے راہبانان راہداں راہ خوش

ترجمہ:۔ گدھے نفس کی گردن پکڑ اور رہبر کے پاس جا کر ہدایت حاصل کر

ہیں مہل خر را و دست ازوے مدار   زانکہ عشق اوست سوئے سبزہ زار

ترجمہ:۔ گدھے کو مت چھوڑ کیونکہ اسکا عشق سبزہ کی طرف ہے۔

گر یکے دم تو بغفلت وا ہلیش   او رود فرسنگہا سوئے حشیش

ترجمہ:۔ اگر ایک دم غفلت کرے گا۔ تو وہ گھاس کی طرف بھاگ جائیگا

دشمن راہ ست خر مست علف   اے بسے خر بندہ را کردہ تلف

ترجمہ:۔ دشمن راہ کا ہے گدھا گھاس کا کہ اپنے والوں کو بہت تباہ کیا ہے

گر ندانی راہ ہر آنچہ خر بخواست   عکس آں کن کہ ہست آں راہ راست

ترجمہ:۔ اگر راہ نہیں جانتا تو گدھے کے برخلاف کر سمجھ کر

شاوروہن پس انگہ خالفو   ان من لم یعصہن تالف!

ترجمہ:۔ مشورہ کرو عورتوں سے پھر خلاف کرو جنے خلاف نہ کیا تباہ ہو گیا

با ہوا و آرزو کم باش دوست   چوں یضلک عن سبیل اللہ دوست

ترجمہ:۔ خواہش نفس سے دوستی نہ کر خدا کے رستہ میں گمراہ کرنے والی ہے۔

ایں ہوا را نشکند اندر جہاں   ہیچ چیزے ہمچوں سایہ ہمرہاں

ترجمہ:۔ اس ہوا کو سوا سایہ پیر کے کوئی چیز نہیں توڑ سکتی ؂ ؂ ؂

شرح:۔ پیر کو پکڑ جو سوائے پیر کے یہ سفر آفت اور خطرے سے بھرا ہوا ہے۔ وہ رستہ جو بارہا تو نے سفر کیا ہوا ہے اسمیں بھی بغیر راہ دکھانے والے کے تجھے پریشانی آجاتی ہے۔ پس وہ راہ جو اسمیں تو کبھی نہیں چلا بغیر رہبر کے اکیلا اس میں ہرگز نہ جا جو شخص بغیر مرشد کے راہ میں گیا وہ گمراہی نفس اور شیطان سے چاہ میں گرا ای فضول اگر سایہ پیر کا تجھپر نہ ہو تجھکو آواز غول کا گمراہ کریگا غول

سے وہ آواز مراد ہے۔ جو بغیر فرماں پیر کے تیرے دل میں سما جائے خواہ وہ خیال صورت انسان سے پیدا ہو خواہ تیرے اندر سے جو سینہ میں امر پیر کے سوا ظہور کرتا ہے وہ آواز نفس سے اور شیطان سے ہے غول تجھکو بلا میں ڈالدیگا تجھسے زیادہ دانا اس راہ میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو چکے ہیں بال اور ہڈیاں انکی دیکھکر عبرت پکڑ اپنے خر کو ان کے پیچھے روانہ نہ کر یعنی اہل نفس اور شیطان کی اتباع کرنے والوں کیطرف دیکھکر نصیحت پکڑ اور اپنے گدھے نفس کو انکے پیچھے نہ چلا گدھے نفس کی گردن پکڑ راہ کیطرف کھینچ اور راہ جاننے والوں کی خدمت میں جاکر راہ ہدایت کا حاصل کر گدھے کو مت چھوڑ اور ہاتھ اس سے نہ اٹھا کیونکہ اسکا عشق گھاس کی طرف ہے یعنی نفس کی باگ اگر تیرے ہاتھ میں نہ ہوگی۔ تو وہ سبزہ دنیا کیطرف بھاگ جائیگا۔ اور سفر راہ ہرگز نہ کر سکیگا اگر تو ایکدم غفلت سے اسکو چھوڑ دے گا۔ وہ گھاس کیطرف کوسوں بھاگ جائیگا دشمن راہ کا ہے یہ گدھا مست گھاس کا اسنے اپنے کرایہ لینے والوں کو بہت تباہ کیا ہوا ہے یعنی جنہوں نے اتباع نفس کا کیا ہے انکی تباہی دیکھنے سے یہ راز تجھے کھل جائیگا کہ وہ کیسے کیسے عذاب میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اگر تو راہ نہیں جانتا تو جو گدھے کی خواہش ہے اسکا عکس کر کیونکہ راہ راست اسکے عکس میں ہے یعنی تمام مجاہدوں سے زیادہ مجاہدہ خلاف نفس ہے۔ اور ہدایت بھی خلاف نفس ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ مشورہ کرو عورتوں سے پھر انکا خلاف کرو تحقیق جسنے خلاف نہیں کیا وہ تباہ ہو گیا یعنی عورتوں سے خواہشات نفسانی مراد ہے جس کسی نے خواہشات نفسانی کا خلاف نہیں کیا وہ برباد ہو گیا ہوا اور خواہش نفس ~~[illegible]~~ دشمنی کم رکھ کیونکہ خدا کے رستہ سے ہی تجھے گمراہ کرنے والی ہے۔ اس ہوا کو کوئی چیز نہیں توڑ سکتی جہاں کے اندر مثل سایہ اسکے جو تیرا ہمراہ رہے یعنی صحبت اور تصور شیخ کے سوا کسی چیز کو توفیق نہیں ہے۔ جو خواہش نفس کو روک لے اسلئے

سلوک میں اس سے کوئی عمل زیادہ نہیں ہے ؛

خلاصۃ المقصود :- سالک کو طریقت میں جو کچھ واردات نمودار ہوتے ہیں۔ اسکو بغیر سایہ پیر کے عجب اور خود بینی سے نفس اور شیطان کے پنجے سے نجات حاصل نہیں ہوتی ہزار ہا روندگاں راہ بغیر سایہ پیر کے گمراہ ہو کر راہ ہدایت سے محروم ہو چکے ہیں۔ مولانا کا مقصود یہ ہے کہ نفس کی باگ جب تک کسی کے ہاتھ میں نہ ہو۔ تب تک راہ پر سفر نہیں کر سکتا گھاس دنیا کی طرف بھاگ جاتا ہے اگر تجھے رہبر مل گیا ہے۔ تو اس کی باگ اسکے ہاتھ میں دیدے اور اپنا ارادہ ترک کر دے ؛

تصور شیخ کا تمام

عبادتوں سے افضل ہونے کے بیان میں

گفت پیغمبر علی را کای علی ۔۔۔ شیر حقی پہلوانی پر دلی

ترجمہ :- رسول علیہ السلام نے فرمایا اے علی تو شیر خدا پہلوان اور صاحب دل ہے۔

لیک بر شیری مکن ہم اعتمید ۔۔۔ اندر آ در سایۂ نخل امید

ترجمہ :- لیکن اپنی شیری پر بھروسہ نہ کر نیچے سایہ نخل امید کے آجا ؛

ای علی از جملۂ طاعات راہ ۔۔۔ بر گزیں تو سایۂ خاص الٰہ

ترجمہ :- اے علی تمام عبادتوں سے افضل سایہ خاص خدا کا ہے ؛

ہر کسے در طاعت بگریختند ۔۔۔ خویشتن را مخلصے انگیختند

ترجمہ :- ہر شخص عبادت میں ہے اور آپ کو مخلص سمجھتا ہے ؛

تو برو در سایۂ عاقل گریز ۔۔۔ تا رہی زاں دشمن پنہاں ستیز

ترجمہ:۔ تجھکو چاہئے کہ سایہ عاقل میں بھاگ تاکہ دشمن سے بچ جائے ۔ ۔ ۔

از ہمہ طاعات اینت لائق تست　　سبق یابی بر ہر آنکو سابق ست

ترجمہ:۔ تمام عبادتوں سے تجھے یہ لائق ہے۔ سبقت پائیگا تمام سابقوں پر۔

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو　　ہمچوں موسی زیر حکم خضر رو

ترجمہ:۔ جب تو نے پیر پکڑا ہے۔ اُنکے حکم کے تابع ہو مثل موسیٰ کے

صبر کن بر کار خضر ای بے نفاق　　تا نگوید خضر رو ہذا الفراق

ترجمہ:۔ صبر کر کام خضر پر تا نہ کہے خضر جا میرے اور تیرے درمیاں جدائی ہے۔

گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن　　ورچہ طفلے را کشد تو مو مکن

ترجمہ:۔ اگر بیڑی توڑے تو دم نہ مار اگر لڑکا مار دے تو غم نہ کھا

دست او را حق چو دست خویش خواند　　پس ید اللہ فوق ایدیہم براند

ترجمہ:۔ ہاتھ اُسکے کو جب اللہ تعالےٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا ہے ۔

یار باید راہ را تنہا مرو　　از سر خود اندریں صحرا مرو

ترجمہ:۔ یار چاہیے اس راہ میں تنہا نہ جا خودی سے اس صحرا میں نہ جا

ہر کہ تنہا نادر ایں رہ را برید　　ہم بعول ہمت مرداں رسید

ترجمہ:۔ جسنے اس راہ میں سفر کیا ہے وہ بھی توفیق دوستان خدا سے پہنچا ہے۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست　　دست او جز قبضہ اللہ نیست

ترجمہ:۔ پیر کا ہاتھ کوتاہ نہیں۔ ہاتھ اُسکا بغیر قبضہ خدا کے نہیں ۔

غائباں را چوں نوالہ مید ہند　　پیش مہماں تا چہ نعمتہا نہند

ترجمہ:۔ غائبوں کو جب کھانا دیتے ہیں۔ تو مہماں کو کیسی نعمتیں دینگے ۔

چوں گزیدی پیر نازک دل مباش　　سست ریزیدہ چو آب و گل مباش

جب پیر پکڑا ہے نازک دل نہ ہو اور سست ہمت نہ ہو

در بہر زخمے تو پر کینہ شوی | پس کجا بے صیقل آئینہ شوی

ترجمہ :۔ اگر ہر صدمہ پہ کینہ ہوگا تو کیسے بے صیقل آئینہ ہوگا۔

شرح :۔ جناب رسول علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا۔ اے علی تو شیر خدا اور پہلوان صاحب دل ہے لیکن اپنی شیری پر بھروسہ نہ کر نخل امید کے سایہ کے اندر آجا یعنی دوستان خدا کا سایہ طلب کر۔ رسول علیہ السلام ہماری تعلیم کے لئے حضرت علیؓ کو مخاطب ہو کر اپنے تصور کی تعلیم فرمائی ہے۔ اے علیؓ تمام عبادات راہ سے سایہ خاص خدا تعالےٰ کا حاصل کر۔ یعنی تمام عبادتوں سے افضل تصور شیخ کا ہے۔ اور وہ سایہ خدا کا ہے۔ ہر اک شخص عبادت میں پڑا ہے۔ اور آپ کو مخلص سمجھ رکھا ہے یعنی خود بینی سے ان کی عبادت طریقت میں بیہودہ ہے۔ اور سایہ خدا سے سالک کی خودی اور خود بینی فنا ہونے سے حضور حق کا ہوتا ہے۔ اور دشمن نفس اور شیطان کا درمیان میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ عبادت تمام عبادتوں سے افضل ہے۔ تجھکو چاہیئے کہ سایہ عاقل میں بھاگ جا تاکہ بچ جاوے دشمنی پوشیدہ جنگ کرنے والے سے۔ تمام عبادتوں سے تجھے یہ لائق ہے سبقت پائیگا تو تمام سالقوں سے۔ جب تم نے پیر کپڑا ہے اس کے حکم کے تابع ہو۔ موسےٰ کی طرح زیر حکم صبر کے رہ صبر کر کام خضرؑ پہ اے نفاق۔ تا نہ کہے حضر جا میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے یعنی اپنے عقل اور علم سے کام نہ لے حکم کی انتظار میں ہو کسی قسم کا اعتراض نہ کر اگرچہ بیڑی توڑ دے۔ تو دم نہ مار اور اگر لڑکا مار دے تو غم نہ کھا۔ ہاتھ اس کے کو خدا تعالےٰ نے جب اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔ قولہٗ تعالےٰ،

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ترجمہ :۔ جو لوگ بیعت کرتے ہیں تیری وہ بیعت کرتے ہیں اللہ کی ہاتھ اللہ کا ہے اُن کے ہاتھوں پر یعنی ہاتھ رسولؐ کا ہاتھ خدا کا ہوا۔ اور ہاتھ رسولؐ کا ہاتھ پیر کا ہوا۔ حقیقت میں وہی ہاتھ رسولؐ کا ہاتھ خدا کا ہے۔ اس لئے بیعت خدا سے ہو رہی ہے اور خدا کے کسی کام پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ان کا تمام کام خدا کا کام ہے۔ اسی واسطے ان کی متابعت رابطہ خدا سے طالب کو فرض ہے۔ راہ میں یار چاہیئے۔

تنہا نہ جا خودی سے اس صحرا میں نہ جا جیسے کسی لئے عجائبات سے اسی راہ میں سفر کیا ہے
تو وہ بھی توفیق ہمت دوستان خدا سے پہنچا ہے۔ اپنے آپ سے کسی نے یہ سفر طے نہیں کیا۔
اگر رابطہ ان کو نظرِ خلقت سے ظاہر دیکھنے میں نہیں ہوا۔ تو باطن میں رابطہ روحانی پیر
کامل سے فیض حاصل ہوا۔ خدا تعالےٰ انسان کو ہدایت بغیر واسطہ کے نہیں فرماتا۔ اگر ظاہر
میں طالب کو پیر سے مدد کی معلوم ہوا۔ باطن میں تمام توفیق پیر کی کام کرتی ہے۔ کیونکہ ہاتھ
خدا کا تمام جگہ پہ پہنچ سکتا ہے۔ پیر کا ہاتھ غائبوں سے کوتاہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہاتھ اس کا
بغیر قبضہ خدا کے نہیں یعنی اس میں توفیق خدا کی ہے۔ غائبوں کو جب ایسا کھانا دیتے ہیں
مہمان کے آگے کیسی نعمتیں رکھتے ہوں گے۔ جب پیر مل گیا ہے نازک دل نہ ہو سست
ہمت آب اور گل کی طرح نہ ہو۔ یعنی مجاہدہ بموجب فرمان کے کر تکلیف سے نہ گھبرا
اگر صدمہ راہ طریقت سے پہنچتا ہو گا۔ تو کیسے بے صیقل آئینہ ہو گا یعنی آئینہ بغیر تکلیف
کے مصفا نہیں ہو سکتا۔ خلاصۃ المقصود :۔ طریقت میں سالک کیلئے تصورِ شیخ سے
زیادہ کوئی عمل خواہشات نفسانی کو روکنے والا اور علم باطنی ہدایت کی طرف راہ دکھانے
والا نہیں ہے۔ کیونکہ طالب کو طے مقامات طریقت میں جو تصورِ شیخ یعنی صفات حق سے
ظہور میں آتے ہیں وہ عبادات مجاہدات اور وظائف مطالعہ اسمائے حق سے نہیں ہو سکتے۔
اس لئے سلوک میں تصورِ شیخ سے آسان تر زیادہ کوئی عمل نہیں ہے بشرطیکہ پیر کامل اور مرید صادق
ہو جیسے رسول علیہ السلام اور حضرت علی کا ذکر ہے۔ تمام عبادتوں سے افضل عبادت یہی ہے اور تمام
طریقوں سے آسان تر سلوک کا یہی ہے۔ مگر بغیر سالک کے اس راز کا سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں۔ تعلیم اور
تلقین اور صحبت اور تربیت مرشد کامل سے طالب صادق سمجھ سکتا ہے۔

تصورِ شیخ سے شیر مرید بنا اور سوئی کی تکلیف سے گھبرانا

ایں حکایت از مثنوی صاحب بیان　　　　در طریق و عادت قزوینیان

ترجمہ:۔ یہ حکایت سن صاحب بیان سے یہ عادت قزوینیوں کی ہے!

بر تن و دست و کتفہا بی درنگ   می زنند از صورت شیر و پلنگ

ترجمہ:۔ جسم اور ہاتھ اور شانہ پہ سوئی سے صورت شیر کی بناتے تھے

سوئے دلاکی بشد قزوینئی   کہ کبودم زن بکن شیرینئی

ترجمہ:۔ کاریگر کی طرف ایک مرد گیا اور سوئی سے صورت شیر کی بنانے کو کہا

طالعم شیر است نقش شیر زن   جہد کن رنگ کبودی سیر زن

ترجمہ:۔ میرا طالع شیر کا ہے۔ مجھ پہ نقش شیر سیاہ کا بنا کوشش سے

گفت بر چہ موضع صورت زنم   گفت بر شانہ گہم زن آن رقم

ترجمہ:۔ کاریگر نے کہا کس جگہ پہ نقش بناؤں اس نے کہا میرے شانہ پہ

تا شود پشتم قوی در رزم و بزم   با چنین شیر ژیان در عزم و حزم

ترجمہ:۔ تا قوی ہو جاؤں جنگ میں ایسے شیر کے ساتھ مضبوطی حاصل ہو!

چون کہ او سوزن فرو بردن گرفت   درد او در شانہ گاہ مسکن گرفت

ترجمہ:۔ جب کاریگر نے سوئی چبھوئی تو اس کو درد ہونے لگا!

پہلوان در نالہ آمد کای سنی   مر مرا کشتی چہ صورت می زنی

ترجمہ:۔ پہلوان نے فریاد کی اور کہا کہ مجھکو مار ڈالا ہے۔ کس صورت سے مارتے ہو!

گفت آخر شیر فرمودی مرا   گفت از چہ عضو کردی ابتدا

ترجمہ:۔ اس نے کہا کہ مجھ کو شیر بنانا ہے جواب دیا کہ کس عضو سے شروع کیا ہے۔

گفت از دمگاہ آغازیدہ ام   گفت دم بگذار ای دو دیدہ ام

ترجمہ:۔ استاد نے کہا دم بنانا شروع کیا ہے۔ اس نے کہا دم چھوڑ دے

جانب دیگر گرفت آن شخص زخم   بے مواسا بے محابا بے رحم

ترجمہ:۔ دوسری طرف سوزن لگانی شروع کی بے خوف اور بے رحم ہو کر!

بانگ زد کایں چہ اندام است اُو   گفت اُو گوش است ایں اے نیک خو

ترجمہ۔ فریاد کی کہ کون سا بازو بنا رہے ہو استاد نے کہا کان ؎

گفت تا گوشش نباشد اے ہمام   گوش را بگذار کوتہ کن کلام ؎

ترجمہ:۔ اس نے کہا کان بنانے چھوڑ دے کان نہ ہوئے تو کیا ہوا

جانبِ دیگر خلش آغاز کرد   باز قزوینی فغانی ساز کرد

ترجمہ:۔ دوسری طرف استاد نے سوئی ماری مردِ قزوینی نے فریاد کرنی شروع کی

کیں سوم جانب چہ اندام است نیز   گفت ایں است اشکمِ شیر اے عزیز

ترجمہ:۔ یہ تیسرا کون بازو ہے استاد نے کہا پیٹ بنا رہا ہوں،

گفت گو اشکم نباشد شیر را   خود چہ اشکم باید ایں ادبیر را ؎

ترجمہ:۔ اس نے کہا کہ اگر شیر کا پیٹ نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں

خیرہ شد دلاک بس حیران بماند   تا دیر انگشت بر دندان بماند

ترجمہ۔ کاریگر نے حیران ہو کر غصہ کی حالت میں انگلی دندان میں کی ؎

بر زمیں زد سوزن آندم اوستاد   گفت در عالم کسے ایں را فتاد

ترجمہ کاریگر نے سوئی زمین پہ پھینک کر کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا! ؎

شیر بے دم و سر و اشکم کہ دید   ایں چنیں شیر خدا ہم نافرید

ترجمہ۔ شیر بے دم اور کان اور پیٹ کے نہیں دیکھا اور نہ خدا نے پیدا کیا ہے

چوں نداری طاقتِ سوزن زدن   از چنیں شیرِ ژیاں تو دم مزن

ترجمہ:۔ جب تجھے طاقت زخم سوئی کی نہیں شیر بننے کا دعوے نہ کر!

اے برادر صبر کن بر دردِ نیش   تا رہی از نیشِ نفسِ گبرِ خویش

ترجمہ:۔ اے بھائی دردِ سوزنِ مرشد پر صبر کر تاکہ نفس سے رہائی ملے۔

ہر کہ مرد اندر تن او نفسِ گبر   مر ورا فرمان برد خورشید و ابر

ترجمہ:- جس کے تن میں نفس کا فتنہ مرگیا اس کے فرمان میں ابر اور خورشید ہے

کان گردن کرد پیدا اندر وجود — چرخ مہر و ماہ شان آرد سجود

ترجمہ:- جو گردن اپنے وجود سے چھوٹا۔ سورج و چاند اسے سجدہ کرتے ہیں

خفتگان کز حق ابر کارشان — میل کرد آفتاب از غارشان

ترجمہ:- جو سوئے ہوئے خدا کی راہ پر ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کی حفاظت کرتا ہے

چیست توحید خدا آموختن — خویشتن را پیش واحد سوختن

ترجمہ:- توحید خدا کی کیا ہے آگے واحد کے آپ کو فنا کرنا

در من و ما سخت کردستی تو دست — ہست ایں جملہ خرابی از دو ہست

ترجمہ:- تو نے "میں" "تو" کو مضبوط کیا ہے۔ تمام خرابی دو ہستی میں ہے۔

شرح:- یہ حکایت حسن صاحب بیان سے بیچ طریق اور عادت قزوان سے یعنی قزوان نام شہر کا ہے۔ جو اس میں اکثر لوگ جسم پر سوئی سے نقش گودا کر نیل سے بھر دا کر صورت شیر اور پلنگ کی بناکر تصور کرلیتے ہیں آپ کو قوی ہمت کرتے ہیں۔ جسم اور ہاتھ اور شانہ پر ملا تامل سوئی مارتے ہیں اور صورت شیر اور پلنگ کی بناتے ہیں۔ کاریگر سوئی مارنے والا کی طرف ایک مرد قزوان سے گیا اور کہا۔ کہ مجھ پر سوئی مار کر صورت شیر کی بنا۔ اور سیاہی سے بھر دے کیونکہ میرا طالع شیر کا ہے مجھ پر نقش شیر سیاہ کا بنا۔ نہایت کوشش سے کاریگر نے کہا کہ کس جگہ پہ نقش بناؤں۔ اس نے کہا کہ میرے شانہ پہ سوئی مار کر نقش شیر کا بنا تاکہ قوی پشت ہو جاؤں۔ بیں مکان جنگ میں یعنی تصور شیر قوی سے مجھ پر طاقت شیر کی پیدا ہو جاوے۔ جب کاریگر سوئی مارنے لگا تو اس کے شانہ میں درد ہوا۔ پہلوان نے فریاد کی کہ اے جوان مجھ کو مار ڈالا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ کو شیر بنانا فرمایا ہے جواب دیا کہ کس عضو سے شروع کیا ہے۔ استاد نے کہا کہ دم بنانا شروع کیا ہے۔ اس نے کہا اے میرے مہربان دم بنانا چھوڑ دے۔ کیونکہ دم نے میرا دم پکڑ لیا ہے۔ دوسری طرف اپنے زخم سوئی سے

لگانے شروع کئے بیخوف اور بے فکر اور بے رحم ہوکر پھر اس نے فریاد کی۔ کون بازو شیر کا بنا
رہا ہے۔ استاد نے کہا کہ کان اور سکیے اے نیک خو۔ اس نے کہا کہ کان بنانے چھوڑ دے۔
کلام کوتہ کر اگر کان نہ ہوئے تو کیا ہوا نقش شیر کو کان کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری طرف
استاد نے سوئی چبھونی شروع کی مرد نے فریاد کر کے کہا۔ کہ تیسرا کون سا باز و ہے۔ استاد
نے کہا شیر کا پیٹ اے عزیز بنانا شروع کیا ہے۔ اس نے کہا اگر پیٹ شیر کا نہ ہو تو کچھ مضائقہ
نہیں۔ کاتب حیران ہو کر غصہ کی حالت میں اپنی انگلی دندان میں کی۔ اور سوئی اسی وقت
کاریگر نے زمین پر پھینک کر کہا۔ کہ عالم میں ایسا شیر بے دم اور کان اور پیٹ کے کسی نے
نہیں دیکھا اور نہ ایسا شیر خدا تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ جب طاقت برداشت زخم سوئی
کی نہیں ہے۔ شیر نر بننے کا دعوےٰ نہ کر۔ اے بھائی درد سوئی مرشد پر صبر کر تاکہ نیش نفس
کا فر سے تجھے رہائی ملے یعنی اپنے نفس کو تابع حکم مرشد کے کر اور سختی اور تکلیف سے نہ بھاگ
تا تجھے تکلیف نفس سے نجات ہو۔ کیونکہ جو تابع حکم خدا تعالےٰ کے ہوتا ہے۔ نفس کے حکم سے
فراغت حاصل کرتا ہے۔ اور نفس مردہ ہونے پر تمام چیز اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ جس کے تن
میں نفس کافر مر گیا۔ اس کے فرمان میں ابر اور خورشید آگیا۔ جگہ وہ اپنے وجود سے چھوٹا
سورج چاند اور آسمان اسے سجدہ کرتا ہے۔ وہ سوئے ہوئے ہیں جن کو خدا سے کام تھا سورج
ان کی غار سے پھر کر گذرتا ہے۔ خدا تعالےٰ اصحاب کہف کے حق میں فرماتا ہے۔ قولہ تعالےٰ وَتَرَی
الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ
الشِّمَالِ ٭ ترجمہ:۔ تو نے دیکھا ہے آفتاب کو جب طلوع کرتا ہے غار کی دائیں طرف سے جاتا ہے
اور جب غروب کرتا ہے تو بائیں طرف کو جاتا ہے۔ تاکہ دھوپ سے ان کو تکلیف نہ ہو۔ توحید خدا کی
سیکھنا کیا ہے۔ آگے واحد کے آپ کو فنا کرنا۔ تو نے میں اور تو میں بہت ہاتھ مضبوط کیا ہے۔
یہ تمام خرابی دو ہونے میں ہوتی ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ کا اس قدر اپنا فضل کرم ہے کہ جہاں انسان
ہو وہاں خدا تعالےٰ ہے بموجب قولہ تعالےٰ۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ٭ ترجمہ

خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ جہاں تم ہو۔ انسان محض انانیت غیر حق ثابت کرنے سے عذاب میں گرفتار کیا جائیگا۔ **خلاصۃ المقصود**۔ اولیا اللہ کی صورت میں بنا کر اپنے آپ کو اگر شیر حق کا شمار کرتا ہے اور موذن خواہشات نفسانی مخالفت کی توفیق نہیں رکھتا۔ تو تیری صورت ناقص ہے دعوے شیری کا غلط ہے۔ کیونکہ شیر حق کا وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور معصیت اور بلا کا اس کا نفس بھار نہ اٹھائے اور اپنے نفس کے فنا کرنے پر قادر نہ ہو۔ خدا تعالیٰ نے ایسا شیر آج تک پیدا نہیں کیا جو درویش ذی مرشد ہو ایسی کا نفس صبر کر سکتا ہو۔ مولانا فرماتے ہیں کہ تمام اہل اللہ اصحاب کہف کی طرح ہیں جنہوں نے نفس سے جہاد کر کے نفس کو مردہ کیا اور خدا کی امانت غار عالم دنیا میں اپنے ارادہ اور ہستی کو فنا کر کے سو گئے ہیں۔ **فائدہ** جاننا چاہیے کہ درمیان خدا تعالیٰ اور انسان کے صرف حجاب نفس کا ہے جب وہ دور ہو جاتا ہے تو ہستی انسان کی فنا ہو جاتی ہے اور ہستی حق کی باقی رہ جاتی ہے۔ اس مقام میں تمام مظہر حق کا ہوتا ہے حق کے لئے تمام چیز تابع ہو جاتی ہے اور انسان مقام توحید میں پہنچتا ہے۔

شیر کا شکار کو جانا اور گرگ اور لومڑی کو ہمراہ لیجانا

شیر و گرگ و روبہی بہر شکار　　رفتہ بودند از طلب در کوہسار

ترجمہ: شیر اور بھیڑیا اور لومڑی شکار کو ایک پہاڑ میں گئے

گرچہ زایشاں شیر نر را ننگ بود　　لیک کرد اکرام و ہمراہی نمود

ترجمہ: اگرچہ بھیڑیا اور لومڑی کی ہمراہی سے شیر کو شرم تھا لیکن کرم سے ہمراہ لیا

این چنین شاہ را ز لشکر زحمت است　　لیک ہمراہ شد جماعت رحمت است

ترجمہ: بادشاہ کو لشکر سے تکلیف ہے لیکن ہمراہ کر لیا کیونکہ جماعت میں رحمت ہے

این چنین ماہ را ز اختر ننگ ہاست　　او میان اختران بہر سخاست

ترجمہ: جیسے چاند کو ستاروں سے شرم ہے لیکن سخاوت کیلئے اپنا مقام بنالیا ہے

در ترازو جو رفیق زر شدست　　نے از آنکہ جو چوں زر جوہر شدست

ترجمہ:۔ جیسے زر ہیں جو ہمراہ زر کے ہوتا ہے۔ وہ زر کی طرح جوہر نہیں بن سکتا

روح قالب را کنوں ہمرہ شدست   مدتے سگ حارس درگہ شدست

ترجمہ:۔ روح اور وجود کی ہمراہی ہے۔ کچھ مدت کتا نے بادشاہ کی دربانی کی ہے

چونکہ رفتند آں جماعت سوئے کوہ   در رکاب شیر با فر و شکوہ

ترجمہ:۔ جب وہ جماعت پہاڑ کی طرف گئی۔ شیر کی ہمراہی میں

گاؤ کوہی بز و خرگوش زفت   یافتند و کار ایشاں پیش رفت

ترجمہ:۔ پہاڑی گائے۔ پہاڑی بکری اور خرگوش شکار کیا

ہر کہ باشد در پے شیر حراب   کم نیاید روز و شب او را کباب

ترجمہ:۔ جو شیر کے ہمراہ ہو اسے کبھی کباب نہ ملیں:

گرگ و روباہ را طمع بود اندراں   کہ رود قسمت بعدل خسرواں

ترجمہ:۔ بھیڑیا اور لومڑی کے دل میں طمع ہوا کہ ہم کو حصہ شکار کا ملے

شیر چوں دانست آں وسواس شاں   وانگفت و داشت آں دم پاس شاں

ترجمہ:۔ شیر نے اس کا وسواس جان کر مہربانی سے ظاہر نہ کیا

لیک با خود گفت بنمائم سزا   مر شمارا اے خسیسان گدا

ترجمہ:۔ لیکن دل میں کہا کہ دیتا ہوں تم کو سزا اے بدطینت گدا!

ہر کہ باشد شیر اسرار و امیر   او بداند ہر چہ اندیشد ضمیر

ترجمہ:۔ جو کوئی شیر اسرار کا ہو وہ جانتا ہے خیال دل کو

ہیں نگہداری دل اندیشہ خو   دل نہ اندیشہ بدی در پیش او

ترجمہ:۔ خبردار نگہ رکھ دل کو اندیشہ کرنے والے اندیشہ بدی سے

شیر بر ما فکر میزد خندہ باش   از تبسم ہائے شیر ایمن مباش

ترجمہ:۔ شیر ان کے فکر دل سے ہنستا تھا۔ شیر کے تبسم پہ بےخوف نہ ہو

مال دنیا شد تبسم ہائے حق   کرد مارا مست و ہم مغرور دق

ترجمہ:۔ مال دنیا کا تبسم حق کا ہے۔ ہم کو مست اور مغرور کر دیا ہے۔

گفت شیر ای گرگ ایں را بخش کن   معدلت را نو کن ای گرگ کہن

ترجمہ:۔ شیر نے کہا کہ اے بھیڑیا شکار کو انصاف سے تقسیم کر

نائب من باش در قسمت گری   تا پدید آید کہ تو چہ گوہری

ترجمہ:۔ میرا نائب ہو تقسیم کرنے کے لئے تاکہ ظاہر ہو کہ تو کیا گوہر ہے

گفت ای شہ گاؤ وحشی بخش تست   آں بزرگ و تو بزرگ و زفت چست

ترجمہ:۔ بھیڑیئے نے کہا کہ اے بادشاہ گائے تیرا حصہ ہے کیونکہ وہ بڑی ہے

بز مرا کہ بز میانہ ست و وسط   روبہا خرگوش بستان بے غلط

ترجمہ:۔ بکری میرے لئے کیونکہ درمیانہ ہے اور خرگوش لومڑی کیلئے

شیر گفت ای گرگ چوں گفتی بگو   چوں کہ من باشم تو گوئی ما و تو

ترجمہ:۔ اے بھیڑیئے تو نے کیسے کہا ہے جبکہ میں ہوں تو کیسے اپنی میں کہتا ہے

چوں نبودی فانی اندر پیش من   فرض آمد مر ترا گردن زدن

ترجمہ:۔ جب میرے آگے تو فانی نہیں ہوا تیرا مارنا فرض ہے شیر نے بھیڑیئے کو مار دیا

کل شیئ ہالک جز وجہ او   چوں نہ اندر وجہ او ہستی مجو

ترجمہ:۔ تمام چیز ہلاک ہونیوالی ہے۔ بغیر وجہ حق کے اپنی ہستی تلاش نہ کر

ہر کہ اندر وجہ او باشد فنا   کل شیئ ہالک نبود جزا

ترجمہ:۔ جو وجہ حق میں فنا ہو جائے کل شیئ ہالک کی جزا آسکنے لئے نہیں

آنکہ الا ہست او از لا گذشت   ہر کہ در الا ست او فانی نگشت

ترجمہ:۔ جو کوئی مقام الا اللہ میں پہنچ گیا۔ وہ فنا سے بچ گیا ✤

ہر کہ بر در او من و ما می زند   رد باب ست بر لا می تند

ترجمہ:- جوکوئی اُسکے دروازہ پر میں اور تو کرتا ہے وہ دروازہ سے رد کیا جاتا ہے

شرح:- شیر اور بھیڑیا اور لومڑی شکار کیواسطے ایک پہاڑ میں گئے اگرچہ بھیڑیا اور
لومڑی کی ہمراہی سے شیر نر کو شرم تھا لیکن اپنے کرم اور بخشش سے
ہمراہ رکھ لیا ایسے بادشاہ کو لشکر سے تکلیف ہے لیکن ہمراہ کر لیا کیونکہ جماعت میں رحمت
ہے۔ جیسے چاند کو ستاروں سے شرم ہے لیکن درمیاں ستاروں کے سخاوت کیلئے اپنا
مقام بنا لیا ہے۔ یعنی خداتعالے کا انسان کے ہمراہ محض فضل اور کرم اور رحمت کا موجب
ہے۔ اسیطرح سے رسول علیہ السلام اور اولیا کرام کی حالت ہے۔ جیسے ترازو میں جو ہمراہ
زر کیے ہوتا ہے۔ وہ نہ زر کیطرح جوہر بن سکتا ہے اسیطرح اہل اللہ کی معیت رحمت خدا کا
سبب ہے، روح اور وجود کی ہمراہی ہوئی ہے۔ اور ایک مدت تک کتا نے بادشاہ کی دربانی کی
ہے۔ جب وہ جماعت پہاڑ کیطرف گئی شیر کی ہمراہی میں تو پہاڑی گائے اور پہاڑی بکری اور
خرگوش شکار کیا اور نہایت خوش ہوئے۔ جو کوئی ہمراہ ہو شیر جنگی کے رات دن اسکو کیسے
کباب نہ ملیں بھیڑیا اور لومڑی کے دل میں طمع پیدا ہوا کہ عدل بادشاہی سے ہمکو حصہ شکار
سے ملے شیر نے اسکا وسواس جان کر مہربانی اور مروت سے ظاہر نہ کیا لیکن دل میں کہا کہ
دیتا ہوں تمکو سزا بدنیت گدا جو کوئی شیر اسرا کا اور امیر ہو وہ جانتا ہے خیال دل کو خبردار
نگاہ رکھ دل کو لے اندیشہ کرنے والے اندیشہ بدی سے دل کو آگے اسکے یعنی اولیا کرام
آئینہ خداتعالے کے ہیں تیرے دل کا عکس انکے آئینہ میں آجاتا ہے۔ اپنے دل کے خیال
کو روک دے اگرچہ تجھے اپنے فضل سے بیان نہیں کرتے انکے تبسم سے بیخوف نہ ہو شیر
انکے فکر دل جاننے سے ہنستا تھا شیر کے تبسم پر بیخوف نہ ہونا چاہیے یعنی مرد کو اپنے مرشد
کی ہم کلامی اور ہم خیالی سے اور خواہشات ظاہری پورے کرنے سے اور خلیفہ بنانے سے بیخوف نہ ہو
مال دنیا کا تبسم حق کا ہے جو ہمکو معزول کر دیا ہے شیر نے کہا اے بھیڑیا شکار کو تقسیم کر اور
کہنہ انصاف کو نیا کر میرا نائب ہو تقسیم کرنے کیلئے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کیسا گوہر ہے۔

بھیڑیئے نے کہا کہ اے بادشاہ گائے تیرا حصّہ ہے۔ کیونکہ وہ بڑی ہے۔ اور تو بھی بڑا
ہے۔ اور بکری میرے لیئے کیونکہ بکری درمیانہ ہے۔ اور خرگوش لومڑی کو بے تامل
چاہیئے۔ شیر نے کہا۔ کہ اے بھیڑیا کیسے تو نے کہا ہے۔ جب کہ میں ہوں تو کیسے اپنی
میں کہتا ہے۔ جب میرے آگے تو فانی نہیں ہوا تیرا مارنا فرض ہو گیا ہے۔ شیر نے بھیڑیئے
کو مار کر سر تن سے جدا کر دیا۔ تمام چیز ہلاک ہونیوالی ہے۔ بغیر وجہ حق کے اگر تو وجہ میں
نہیں تو اپنی ہستی تلاش نہ کر جو کوئی وجہ حق میں فنا ہو جائے۔ کل شیئ ہالکٌ کی جزا اُسکے
لیئے نہیں ہے۔ اسلیئے جو مقام الا اللہ میں پہنچ گیا لا الہ سے گذر گیا اور جو الا اللہ میں آ گیا
وہ فنا سے بچ گیا۔ یعنی نفی ہستی سے مقام اثبات حق میں جو شخص پہنچ جاتا ہے۔ وہ
فنا ہونے سے فارغ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ فنا سے مقام بقا کو اُس نے حاصل کیا ہے،
جو کوئی اُس کے دروازہ پر میں اور تو کرتا ہے۔ وہ دروازہ سے واپس فنا کیطرف
جاتا ہے۔ آگے مثال اُس شخص کی ہے۔ جو یار کا دروازہ کھٹکاتا ہے۔ اور یار
پوچھتا ہے۔ کہ دروازہ پر کون ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔ کہ میں ہوں یار کہتا ہے۔ کہ جب
تو ہے۔ تو دروازہ نہیں کھلتا کیونکہ میں یار اُسکو نہیں جانتا جو میں کہتا ہے ۔۔۔

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا کا مقصود معیت سے اُس محبت کا ہے جس سے عاشق فنا ہو کر معشوق ہو جائے نہ معیت بلا فنا نیت۔

جیسے دانہ جو معیت سے زر نہیں ہو سکتا اور وجود روح نہیں بنتا اور کتا بادشاہی
حاصل نہیں کر سکتا البتہ وجود معیت روح سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور جدائی ہونے
سے پلید اور مردار ہوتا ہے۔ کمالیت معیت میں ہے۔ جماعت میں بھی اسیواسطے
رحمت ہے مولنا فرماتے ہیں۔ کہ طالبان ناقص پیر سے خلافت حاصل کر نیسے اپنی خود نمائی اور
خود پرستی سے ایسی حالت میں پہنچکر اپنی خلافت کو سلب کراتے ہیں اور ناقص کو تعلیم کاملیں
کیواسطے ہوتی ہے اور خلیفہ کامل وہ ہوتا ہے جو اُسکی اپنی ہستی فنا ہو جائے محض ہستی شیخ کی میں رہے زیر

عاشق کا معشوق کے دروازہ پر جانا اور معشوق کا امتحان لینا

آں یکے آمد در یارے بزد — گفت یارش کیستی ای معتمد

ترجمہ:- ایک شخص نے دروازہ یار کا کھٹکھٹایا اُسنے کہا تو کون ہے۔

گفت من گفتش برو ہنگام نیست — بر چنیں خوانی مقام خام نیست

ترجمہ:- اُسنے کہا میں ہوں یار نے کہا جا یہ مقام خام کا نہیں۔

خام را جز آتش ہجر و فراق — کہ پزد وا رہاند از نفاق

ترجمہ:- خام کو بغیر آگ ہجر اور فراق کے کیا چیز پکاتی ہے اور کیا چھوڑاتی ہے۔

چوں توئی تو ہنوز از تو نرفت — سوختن باید ترا در نار تفت

ترجمہ:- جب میں تیری دفع نہیں ہوئی تو تجھے آگ میں جلنا چاہیئے۔

رفت آں مسکیں و سالے در سفر — در فراق دوست سوزید از شرر

ترجمہ:- اُس مسکین نے سال بھر فراق میں دوست کے جلکر عشق کو پختہ کیا

پختہ گشت آں سوختہ پس بازگشت — باز گرد خانۂ آں یار گشت

ترجمہ:- جب عاشق کا عشق پختہ ہوگیا۔ وہ یار کے گھر کے گرداگرد پھرا

حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب — تا نہ بجہد بے ادب لفظے زلب

ترجمہ:- یار کے در پر نہایت ادب اور خوف سے تھا تاکہ بے ادبی کا کوئی لفظ نہ نکلے

بانگ زد یارش کہ بر در کیست آں — گفت بر در ہم توئی ای دلستاں

ترجمہ:- یار نے پکارا کون ہے۔ اُسنے کہا اے میرے معشوق تو ہے

گفت اکنوں چوں منی ای من درا — نیست گنجائی دو من در یک سرا

ترجمہ:- بولا تو میں ہوگیا ہے تو اندر آجا دو کی جگہ نہیں ہے

چوں یکے باشد ہمہ نبود دوئی — ہم منی برخیزد آنجا ہم توئی!

ترجمہ:۔ سب ایک ہو دوئی نہیں ہو سکتی میں اور تو کا خیال اٹھ جاتا ہے

گفت یارش کاندر آای جملہ من — نے مخالف چوں گل و خار چمن

ترجمہ:۔ یار نے کہا اندر آجا جب تو میں ہو گیا اب مخالفت جاتی رہی

رشتہ یکتا شد غلط کم شد کنوں — گر دو تا بینی حروف کاف نوں

ترجمہ:۔ رشتہ ایک معلوم ہوتا ہے اگر بہت تار سے ملا ہو حروف کن کے دو معنی ایک

ہر نبی و ہر ولی را مسلکے ست — لیک تا حق میبرد جملہ یکے ست

ترجمہ:۔ انبیا اور اولیا کا راہ جدا ہے مگر جو خدا کی طرف لے جائے سب ایک ہے

ای خدا جاں را تو بنما آں مقام — کاندر و بے حرف میروید کلام

ترجمہ:۔ اے خدا ہماری جان کو وہ مقام دکھا جو بغیر حرف کے کلام ہو

تا کہ سازد جاں پاک از سر قدم — سوئے عرصۂ دور پہنائے عدم

ترجمہ:۔ تاکہ کرے جان پاک سر سے قدم تک طرف عدم کے

عرصۂ بس با کشاد و با فضا — ویں خیال و نیست زو یابد نوا

ترجمہ:۔ وہ صحرا فراخ ہے یہ خیال اس سے نیست ہوتے ہیں۔

تنگ تر آمد خیالات از عدم — زاں سبب باشد خیال اسباب غم

ترجمہ:۔ تمام خیالات عدم کے آگے نہایت تنگ ہیں اسیواسطے خیال غم ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — تا چہ شد احوال گرگ اندر نبرد

ترجمہ:۔ اس سخن کا انتہا نہیں کیسے احوال گرگ کا ہوا آ گئے شیر کے

شرح:۔ ایک شخص نے آکر دروازہ یار کا کھٹکایا اُسکو یار نے کہا کہ تو کون ہے۔ اُسنے کہا کہ میں ہوں یار نے کہا کہ جا اب وقت نہیں کیونکہ یہ مقام خام کا نہیں ہے۔ خام کو بغیر آگ ہجر او فراق کے کون چیز پکاتی ہے اور کون چیز چھوڑاتی ہے۔ نفاق سے یعنی آگ ہجر اور فراق کے سوا عشق میں ہرگز پختگی نہیں ہو سکتی اور باطنی سے کوئی چیز اس

آگ کے بغیر نہیں بچا سکتی جب تو نے تیری تجھ سے دفع نہیں ہوئی۔ تو تجھے آگ میں جلنا چاہیئے کیونکہ حجاب دوئی کا آگ عشق کے سوا ہرگز نہیں اٹھ سکتا۔ وہ ایک سال بھر فراق دوست میں جلتے جلتے عشق کو پختہ کیا جب عاشق کا عشق پختہ ہو گیا۔ وہ یار کے گھر کے گرد اگرد پھر آیا کہ در پر نہایت ادب اور خوف سے تھا۔ تاکہ کوئی بے ادبی کا لفظ منہ سے نہ نکلجائے۔ یار نے اسکو پکارا کہ در پر کون ہے۔ اسنے کہا کہ تیرا معشوق در پر تو ہے بولا کہ تو میں ہو گیا ہے۔ تو اندر آجا دو کی گنجائش ایک میں نہیں ہو سکتی جب ایک ہو وہاں دوئی نہیں ہو سکتی ہیں اور تو کا خیال اس جگہ اٹھ جاتا ہے جب ہستی عاشق کی آگ درد اور فراق میں جل گئی اور ہستی معشوق کی باقی رہ گئی اسوقت معشوق نے فرمایا اندر آجا جب تو میں ہو گیا ہے۔ اب مخالفت جاتی رہی مثل گل اور خار چمن کے یعنی مقام توحید میں گل اور خار ایک شاخ کا نام ہے اگرچہ ظاہر میں مخالفت دکھائی دیتی ہے حقیقت میں ایک چیز کا نام ہے۔ رشتہ ایک دکھائی دیتا ہے اگرچہ بہت تار سے ملا ہوا ہے اور حرف کن کے اگرچہ دو ہیں معنے میں ایک ہیں اسیطرح سے جو ظاہر میں مختلف ہو اور باطن میں ایک ہو اسی کو توحید کہتے ہیں ہر انبیا اور اولیا کا راہ جدا ہے مگر جو خدا کیطرف لیجائے سب ایک ہے **فائدہ** جاننا چاہیئے۔ کہ زبان کیلئے کان کی ضرورت ہے جب کان نہ ہو تو زبان بیکار ہوتی ہے۔ اب اسلئے مولانا اس مقام کی کلام سے منہ پھیر کر خدا تعالےٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہماری جان کو وہ مقام دکھا دے جو اسمیں بغیر حرف کے کلام ہو رہی ہے۔ تاکہ کرے جان پاک سر سے قدم تک طرف صحرائے عدم بے پایاں کے وہ صحرا بہت فراخ اور کشادہ ہے یہ خیال آس سے نسبت ہو نیکی طرف رجوع کرتے ہیں تمام خیالات عدم کے آگے نہایت تنگ ہیں۔ اسیواسطے خیال اسباب غم ہے یہ سخن انتہا نہیں رکھتا پھر کیسے احوال بیٹریئے کا ہوا آگے تیر کے ؎

خلاصۃ المقصود:۔ مقام عشق میں جب عاشق اور معشوق کی ہستی جدا معلوم ہو تب تک مقام عشق کا اہل طریقت کے نزدیک خام ہوتا ہے۔ اور وصال معشوق کے لائق نہیں ہوتا اسیواسطے اسکے پختہ کرنے کیلئے آگ درد

اور ہجر اور فراق کی ضرورت ہوتی ہے۔ مولانا اسجگہ مقام توحید کی تعلیم فرماتے ہیں۔ جو بغیر عشق کے اسکا حاصل کرنا غیر ممکن ہے کیونکہ جو شخص بغیر عشق کے دعوئ توحید کا کرتا ہے۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسے لڑکا نابالغ جو حقیقت شادی سے بیخبر ہوتا ہے وہ اسیطرح توحید سے بیخبر ہے اسیواسطے کمالیت عشق کا نتیجہ توحید ہوتا ہے کیونکہ جب ہستی عاشق کی عشق سے فنا ہوجاتی ہے۔ تو اس وقت مقام توحید میں سالک پہنچتا ہے بغیر عشق کے دعوے توحید کا غلط ہے ؎

شیر کا بھیڑیئے کو مارنا اور لومڑی سے شکاروں کی تقسیم کرانا

گرگ را برکند سر آں سر فراز تا نماند دو سری و امتیاز

ترجمہ:۔ شیر نے بھیڑیئے کا سر تن سے جدا کیا تاکہ دوئی باقی نہ رہے

بعد ازاں رو شیر با روباہ کرد گفت اینرا بخش از بہر خورد

ترجمہ:۔ اسکے بعد شیر نے لومڑی کو کہا کہ شکار کی تقسیم کر

سجدہ کرد و گفت ایں گاو سمیں چاشت خوردت باشد ای شاہ ایں

ترجمہ:۔ لومڑی نے سجدہ کیا اور کہا کہ گائے آپ کا صبح کا ناشتہ ہے۔

ویں بز از بہر میانہ روز را یخنی باشد شہ فیروز را

ترجمہ:۔ یہ بکری دوپہر کے لئے بادشاہ کی یخنی کے واسطے ہے

واں دگر خرگوش بہر شام ہم شب چرا ای شاہ با لطف و کرم

ترجمہ:۔ اور یہ خرگوش آپ کو شام کے لئے ہونا چاہیئے

گفت ای روبہ تو عدل افروختی ہمچنیں قسمت ز کہ آموختی

ترجمہ:۔ بادشاہ نے کہا اے لومڑی تو نے انصاف کیا ہے۔ یہ تقسیم کس سے سیکھی ہے

از کجا آموختی ایں ای بزرگ   گفت ای شاہ جہاں از حال گرگ

ترجمہ۔ بادشاہ نے کہا یہ تقسیم کس سے سیکھی ہے لومڑی نے کہا بھیڑیئے سے

گفت چوں در عشق ما گشتی گرو   ہر سہ را بستان و برگیر و برو

ترجمہ۔ شیر نے کہا جب تو نے ہستی کو فنا کر دیا ہے تمام شکار تیرے ہیں

ما ترا و جملہ اشکار ترا   پائے برگردوں ہفتم نہ برآ

ترجمہ۔ ہم تیرے ہیں اور سب شکار تیرے ہیں ساتوں آسمانوں پر پاؤں رکھکر آجا

چوں گرفتی عبرت از گرگ دنی   پس تو روبہ نیستی شیر منی

ترجمہ۔ تو نے جب گرگ کمینہ سے نصیحت پکڑی ہے تو لومڑ نہیں شیر ہے۔

روبہ آندم بر زبان صد شکر راند   کہ مرا شیر از پس آں گرگ خواند

ترجمہ۔ لومڑی نے شکر کیا کہ مجھے شیر نے بھیڑیئے کے بعد بلایا ہے۔

شرح: شیر نے بھیڑیئے کا سر تن سے جدا کر دیا تاکہ تیز دوئی کی باقی نہ رہے۔ بعد اسکے شیر نے لومڑی کیطرف منہ کر کے کہا۔ کہ اس شکار کی تقسیم کر لومڑی نے سجدہ کیا اور کہا کہ اے بادشاہ گائے آپکے صبح کا ناشتہ ہے اور یہ بکری دوپہر کیلئے اور خرگوش شام کیلئے ہونا چاہیئے بادشاہ نے کہا کہ اے لومڑی تو نے بہت انصاف کیا ہے۔ اور یہ طریقہ تقسیم کرنیکا کس سے سیکھا ہے۔ لومڑی نے کہا کہ حال بھیڑیئے سے سیکھ لیا ہے۔ شیر نے کہا کہ جب تو نے میرے عشق اپنی ہستی فنا کر دی ہے یہ شکار سب تیرے ہیں۔ سبکو لیجا ہم تیرے ہیں اور سب شکار تیرے ہیں ساتوں آسمانوں پر پاؤں رکھ اور آجا تو نے جب گرگ کمینے سے نصیحت پکڑی ہے۔ اب تو لومڑی نہیں تو میرا شیر ہے۔ لومڑی اسوقت زبان پر شکر کیا کہ مجھے شیر نے بھیڑیئے کے بعد بلایا ہے۔

خلاصۃ المقصود: مولانا فرماتے ہیں کہ مقام سلوک طریقت میں طالب کیلئے رابطہ عشق پیر سے ہونیکے سوا سفر طریقت کا طے نہیں ہو سکتا۔ اور عشق میں ہستی اور ارادہ اور

خود نمائی سالک کے فنا ہونیکے بغیر مقام عشق کا پورا نہیں ہو سکتا اسلئے مقام طریقت میں ہستی طالب کی جب فنا ہو جاتی ہے اسوقت ہستی شیخ کی اسمیں سما جاتی ہے مقام وحدت پیدا واردات سے مرید بہرہ ور ہوتا ہے۔ فائدہ جاننا چاہئے کہ بھیڑیئے سے مراد شیطان ہے جو خدا تعالےٰ کے آگے انا خیر کہنے سے ہماری تعلیم کیلئے ملعون کیا گیا ہے۔ اور ہماری سمجھ پر نہایت افسوس ہے کہ ہم دعوے مخالفت شیطان کا کرتے ہیں اور اس جرم میں مرتکب ہوتے ہیں متابعت شیطان سے بچنا چاہئے اور شکر کرنا چاہئے:

ہستی کو فنا کرکے حیاتی ابدی حاصل کرنیکے بیان میں

پس سپاس اورا ماراد رجہاں ۔۔۔ کرد پیدا از پس پیشینگاں

ترجمہ:۔ شکر خدا کا ہے کہ ہمکو جہاں میں پیچھے پیدا کیا ہے۔

تاشنیدم ایں سیاستہائے حق ۔۔۔ بر قرون ماضیہ اندر سبق

ترجمہ:۔ سیاست حق کا احوال سنا ہے ہمکو اہل ماضی پر سبقت ملی ہے

امت مرحومہ زیں رو خواند مال ۔۔۔ آں رسول حق و صادق در بیان

ترجمہ:۔ امت مرحومہ اس واسطے ہم کو رسول پاک نے فرمایا ہے۔

عاقل از سر بنہد ہستی و باد ۔۔۔ چوں شنید انجام فرعوناں و عاد

ترجمہ:۔ عاقل وہ ہے کہ ہستی سے فارغ ہو جب سنا ہے انجام فرعون و عاد کا

گفت نوح ای کشاں من من نیم ۔۔۔ من ز جان مردم بجاناں میزیم

ترجمہ:۔ نوح نے کہا ای قوم سرکشو میں نہیں ہوں مجھ میں زندگی حق کی ہے۔

چوں بجان مردم بجاناں زندہ ام ۔۔۔ نیست مرگم تا ابد پائندہ ام!

ترجمہ:۔ جب میں جان ظاہری سے مردہ ہو گیا ہوں مجھے حیاتی ابدی حاصل ہو گئی ہے

چوں بمردم از حواسات بشر   حق مرا شد سمع و ادراک و بصر

ترجمہ:۔ جب میں حواس بشری سے مردہ ہوگیا ہوں سمع بصر حق کی مجھ میں ہے۔

چونکہ من من نیستم این دم ز ہوست   پیش این دم ہر کہ دم زد کافر اوست

ترجمہ:۔ جب میں نہیں ہوں یہ دم خدا کا ہے۔ اسکے آگے دم مارنے والا کافر ہے

جملہ ماؤمن بہ پیش او نہید   ملک ملک اوست ملک او را دہید

ترجمہ:۔ تمام ہستی میں اسکے آگے رکھو اس کا ملک ہے اس کو دے دو۔

پیش شیخاں پس نگاہدار ید دل   تا نگردید از گماں بد خجل

ترجمہ:۔ پیر کے آگے خیالات فاسدہ کو نگاہ رکھ تاکہ بدگمانی سے شرمسار نہ ہو

آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شد   نقشہائے غیب را آئینہ شد

ترجمہ:۔ جس کا سینہ بے نقش اور سادہ ہو وہ نقش غیب کا آئینہ ہوتا ہے۔

سر ما را بیگماں موقن شود   زانکہ مومن آئینہ مومن شود

ترجمہ:۔ میرا راز تو بیشک جان لے گا کیونکہ مومن آئینہ مومن کا ہوتا ہے۔

بادشاہاں را چنیں عادت بود   ایں شنیدہ باشی او یادت بود

ترجمہ:۔ بادشاہوں کی عادت ہوتی ہے یہ سنا ہوگا تو نے اگر تجھے یاد ہے

دست چپ شان پہلواناں ایستند   زانکہ دل پہلوئے چپ باشد بہ بند

ترجمہ:۔ ان کے بائیں طرف پہلوان کھڑے ہوتے ہیں۔ کیونکہ دل بائیں طرف ہے

صوفیاں را پیش او موضع دہند   کائینہ جانند و ز آئینہ بہ آند

ترجمہ:۔ صوفیوں کو آگے بٹھاتے ہیں کیونکہ وہ آئینہ ہیں بلکہ افضل ہیں۔

ہر کہ دارد روئے خوب با نظام   طالب آئینہ باشد والسلام

ترجمہ:۔ جو شخص خوب رو ہوتا ہے۔ وہ طالب آئینہ کا ہوتا ہے

شرح:۔ شکر خدا تعالٰے کا ہے۔ کہ ہمکو جہاں میں پیچھے پیدا کیا ہے تاکہ تمام سیاست

حق کا احوال سنا ہے جو اہل ماضی پر گذرا ہے۔ اور ہمکو اہل ماضی پر سبقت ملی ہے۔ امت مرحومہ اسواسطے ہمکو رسول پاک نے فرمایا ہے۔ آسنے انجام فرعون اور عاد کا نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے قوم سرکشو میں فصیل ہوں مجھ میں زندگی حق کی ہے۔ اور میری زندگی مر چکی ہے۔ جب میں جان ظاہری سے مردہ ہو گیا ہوں خدا سے زندہ ہوں اب مجھے موت نہیں آسکتی کیونکہ حیاتی ابدی مجھے حاصل ہو گئی ہے۔ جب میں حواس بشری سے مردہ ہو گیا ہوں تمام سمع اور ادراک اور بصر ذات حق کے مجھ میں سما گئے ہیں جب میں نہیں ہوں یہ دم خدا تعالےٰ سے ہے جو آگے اس دم کے دم مارتا ہے۔ وہ کافر ہے تمام ہستی ہم اور میں آگے اسکے رکھ کیونکہ اسکا ملک ہے اسی کو دے دو پیر کے آگے خیالات فاسدہ سے دلکو نگاہ رکھ تاکہ گمان بد سے شرمساری حاصل نہ ہو یعنی آئینہ کے روبرو جیسی شکل بناؤ گے ویسی صورت نظر آوے گی جسکا سینہ بے نقش ہو اور سادہ ہو۔ وہ نقش غیب کا آئینہ ہو جاتا ہے۔ میرا راز تو بیشک جان لیگا کیونکہ مومن آئینہ مومن کا ہوتا ہے۔ بادشاہوں کی عادت ہوتی ہے یہ سنا ہوگا تو نے اگر تجھے یاد ہے ان کے بھے طرف پہلوان کھڑے ہوتے کیونکہ بھے طرف دل ہوتا ہے۔ صوفیاں کو اپنے آگے بٹھاتے ہیں کیونکہ آئینہ روح کے ہیں۔ بلکہ آئینہ سے افضل ہیں البتہ آئینہ کے طالب خوبرو ہوتے ہیں بدرو کو آئینہ سے کام نہیں ہے۔ جو شخص خوب رو ہوتا ہے وہ طالب آئینہ کا ہوتا ہے اور سلام آگے ذکر ایک دوست یوسف علیہ السلام کا ہے۔ جو یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے تحفہ لانے کا سوال کیا۔

خلاصة المقصود:۔ دانا وہ ہے۔ جو اپنی ہستی فنا کرے جب بہت بڑی ہستی والوں کا حال سن چکا ہے جو بڑے ہونے سے عذاب میں گرفتار کئے گئے ہیں اسی واسطے حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو فرماتے تھے۔ کہ اے قوم میری صورت کو نہ دیکھو میرے لباس میں کلام حق کی جاری ہو رہی ہے خدا کی کلام سنو جو کچھ ہستی تیرے وجود میں ارادہ اور عبودیت کی ہے تمام خداوند تعالےٰ کے حوالہ کر دے اور اپنی

ہستی فنا کر دے تاکہ آئینہ ہو جائے اور اسی واسطے آئینۂ حق کے رو برو با ادب ہونا چاہیئے ۔

یوسف علیہ السلام کے دوست کا آنا اور تحفہ آئینہ کا پیش کرنا

آمد از آفاق یارِ مہربان ــــ یوسفِ صدیق را شد میہماں

ترجمہ :- ایک دوست حضرت یوسف علیہ السلام کا آیا اور مہمان ہوا ۔

یاد دادش جورِ اخوان حسد ــــ گفت آں زنجیر بود و ما اسد

ترجمہ :- یوسف کو ظلم بھائیوں کا یاد دلایا جواب دیا وہ زنجیر تھے ہم شیر ۔

بعد قصہ گفتنش گفت ای فلاں ــــ ہیں چہ آوردی تو مارا ارمغاں

ترجمہ :- یوسف علیہ السلام نے کہا کیا تحفہ لایا ہے میرے لئے جو تیری دوستی کا گواہ ہو

حق تعالیٰ خلق را گوید بحشر ــــ ارمغان کو از برائے روز نشر

ترجمہ :- خدا تعالیٰ خلقت کو قیامت کے دن فرمائیگا کیا تحفہ لائے ہو میرے لئے

ہیں چہ آوردید دستاویز را ــــ ارمغاں روز رستاخیز را

ترجمہ :- کیا تم دستاویز لائے ہو جو قیامت کے دن کا تحفہ ہو جائے ۔

اندکے صرفہ بکن از خواب و خور ــــ ارمغاں روزِ ملاقاتش ببر !

ترجمہ :- کھانے اور سونے سے کچھ کم کر اور تحفہ اسکی ملاقات کے لئے بنا

اندکے جنبش بکن ہمچوں جنیں ــــ تا بہ بخشندت حواس نور بیں

ترجمہ :- تھوڑی جنبش کر مثل بچے کے جو پیٹ میں حرکت کرے گے جو اس نور بین حاصل کرتا ہے

اولیا اصحاب کہف اند ای عنود ــــ در قیام و در تقلب ہم رقود

ترجمہ :- اولیا اصحاب کہف کے ہیں ۔ اٹھنے اور بیٹھنے اور کھڑے ہونے میں

گفت یوسف ہیں بیاور ارمغاں ــــ او ز شرم ایں تقاضا در فغاں

ترجمہ :۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تحفہ لاؤ وہ شرمسار ہوکر کہنے لگا

گفت من چند ارمغاں جستم ترا ۔ ارمغاں در نظر نامد مرا

ترجمہ :۔ اُسنے کہا کہ آپ کیلئے تحفہ بہت ڈھونڈھا ہے مگر تیرے لائق نہیں ملا

لائق آں دیدم کہ من آئینۂ ۔ پیش تو آرم چوں نور سینۂ

ترجمہ :۔ میں لائق دیکھ کر آئینہ لایا ہوں جو تیرے آگے پیش کرتا ہوں سحر

آئینہ آوردمت ای روشنی ۔ تاچوں بینی روئے خود یادم کنی

ترجمہ :۔ آئینہ لایا ہوں تیرے لئے جب منہ دیکھیگا تو مجھے یاد کرے گا۔

آئینہ بیروں کشید او از بغل ۔ خوب را آئینہ باشد مشتغل

ترجمہ :۔ آئینہ نکال کر آگے رکھا کیونکہ خوب رو کو آئینہ کی ضرورت ہوتی ہے

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی ۔ نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

ترجمہ :۔ آئینہ ہستی کا کیا ہے نیستی ہے نیستی حاصل کر اگر احمق نہیں ہے۔

زاں نمی پرد بسوئے ذوالجلال ۔ کو گمانے می برد خود را کمال

ترجمہ :۔ اسیواسطے خدا تعالےٰ کیطرف انسان کا سیر نہیں ہوسکتا کیونکہ خودبینی سے کمال جانتا ہے

علت ابلیس انا خیر بدست ۔ ویں مرض در نفس ہر مخلوق ہست

ترجمہ :۔ بیماری شیطان کو انا خیر کی ہوتی ہے ۔ اور یہ مرض ہر مخلوق کے لئے ہے

ہست پیر راہ داں و پر فطن ۔ با عنائے نفس کل را جوے کن

ترجمہ :۔ یہ راہ جاننے والا صاحب عقل کل کا ہے باغ زمین نفس میں نہریں کھودنیوالا ہے

کے تراشد تیغ دستہ خویش را ۔ رو بجراح سپار ایں ریش را

ترجمہ :۔ کب بنا سکتی ہے تیغ اپنے دستہ کو جراح کے پاس کا اور اپنے زخم کو سونپ دے

در نہد مرہم بر آں ریش تو پیر ۔ آں زماں ساکن شود درد و نفیر

ترجمہ :۔ پیر تیرے زخم پر مرہم لگا دے گا اسوقت تیرا تمام درد دور ہوجاویگا

ہین مرہم سرمکش ای پشت ریش　　　　وان پرتو داں بداں از اصل خویش

ترجمہ:۔ مرہم سے سر کو نہ پھیر کیونکہ ابھی تیری اصل صحت نہیں ہے

شرح:۔ دور سے یار مہربان حضرت یوسف علیہ السلام کا آیا اور آپ کا مہمان ہوا۔ یوسف علیہ السلام کو ظلم اور حسد بھائیوں کا یاد دلایا آپ نے جواب دیا کہ وہ زنجیر تھے۔ اور ہم شیر تھے۔ شیر کو زنجیر سے گلہ نہیں ہوتا۔ یعنی دوستوں کو قضا دوست پر رضا ہوتی ہے۔ اور مجاہدہ اور تکالیف سے ترقی دوستی ہونے سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ گفتگو کے بعد یوسف علیہ السلام نے کہا کیا تحفہ لایا ہے۔ تو میرے لئے جو تیری دوستی کا گواہ ہو۔ خدا تعالے نے خلقت سے قیامت کے دن فرمائیگا کہ کیا تحفہ لائے ہو میرے لئے کیا تم دستاویز لائے ہو جو قیامت کے دن کا تحفہ ہو جائے کھانے اور سونے سے کچھ کم کر اور تحفہ اسکی ملاقات کے لئے بنا یعنی انسان کا تمام عمل کھانے اور سونے کے لئے ہو رہا ہے خواہ عالم دنیا کا خواہ عالم آخرت کا ہے۔ کھانے اور سونے سے فراغت حاصل کر کے تحفہ ملاقات کیلئے بنا نیکی ضرورت ہے بموجب قولہ تعالے۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۔ ترجمہ:۔ اسدن نہ نفع دیگا تمکو مال اور نہ اولاد مگر وہ شخص جو آیا خدا کے پاس سلامتی دل سے تھوڑی سی جنبش کر مثل بچہ کے جو پیٹ میں حرکت کرتا ہے اور اس سے حواس نورین حاصل کرتا ہے۔ یعنی پیٹ عورت کے اندر جب نطفہ قرار کرتا ہے۔ اور اسمیں ارادہ حرکت کرنیکا پیدا ہوتا ہے۔ تو اسمیں روح داخل کیا جاتا ہے۔ اور حرکت زیادہ کرنیسے تمام حواس کی توفیق پیدا ہو جاتی ہے۔ تاکہ جہاں تنگ رحم سے آزاد ہو کر جہان فراخ میں پہنچ جاتا ہے۔ اسیطرح پہلے طلب اور ارادہ اور جستجو طالب سے فضل خدا کا شامل حال ہوتا ہے۔ اور طالب کو توفیق حواس باطنی کی عطا فرمائی جاتی ہے۔ اور قید اعمال حواس ظاہری سے رہائی حاصل کرتا ہے۔ اے اہل ہوس اولیا اصحاب کہف کیسے ہیں اٹھنے اور سونے اور کھڑے ہونے میں حواس ظاہری سے فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ اور تمام

کام اُنکا اللہ کے ساتھ ہے۔ اور اپنے ارادہ سے بے ارادہ ہو کر خدا کے ارادہ سے
تمام عمل اُنکا ہو گیا ہے مثل آئینہ کے اُنکی ہستی فنا ہو چکی ہے۔ اور ہستی حق کی ان میں
جلوہ گر ہو گئی ہے۔ اسلئے وہ تحفہ لائق خدا کے ہیں یوسفؑ نے کہا کہ اب تحفہ لا وہ شرمسار
ہو کر کہنے لگا کہ اے بادشاہ میں نے آپ کے لئے تحفہ بہت ڈھونڈھا ہے۔ مگر تیرے لائق
کوئی تحفہ مجھکو نظر میں نہیں آیا میں نے یہ لائق دیکھا ہے۔ کہ ایک آئینہ لایا ہوں جو تیرے آگے
نور سینہ کی مثل پیش کرتا ہوں جب اپنا مُنہ دیکھیگا تو مجھے یاد کریگا بغل سے آئینہ نکالکر
آگے رکھا کیونکہ خوبرو کیلئے آئینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ آئینہ ہستی کا کیا ہے۔ نیستی ہے
نیستی حاصل کر اگر احمق نہیں ہے۔ یعنی ناچیز ہو نیستی سے سفر طریقت کا طے ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے
علم اور عقل اور ارادہ سے سفر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ محروم ہو کر ہدایت کو حاصل نہیں کر سکتے
اسیواسطے سالک کو اپنے علم اور عقل اور ارادہ سے فارغ ہو کر آپکو تمام کاموں میں ناقص سمجھنا
چاہیئے اسیواسطے خدا تعالےٰ کیطرف الا ان کا سیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خود بینی سے آپکو
گمان سے کمال چاہتا ہے۔ بیماری شیطان کو ناچیز سے ہوئی ہے۔ اور یہ مرض ہیچ
ہر نفس مخلوق کے ہے۔ اسلئے حکیم پیر کامل کی ضرورت ہے۔ پیر راہ جاننے والا صاحب
عقل کل کا ہے۔ باغ زمین نفس میں نہریں کھودنے والا ہے۔ یعنی جنگل زمین نفس کو آباد
کر کے نفس امارہ کو مطمئنہ بنانیوالا ہے۔ اسلئے پیر کی نہایت ضرورت ہے۔ کیونکہ بیمار
کیلئے حکیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنے آپ سے بیمار علاج نہیں کر سکتا کب بنا
سکتی ہے تلوار اپنے دستہ کو جراح کے پاس جا اور اپنے زخم اُسکو سونپ دے پیر
تیرے زخم پر مرہم لگا دیگا۔ اور اس سے تیرا تمام درد اور تیری فریاد دور ہو جاویگی۔
اور تجھے جب تک صحت ہونے کا حکیم سے سارٹیفکیٹ نہ ملے اُس وقت تک آپکو
بیمار سمجھ خبردار مرہم سے سر کو نہ پھرا اگرچہ تجھے صحت بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ابھی
تیری صحت پرتو سے ہوئی ہے۔ اصل صحت نہیں ہے۔ یعنی جب تک پیر کامل اجازت

نہ فرمادے تب تک صحبت پیر کی ضرورت ہے۔ اگرچہ طالب کو ضرورت بھی محسوس نہ ہو کیونکہ جو کچھ علم اور واردات قلبی طالب کو فیض صحبت سے آرہے ہیں۔ وہ پرتو سایہ شیخ کا سبب ہے۔ طالب کو اپنی کمالیت نہ سمجھنی چاہیئے ؛

خلاصۃ المقصود:۔ تحفہ خدا کیلئے دل انسان کا ہے اور دل وہ ہوتا ہے جس میں جلوہ خدا کا نمودار ہو اور جلوہ خدا کا اس وقت دل انسان میں ہوتا ہے۔ جب توحید سے تمام ہستی انسان کی فنا ہو جائے اور غیر حق کا خطرہ باقی نہ رہے۔ وہ دل مثل آئینہ کے ہو جاتا ہے۔ اس آئینہ میں خدا تعالےٰ جلوہ فرماتا ہے۔ اور توحید بغیر عشق کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور عشق بغیر رابطہ رہبر کامل کے نہیں ہو سکتا۔ اسلئے رابطہ انسان کامل کی سلوک طریقت میں تمام عبادت و مجاہدات سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر رابطہ انسان کامل کے سفر طریقت کا ہرگز طے نہیں ہو سکتا۔ اور رابطہ انسان کامل محض فضل خدا اور ارادہ صادق طالب صادق کو حاصل ہوتا ہے ؛

کاتب وحی کا خود بینی کرنا اور اسپر قہر حق نازل ہونا

پیش از عثماںؓ یکے ناسخ بود ۔۔۔ کو بنسخ وحی جدے می نمود

ترجمہ:۔ حضرت عثمانؓ کے آگے ایک کاتب تھا جو وحی لکھنے میں کوشش کرتا تھا

چوں نبی از وحی فرمودے سبق ۔۔۔ او ہماں را وانوشتے در ورق

ترجمہ:۔ جب نبی کریم وحی کا سبق فرماتے تھے وہ ورق پر لکھتا تھا

پرتو آں وحی بر وے تافتے ! ۔۔۔ او درون خویش حکمت یافتے

ترجمہ:۔ وحی کا پرتو اسپر پڑتا تھا۔ وہ آپ کو صاحب حکمت پاتا تھا ۔۔۔

کانچہ میگوید رسول مستنیر   مر مرا ہست آں حقیقت در ضمیر

ترجمہ:- جو کچھ رسول علیہ السلام فرماتے تھے وہ حقیقت میرے دل میں ہے

پرتو اندیشہ اش زد بر رسولؐ   قہر حق آورد بر جانش نزول

ترجمہ:- پرتو خیال اسکا رسولؐ پر پڑا اور اسکی جان پر قہر حق نازل ہوا ؎

پرتو آں تا گہش بر دل بتافت   در دروں خویشتن حرفے نیافت

ترجمہ:- پرتو رنج رسولؐ کا دل پر پڑا اسکے دل میں ایک حرف باقی نہ رہا

ہم ز نساخی بر آمد ہم ز دیں   شد عدو مصطفےٰ از روئے کیں

ترجمہ:- وحی لکھنے سے ہٹایا گیا اور دین سے نکل گیا دشمن رسول کا۔

اندروں می سوختش ہم زیں سبب   او نیارد توبہ کرد ای عجب

ترجمہ:- دل اسکا جلتا تھا مگر تعجب تھا۔ کہ توبہ کرنے کی طاقت نہ تھی۔

کرد حق ناموس را صد من حدید   ای بسا بستہ بہ بند نا پدید

ترجمہ:- خدا نے سو من لوہا ناموس پر رکھا ہے۔ اے قیدی زنجیر چھپے ہوئے

گفت اغلالًا فہم بہ مقمحون   نیست آں اغلال بر ما از بروں

ترجمہ:- ہم نے ڈالے ہیں انکی گردنوں میں زنجیر وہ ہم سے باہر نہیں۔

بند پنہاں لیک از آہن بتر   بند آہن را بدراند تبر

ترجمہ:- زنجیر مخفیہ زنجیر آہنی سے برا ہے بند آہنی کو تبر فولاد کا کاٹ دیتا ہے

بند آہن را تواں کردن جدا   بند غیبی را نداند کس دوا

ترجمہ:- زنجیر آہنی کو توڑا جا سکتا ہے۔ زنجیر غیبی کا دوا نہیں ؎ ؎

شکر کن غرہ مشو بینی مکن   گوش دار و ہیچ خود بینی مکن

ترجمہ:- شکر کر غرور چھوڑ ناک نہ کاٹ کان رکھ خود بینی نہ کر

گر شود پر نور روزن یا سرا   تو مداں روشن مگر خورشید را

ترجمہ:- اگر تیرے میں روشنی ہو تو وہ نور خورشید سے ہے مگر میرے سے نہیں

در در و دیوار گوید روشنم ‏ ‏ ‏ ‏ پرتو غیرے ندارم این منم

ترجمہ:- اگر دروازہ اور دیوار کہے کہ میں روشن ہوں پرتو غیر کا نہیں ہے۔

پس بگوید آفتاب اے نارشید ‏ ‏ ‏ ‏ چونکہ من غائب شوم آید پدید

ترجمہ:- سورج کہتا ہے کہ جب میں چھپ جاؤنگا تو تجھے معلوم ہوگا۔ کہ یہ نور کسکا ہے

تن ہمی نازد بخوبی و جمال ‏ ‏ ‏ ‏ روح پنہاں کردہ فر و پر و بال

ترجمہ:- تن اپنی خوبی پر ناز کرتا ہے۔ اور روح اپنے پر چھپا کر رہتا ہے۔

گویدش اے مزبلہ تو کیستی ‏ ‏ ‏ ‏ یکدو روز از پرتو من زیستی

ترجمہ:- اے خبیث تو کون ہے ایکدو دن میرے پرتو سے زندگی حاصل کی ہے

پرتو روح ست نطق و چشم و گوش ‏ ‏ ‏ ‏ پرتو آتش بود در آب جوش

ترجمہ:- روح کے پرتو سے گویائی بینائی اور شنوائی ہے جیسے پرتو آگ سے پانی میں جوش ہوتا ہے

آنچناں کہ پرتو جاں بر تن ست ‏ ‏ ‏ ‏ پرتو ابدال بر جاں منست

ترجمہ:- جیسے پرتو روح کا جسم پر ہے ایسے ہی پرتو اولیا کا میری جاں پر ہے۔

بر بلیس دیو چوں خندہ بدہٗ ‏ ‏ ‏ ‏ کہ تو خود را نیک مردم دیدہٗ

ترجمہ:- شیطان پر اسلئے تو ہنستا ہے کہ تو آپ کو نیک دیکھتا ہے۔

صد ہزاراں سال ابلیس لعین ‏ ‏ ‏ ‏ بود ز ابدال و امیر مومنین

ترجمہ:- سو ہزار سال ابلیس لعین تھا۔ ابدال اور امیر مومنوں سے

پنجہ زد با آدم از نازے کہ داشت ‏ ‏ ‏ ‏ گشت رسوا ہمچو سرگین وقت چاشت

ترجمہ:- آدم کے ساتھ حسد سے پنجہ ابلیس نے مارا اور سرگین کیطرح خوار ہوا

پنجہ با مرداں مزن اے بوالہوس ‏ ‏ ‏ ‏ برتر از سلطان چہ میرانی فرس

ترجمہ:- پنجہ مرداں خدا سے نہ مار ہوس کے گھوڑے کو بادشاہ کے آگے نہ بڑھا

شرح:- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آگے ایک کاتب وحی کا تھا جو وحی لکھنے میں کوشش کرتا تھا جب رسول علیہ السلام وحی کا سبق فرماتے تھے۔
تو وہ اُسکو ورق پر لکھتا تھا۔ وحی کا پرتو اُس پر پڑتا تھا۔ وہ آپ کو صاحب حکمت پاتا تھا۔
یعنی نزول آیت کا انتہا اکثر اُسکے کہنے پر ہوتا تھا۔ بہ سبب پرتو وحی کے رسول علیہ السلام
وہی کلمہ فرماتے تھے۔ جو اُسنے پہلے کہا تھا۔ اسلئے وہ کاتب وہی مرض خود بینی سے آپکو محل
وحی سمجھ کر گمراہ ہوگیا۔ جو کچھ رسول علیہ السلام فرماتے ہیں وہ حقیقت میرے دل میں ہے یعنی
رسول علیہ السلام سے ہمسری کرنے لگا۔ پرتو خیال اُسکا رسول علیہ السلام پر پڑا اور اُسپر قہر
حق کا نازل ہوا۔ پرتو رنج رسول علیہ السلام سے اُسکے دل میں ایک حرف باقی نہ رہا وحی لکھنے
سے ہٹایا گیا اور دین سے نکل گیا دشمن رسول علیہ السلام کا غصہ سے ہوا دل اُسکا اندر سے
اس سبب سے جلتا تھا مگر عجیب یہ تھا۔ کہ توبہ اس گناہ سے کرنیکی اُسکو طاقت نہ تھی۔ خدا تعالےٰ نے
نے سو من لوہا ناموس پر رکھا ہے۔ اے قیدی زنجیر چھپے ہوئے کیسے خدا تعالےٰ فرماتا ہے
اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِہِمْ اَغْلَالًا فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ ترجمہ:- ہم کئے اُنکی گردنیں میں
زنجیر۔ گردن کسیطرف نہیں پھیر سکتے وہ زنجیر ہم سے باہر نہیں ہیں یعنی ہماری گردنوں میں
زنجیر کبر و غرور اور خود بینی کے ہیں۔ جو خدا کیطرف پھرنے نہیں دیتے افسوس ہے کہ ہمکو
اپنے زنجیر دل سے آج تک خبر نہیں ملی کیونکہ یہ زنجیر چھپے ہوئے ہیں۔ زنجیر خفیہ زنجیر آہنی سے
بہت برا ہے۔ کیونکہ بند آہن کو کلہاڑا فولاد کا کاٹ دیتا ہے۔ زنجیر آہنی کو توڑ کر جدا کیا
جا سکتا ہے۔ زنجیر غیبی کا دوا کوئی نہیں جانتا شکر کر غرور چھوڑ اپنے ناک کو نہ کاٹ کان
رکھ اور خود بینی ہرگز نہ کر یعنی شکر یہی ہوتا ہے۔ کہ طالب اپنی تمام ہستی فنا کر کے ہستی شیخ
کی کمالیت سمجھے اپنی طرف سے کسی قسم کا خیال طے مقامات اور منازل کا دل میں نہ ہو
تمام توفیق اور مہربانی شیخ کی سمجھے اگر تجھ میں روشنی ہو۔ تو وہ خورشید سے ہے گھر سے
نہیں ہے۔ اگر دروازہ اور دیوار کہے کہ میں روشن ہوں۔ پرتو غیر کا نہیں ہے۔ میں خود روشن

ہوں سورج کہتا ہے۔ اے نالائق جب میں چھپ جاؤنگا۔ تو تجھے معلوم ہو جاویگا۔ کہ
یہ نور کس کا ہے۔ تو اپنی خوبی پر ناز کرتا ہے۔ اور روح اپنے پر اور بال چھپا کر کہتا ہے۔
اے خبیث تو کون ہے۔ ایک دو دن میرے پرتو سے زندگی حاصل کی ہے۔ روح کے پرتو
سے گویائی اور بینائی اور شنوائی ہے۔ جیسے پرتو آگ سے پانی میں جوش ہوتا ہے۔ اور
جیسے پرتو روح کا جسم پر ہے۔ ایسے ہی پرتو اولیا کا میری جان پر ہے۔ یعنی پرتو روح سے
جیسے زندگی جسم کو حاصل ہوتی ہے۔ ایسے ہی پرتو نور دوستان خدا سے نور ہدایت روح
کو حاصل ہوتا ہے۔ علٰے ہذا القیاس جسطرح پرتو روح جدا ہونے سے ہماری مردگی وجود
کی ہے اسیطرح پرتو اولیا کے دور ہونے سے ہمکو مردگی دلکی ہوتی ہے۔ جیسے ابلیس
بندہ آدم سے جدا ہو کر ملعون ہو گیا ہے شیطان پر اسلئے تو ہنستا ہے۔ کہ تو آپ کو نیک
دیکھتا ہے۔ سو ہزار سال ابلیس لعین تھا۔ ابدال اور امیر مومنوں سے آدم علیہ السلام
کے ساتھ آگ حسد سے پنجہ ابلیس نے مارا اور سرگین کیطرح خوار اور پلید ہو گیا۔ یعنی آدم میں پرتو
خورشید حق کا تھا۔ اور ابلیس پرتو حق سے اعتراض کرنے سے ملعون ہو گیا۔ افسوس ہے
کہ ہم ابلیس کیطرف دیکھتے ہیں۔ اور اپنی طرف کبھی خیال نہیں کیا کہ پرتو حق کا حصہ ہم کو ملا
ہے۔ یا ابلیس کیطرح محروم ہیں۔ بیچہ مرداں خدا سے نہ مار اہل ہوس کے گھوڑے تو پادشاہ
سے آگے نہ بڑھا۔ یعنی دوستان خدا سے مقابلہ اور اعتراض کر دوستان خدا پر اپنے علم و عقل کا گھوڑا نہ کر۔

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا فرماتے ہیں۔ کہ اگر طالب کے دل سے پرتو پیر سے
مطابق تلقین شیخ کے کلام علم باطن سے ظاہر کرے تو
پرتو شیخ سے سمجھے ورنہ خود بینی سے اس قدر گمراہ ہو جاویگا۔ کہ توبہ کرنے کی توفیق بھی
نہ ہوگی۔ تمام گناہوں کا علاج توبہ ہے اور گناہ خود بینی کیلئے توبہ کیطرف راہ نہیں ملتا۔
جیسے ابلیس پر توبہ کا دروازہ بند کیا گیا ہے۔ اسی حالت گناہ گار و دین کی ہوتی
ہے۔ نیاز کا رستہ اسپر بند کیا جاتا ہے۔ اور خود نمائی اور خود ستائی کی اور نا

کی قید میں سخت گرفتار کیا جاتا ہے۔ اسیطرح طالب خام اہل نفس جب اپنی توفیق کو بغیر توفیق اپنے شیخ کے سمجھنے لگتا ہے۔ تو وہ نور اس سے سلب کیا جاتا ہے۔ تمام سالکان راہ طریقت نے اپنی خود بینی اور ہستی فنا کرنے سے آگے ہستی شیخ اپنے کے راہ ہدایت کا طے کیا ہے۔ اور طالب خام خود پرستی سے ہدایت سے محروم کیئے گئے ہیں۔

عبرت سکھانے کیلئے بلعم باعور و شیطان کو نشانہ بنانا

بلعم باعور را خلق جہاں
سغبہ شد مانند عیسےٰ زمان

ترجمہ:۔ بلعم باعور کی خلقت اور جہاں مطیع تھا مثل عیسےٰ زمان کے۔

سجدہ ناوردند کسی را دون او
صحت رنجور بود افسون او

ترجمہ:۔ اسکے سوا کسی کو سجدہ نہ کرتے بیمار کی صحت تھی اسکے دم سے۔

پنجہ زد با موسیٰ از کبر و کمال
آنچناں شد کہ شنیدستی تو حال

ترجمہ:۔ مقابلہ کیا اسنے موسیٰ سے جو سنا ہے تو نے وہ حال ہوا اسکا

صد ہزار ابلیس بلعم در جہاں
ہمچنیں بود ست پیدا و نہاں

ترجمہ:۔ سو ہزار ابلیس اور بلعم جہاں میں اسیطرح ظاہر اور پوشیدہ ہیں۔

ایں دو را مشہور گردانید الٰہ
تاکہ باشند ایں دو را باقی گواہ

ترجمہ:۔ خدا تعالےٰ نے ان دونوں کو مشہور کیا ہے تاکہ یہ باقی اپر گواہ ہونگے

شرح:۔ بلعم باعور کی خلقت اور جہاں مطیع تھا مثل عیسےٰ زمان کے اسکے سوا کسی کو سجدہ نہ کرتے تھے بیمار کی صحت تھی اسکے دم سے مقابلہ کیا اسنے کبر سے موسیٰ علیہ السلام سے جو سنا ہے تو نے وہ ہوا حال اسکا سو ہزار ابلیس اور بلعم جہاں میں اسیطرح سے ہیں۔ ظاہر اور پوشیدہ خدا تعالےٰ نے

نے اُن دونوں کو مشہور کر دیا ہے۔ تاکہ یہ دونوں باتیں پر گواہ ہونگے ایسا ہی ذکر ہاروت اور ماروت فرشتوں کا جو اپنی عصمت پر فریفتہ ہونیکے واسطے خواہش نفس میں گرفتار کر کے عالم دنیا میں عذاب دیکر چاہ بابل میں لٹکائے گئے مگر ہماری جہالت پر سخت افسوس ہے۔ کہ ہم تمام حالات سابقہ موسیٰ اور فرعون اور عاد اور ثمود اور ہاروت اور ماروت وغیرہ کو قصہ سمجھکر عبرت حاصل نہیں کی کیونکہ ہم اپنے آپ سے اور اپنی حقیقت سے محض بے خبر ہیں۔ ہمارے تمام کام قیاس سے ہوتے ہیں۔ ہماری وہی حالت ہے۔ جیسے آگے مولانا بیمار پرسی ایک بہرے کی اپنے ہمسایہ کو جو قیاس پر کر رہا عقلے بیان فرماتے ہیں۔

خلاصۃ المقصود:۔ خدا تعالےٰ نے ابلیس اور بلعم باعور کی مثال اپنے بندوں کے عبرت سکھانے کیلئے تتہ نہ بنایا ہے۔ تاکہ تمام بنی آدم آپ کو مرض کبر اور خود بینی اور مخالفت دوستان خدا سے بچاویں اور اُنکی متابعت سے اس فرقہ میں شمار کئے جاویں۔ اسیطرح تمام حالات سابقہ نبیوں کا اور قوم کفار پر عذاب نازل ہونیکا سبب محض ہماری عبرت اور تعلیم دینے کیواسطے کیا گیا تھا۔

بہرے کی اپنے ہمسایہ کو طبع پرسی کرنا

آں کرے را گفت افزوں مایۂ ۔۔۔ کہ ترا رنجور شد ہمسایۂ

ترجمہ: بہرے کو عورت نے کہا تیرا ہمسایہ بیمار ہے۔

گفت باخود کر کہ با گوش گراں ۔۔۔ من چہ دریابم ز گفت آں جواں

ترجمہ: بہرے نے خیال کیا کہ میں بہرہ ہوں اُسکی بات کیسے سنوں گا

چوں بگویم چونی ای محنت کشم ۔۔۔ او بخواہد گفت نیکم یا خوشم

ترجمہ: بہرے نے کہا میں کہوں گا کیا حال ہے۔ وہ کہے گا خیر ہے۔

من بگویم شکر چہ خوردی ابا — او بگوید شربتے یا آش با

ترجمہ:- میں کہوں گا شکر ہے کیا کھایا ہے دوا یا غذا یا وہ کہیگا آش یا شربت

من بگویم صح نوشت باد آں — از طبیباں پیش تو گوید فلاں

ترجمہ:- میں کہوں گا خدا نصیب کرے حکیم کون ہے وہ کہیگا فلاں ہیں کہونگا قدم مبارک ہے

ایں جوابات قیاسی راست کرد — عکس آں واقع شد ای آزاد مرد

ترجمہ:- یہ جواب قیاس سے بتائے انکا عکس واقع ہوا اے آزاد مرد

گو بیار رنجور را خاطر ز کر! — اندکے رنجیدہ بود ای پر ہنر!

ترجمہ:- گو یا رنجور کا دل بہرے سے سنکر رنجی میں تھا

کر درآمد پیش رنجور و نشست — بر سر او خوش ہمی مالید دست

ترجمہ:- بہرہ آیا اور بیمار کے آگے بیٹھا اور سر پہ ہاتھ رکھا

گفت چونی گفت مردم گفت شکر — شد ازاں رنجور پر آزار و فکر

ترجمہ:- کہا کیا حال ہے بیمار نے کہا مر گیا ہوں اسنے کہا شکر ہے بیمار رنج ہوا

بعد ازاں گفتش چہ خوردی گفت زہر — گفت نوشت باد افزوں گشت قہر

ترجمہ:- پوچھا کیا کھایا ہے۔ اسنے کہا زہر موت کیلئے کہا نصیب ہو بیمار کو غصہ ہوا

بعد ازاں گفت از طبیباں کیست او — کز ہمی آید بچارہ پیش تو!

ترجمہ:- اسکے بعد کہا حکیم کون ہے جو تیرے لیئے دوا کا چارہ کرتا ہے

گفت عزرائیل می آید برو — گفت پایش بس مبارک شاد شو

ترجمہ:- بیمار نے کہا حکیم عزرائیل ہے بہرے نے کہا خوش ہو اسکا قدم مبارک ہے

خود گمانش از کرے معکوس بود — ایں زیاں محض از پئے اشت سود

ترجمہ:- بہرے ہونے سے تمام گمان اسکا بر عکس ہوا رنج کو نفع خیال کرکے شکر کیا

پس کساں کالیشاں عیادتہا کنند — دل بر ضوان او ثواب آں نہند

ترجمہ:۔ بہت آدمی ہیں جو عبادت کرتے ہیں اور خلد پر نظر رکھتے ہیں

خود حقیقت معصیت باشد خفی ‏ ‏ ‏ ‏ پس کدر کا نزا تو پنداری صفی

ترجمہ:۔ درحقیقت یہ گناہ خفیہ ہے۔ اور تو سیاہی باطنی کو روشنی سمجھتا ہے

ہمچو آں کر کو ہمی پنداشت ست ‏ ‏ ‏ ‏ کہ نکوئی کرد وآں خود بد بست

ترجمہ:۔ اسکی مثال بہرے کی جو نیکی کر رہا ہے اور وہ بدی تھی

گفت پیغمبر بیک صاحب ریا ‏ ‏ ‏ ‏ صل انک لم تصل یا فتی

ترجمہ:۔ رسولؐ نے ایک صاحب ریا کو فرمایا کہ نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی

از برائے چارۂ ایں خوفہا ‏ ‏ ‏ ‏ آمد اندر ہر نماز اہدنا

ترجمہ:۔ اسی خوف کے واسطے ہر نماز میں اہدنا الصراط کی دعا کی ضرورت ہے

کایں نمازم را میامیزا ای خدا ‏ ‏ ‏ ‏ با نماز ضالیں و اہل ریا

ترجمہ:۔ اے خدا تعالےٰ میری نماز کو اہل ریا اور گمراہونکی نماز سے نہ ملا

خواجہ پندارد کہ طاعت میکند ‏ ‏ ‏ ‏ بیخبر کز معصیت جاں میکند

ترجمہ:۔ اے قیاس کرنے والا تو عبادت کرتا ہے اور تو خفیہ گناہ سے بیخبر ہے۔

ایں قیاس خویش را در ترک کن ‏ ‏ ‏ ‏ کز قیاس تو شود ریشت کہن

ترجمہ:۔ اس قیاس کو چھوڑ دے کیونکہ تیرے قیاس ڈاڑھی سفید ہو چکی ہے

شرح:۔ بہرے کو عورت نے کہا کہ تیرا ہمسایہ بیمار ہے اپنے آپ میں بہرے نے خیال کیا کہ میرے کان بہرے ہیں اسکی بات کیسے سنونگا یعنی بیمار کا آواز بھی ضعیف ہوگا۔ اور میرے کان بہرے ہیں آواز سننے کا کام نہیں کر سکتے البتہ لب ہلانے سے قیاس کر لونگا بہرے نے ہمسایہ کی بیمار پرسی کیلئے تین سوال اور تین جواب اپنے قیاس سے تیار کئے اور بیمار پرسی ہمسایہ کیلئے روانہ ہوا بہرے نے کہا میں کہونگا کیا حال ہے وہ کہیگا خیر ہے یا اچھا ہوں میں کہونگا شکر ہے میں کہونگا کیا کھایا ہے دوا سے یا غذا سے وہ کہیگا آش یا شربت سے میں کہونگا تجھکو صحت اور آرام ہو خدا تعالےٰ نے نصیب کیے

پھر کہونگا طبیبوں سے کون ہے۔ وہ کہیگا فلاں معالج ہے۔ میں کہونگا اسکا قدم مبارک اور بہت اچھا تجربہ کار حکیم ہے خدا تعالےٰ اُسکو تم پر فتح دیوے یہ جواب قیاس سے بنائے اُن کا عکس ای آزاد مرد واقع ہوا گویا رنجور کا دل بہرے سے کچھ شکر رنجی میں تھا بہرا آیا اور بیمار کے آگے بیٹھا سر پر ہاتھ رکھے اور ملنا شروع کیا کہا کیا حال ہے۔ بیمار نے کہا مرگیا ہوں اُسنے کہا شکر ہے بیمار پر درد اور رنج زیادہ ہوگیا۔ اسکے بعد اُسنے کہا کیا کھایا ہے اسنے کہا زہر موت کیسے ہے اُسنے کہا تجھے نصیب ہو۔ بیمار کا غصہ زیادہ ہوا۔ اُسکے بعد کہا کون حکیم ہے۔ جو تیرے لیے دوا کا چارہ کرتا ہے۔ بیمار نے کہا حکیم عزرائیل ہے۔ بہرے نے کہا خوش ہوا اسکا قدم بہت مبارک ہے۔ بہرے ہونے سے تمام گمان اُسکا برعکس ہوگیا۔ رنج اور نقصان کو نفع اور رابطہ محبت خیال کرکے شکر کیا کہ حق ہمسایہ کا ادا ہوگیا ہے۔ بہت آدمی ہیں جو عبادت کرتے ہیں۔ اور خلد اور رضوان پر نظر رکھتے ہیں۔ درحقیقت یہ گناہ خفیہ ہے اور تو سیاہی باطن کو روشنی سمجھتا ہے۔ اُسکی مثال بہرے کی ہے جو نیکی کر رہا تھا۔ اور وہ بدی تھی۔ اسیواسطے حضور علیہ السلام صاحب ریا کو فرماتے تھے کہ نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی یعنی ایک شخص نے حضور علیہ السلام کیوقت نماز ریا کی پڑھی اور آپ نے فرمایا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی اسی خوف کے چارہ جوئی کیواسطے ہر نماز میں اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کی ضرورت ہے۔ اسلئے کہ اے خدا تعالےٰ میری نماز کو اہل ریا اور گمراہوں کی نماز سے نہ ملا ای قیاس کرنیوالے تو عبادت کرتا ہے۔ اور اسی بات سے بیخبر ہے کہ گناہ خفیہ کر رہا ہے۔ اس قیاس اپنے کو چھوڑ دے کیونکہ تیرے قیاس سے تیری ڈاڑھی سفید ہوچکی ہے۔ آگے ابلیس کا ذکر ہے جو سب سے پہلے خدا کے کام میں قیاس کرنا شروع کیا۔

اور ابتدا قیاس کا ابلیس سے ہوا۔

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا کا اس حکایت سے یہ مقصود ہے۔ کہ کان جبتک آواز خدا سننے سے بہرے ہیں۔ تب تک ہماری تمام

عبادت اپنے قیاس سے ہو رہی ہے۔ اور قیاسی عبادت کا ایسا ہی حال ہوتا ہے۔ جیسا ذکر بیمار پرسی بہرے کا قیاس کرنیسے فرمایا ہے افسوس ہے کہ ہمنے عبادت نفسی کو خدا کی عبادت اپنے قیاس سے خیال کر لیا ہے حالانکہ عبادت خدا سے ہمکو ایک ذرہ بھر علم نہیں ہے۔ اولیا اللہ کی صحبت میں جاکر اپنے علم اور عقل کو ترک کر اور انکے امر کے پیچھے ہو کر ہدایت حاصل کر خدا کی راہ میں قیاس کا کام نہیں ہے۔ تعمیل امر کی ضرورت ہے ؛

خدا تعالیٰ کے آگے قیاس کرنا شیطانی کام ہے!

اول آنکس کاین قیاسکہا نمود پیش انوار خدا ابلیس بود

ترجمہ :۔ جسنے پہلے نور حق کے آگے قیاس کیا تھا وہ شیطان تھا

گفت نار از خاک بیشک بہتر ست من ز نار و او ز خاک اکدرست

ترجمہ :۔ شیطان نے کہا کہ آگ خاک سے افضل ہے۔ میں آگ سے ہوں اور آدم خاک سے

گفت حق نے بلکہ لا انساب شد زہد و تقویٰ فضل را محراب شد

ترجمہ :۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ نسب کی ضرورت نہیں۔ زہد و تقوی سے فضل خدا کا چاہئے

پور آں بوجہل مومن شد عیاں پور آں نوح نبی از گمرہاں

ترجمہ :۔ بیٹا ابوجہل کا مومن ہوا۔ بیٹا نوح نبی کا گمراہ ہوگیا

زادۂ خاکی منور شد چوں ماہ زادۂ آتش توئی ای روسیاہ

ترجمہ :۔ خاک کا پتلا روشن ہوا اور آگ سے پیدا ہونے والا روسیاہ ہوا

بر بدیہائے بداں رحمت کنید بر منی خویش بینی کم تنید

ترجمہ :۔ بدکاروں کے فعل پر رحمت کر آپ کو خود بینی سے بچا

ہیں مبادا غیرت آید از کمین سرنگوں افتید در قعر زمین

ترجمہ :۔ ایسا نہ ہو غیرت الہٰی تم کو چاہ زمین میں نہ ڈال دے

برمدار از مقام مستی پائے — سر بہ آنجا بنہ کہ خوردی می

ترجمہ:- اپنے پاؤں کو مستی سے باہر نہ رکھ سر اُس جا رکھ جہاں شراب پیا ہے۔

چونکہ از میخانہ مستی ضال شد — تسخر و بازیچۂ اطفال شد

ترجمہ:- جب کوئی مست میخانہ سے گمراہ ہوتا ہے۔ تو کھیل لڑکوں کا بنتا ہے۔

او چنیں کودکاں اندر پئیش — بیخبر از مستی و ذوق می اش

ترجمہ:- وہ مستی میں ہوتا ہے۔ اور لڑکے اُس کے پیچھے ہوتے ہیں ؎

شرح:- جس کسی نے پہلے نور حق کے آگے قیاس کیا تھا وہ شیطان تھا شیطان نے کہا کہ آگ خاک سے بیشک افضل ہے اور میں آگ سے ہوں اور آدم خاک سے ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ نسب پوچھنے کی ضرورت نہیں محض زہد اور تقویٰ سے فضل خدا کا چاہئے بیٹا ابوجہل کا مومن ہوگیا اور بیٹا نبی نوح کا گمراہوں سے ہوگیا خاک کا تیلا چاند کیطرح روشن ہوگیا اور آگ سے پیدا ہونیوالا روسیاہ ہوگیا بدکاروں کے فعل پر رحمت کر آپکو خودبینی خودستائی سے بچاؤ ایسا نہ ہو کہ غیرت الٰہی تم پر نازل ہو اور سرنگوں تمکو چاہ زمین نہ ڈالدے یعنی جیسا کہ حال ہاروت اور ماروت ہر دو فرشتوں کا ہوا تھا جو بسبب کثرت عبادت اور مرض خودبینی کے چاہ میں لٹکائے گئے تھے اپنے پاؤں کو مقام مستی سے باہر نہ رکھ سر اس جگہ پر رکھ جہاں شراب پیا ہے یعنی مستی کا مزہ شراب خانہ اور مجلس شرابیوں میں ہوتا ہے سالک کو صحبت مرشد اور یاران طریقت کی ضرورت ہے جب کوئی مست میخانہ سے گمراہ ہوجاتا ہے مسخر اور کھیل لڑکوں کا بنتا ہے یعنی عاشق خدا جب مجلس عاشقان الٰہی سے جدا ہوتا ہے۔ اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ وہ مستی میں ہوتا ہے اور لڑکے اسکے پیچھے ہوتے ہیں اسکی مستی اور ذوق شراب سے بیخبر ہوتے ہیں عاشق مست شراب عشق الٰہی کو صحبت اہل دنیا غافلوں سے دوری کرنی چاہئے کیونکہ تمام اہل دنیا لڑکے نابالغ ہیں اور مستی عشق الٰہی سے بیخبر ہیں؛

خلاصۃ المقصود:- مولانا فرماتے ہیں کہ قیاس کی پیدائش خودبینی سے ہوتی ہے اور

تمام گناہوں سے بدتر گناہ خودبینی کا ہے جو قابل رحمت خدا کے نہیں ہے شیطان مرض انا خیر سے محروم کیا گیا ہے اسیطرح سے جو گناہ شیطان کی پیروی سے ہوتا ہے وہ بخشش خدا کیطرف راہ نہیں پا سکتا کیونکہ بخشش کیلئے نیاز کی ضرورت ہے۔ اور خودبینی میں نیاز کا خلاف ہوتا ہے اسلئے انسان کو ہر حال میں آپ کو تمام چیز سے ناچیز خیال کرے جیسے مقام نیاز کا حاصل کرنا چاہیئے تاکہ رحمت خدا کا حقدار ہو اور خلقت کی بدی اور عیبوں کیطرف ہرگز خیال نہ کرے ہمیشہ اپنے عیب کو پیش نظر رکھے

دنیا کھیل ہے اور اہل دنیا کے لڑکے ہیں!

خلق اطفالند جز مست خدا　　نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا

ترجمہ:۔ تمام خلقت لڑکے ہیں سوائے مست عشق الٰہی کے سمجھ سمجھ سمجھ

گفت دنیا لہو لعب ست و شما　　کودکید و راست فرماید خدا

ترجمہ:۔ خداتعالےٰ دنیا کو لہو اور لعب فرمایا ہے۔ اہل دنیا سب لڑکے ہیں :۔

جنگ خلقان ہمچوں جنگ کودکان　　جملہ بے معنے و بے مغز جہان

ترجمہ:۔ جنگ خلق اہل دنیا کی لڑکوں کی مثال ہے تمام کام بے معنے کرتے ہیں :

جملہ شاں گشتہ سوارہ بر نئے　　کاین براق ماست یا دلدل پئے

ترجمہ:۔ تمام لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہیں۔ اسس کو براق خیال کرتے ہیں :

حاملند و خود ز جہل افراشتہ　　راکب و محمول رہ پنداشتہ

ترجمہ:۔ آپ گھوڑے کے اٹھانے والے ہیں اور جہل سے آپ کو سوار جانتے ہیں

آفتاب حق چوں گردد مستوی　　در قیامت بر رشید و بر غوی

ترجمہ:۔ سورج خدا کا جب برابر ہو جاوے گا نیک اور بد پر قیامت کے دن۔

آنگہے بینید مرکبہائے خویش　　مرکبے سازیدہ اید از پائے خویش

ترجمہ:۔ اسوقت دیکھینگے اپنے گھوڑے کو جو اپنے پاؤں سے گھوڑا بنا ہوا ہے۔

وہم و حس و فکر و ادراکات ما ! ! ہمچوں نے دال مرکب کودک ہلا

ترجمہ:- وہم اور حس اور عقل اور علم مثال اُس گھوڑے لکڑی کے ہیں ؎

شرح:- تمام خلقت لڑکے ہیں سوائے مست عشق الہٰی کے جبتک ہوا خواہش نفس سے نہ بچے بالغ نہیں ہے اسیواسطے خدا تعالےٰ دُنیا کو لہو اور لعب فرماتا ہے۔ اہل دنیا کے سب لڑکے ہیں کھیل لڑکوں کیواسطے ہوتی ہے جنگ خلق اہل دُنیا کی لڑکوں کی مثال ہے۔ تمام کام بے معنے اور بے مغز کرتے ہیں لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہوکر اُسکو بُراق گھوڑا تیز رفتار باعزت خیال کرتے ہیں آپ گھوڑے کے اُٹھانے والے ہیں۔ اور جہل سے آپکو گھوڑے پر سوار جانتے ہیں۔ سورج خدا کا جب برابر ہوجائیگا۔ نیک اور بد پر قیامت کے دن اُسوقت دیکھینگے اپنے گھوڑے کو جو اپنے پاؤں سے گھوڑا بنا ہوا ہے۔ وہم اور حس اور عقل اور قیاس اور علم ہمارے مثال اُس گھوڑے لکڑی والے کے ہیں جیسے لڑکوں نے بنائے ہوئے ہیں ؎

خلاصۃ المقصود:- دنیا کھیل ہے اور اہل دنیا کے لڑکے ہیں کھیل لڑکوں کیواسطے ہوتی ہے سوائے مست عشق الہٰی کے تمام نابالغ لڑکے ہیں لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہیں یعنی وہم اور عقل اور قیاس اور علم گھوڑے لکڑی کے مثال ہیں

علم باطن خدا کیطرف راہ پانا اور علم ظاہر گدھے کی مثال ہے

علمہائے اہل دل حمال شان ! علمہائے اہل تن احمال شان

ترجمہ:- اہل دل کے علم پر سوار ہیں اور اہل تن پر علم سوار ہے ؎ ؎ ؎

علم چوں بر دل زند یارے شود ! علم چوں بر تن زند بارے شود

ترجمہ:- علم جو دل پر پڑے وہ یار ہوتا ہے اور علم جو تن پر پڑے وہ بھار ہوتا ہے۔

گفت ایزد یحمل اسفارہ ! بار باشد علم کان نبود زہو

ترجمہ:۔ خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ مثال علم ظاہر کی جیسے گدہا بار اٹھاتا ہے اور علم سے بےخبر ہے

علم کان نبود زہو بے واسطہ　　آن نپاید ہمچوں رنگ ماشطہ

ترجمہ:۔ جو علم خدا کے لیئے نہ ہو وہ قیام نہیں رکھتا مثل رنگ آرائش عروس کے

از ہوا ہا کے رہی بے جام ہو　　ای ز ہو قانع شدہ با نام ہو

ترجمہ:۔ خواہشات نفسانی سے بغیر شراب عشق الٰہی کے کیسے رہائی ہو ای قناعت کرنیوالے نام ہو سے

از صفت وز نام چہ زاید خیال　　واں خیالش ہست دلال وصال

ترجمہ:۔ صفت اور نام سے کیا خیال پیدا ہوتا ہے وہ خیال دلال وصال کا ہے۔

ہیچ نامے بے حقیقت دیدۂ　　یا ز گاف ولام گل گل چیدۂ

ترجمہ:۔ کوئی نام بغیر حقیقت کے دیکھا ہے یا لفظ گاف لام کو تونے چنا ہے

اسم خواندی رو مسمی را بجو　　مہ بہ بالا داں نہ اندر آب جو

ترجمہ:۔ تونے نام پڑھا ہے نام والے کو تلاش کر چاند اوپر ہے پانی میں نہیں۔

گر ز نام و حرف خواہی بگذری　　پاک کن خود را ز خود ہیں یکسیری

ترجمہ:۔ اگر تو چاہتا ہے کہ نام اور حرف سے گذر جائے تو آپ کو پاک کر۔

خویش را صافی کن از اوصاف خود　　تا بہ بینی ذات پاک صاف خود

ترجمہ:۔ آپ کو صاف کر تاکہ ذات پاک کا جلوہ دکھائی دے ⁂

بینی اندر دل علوم انبیا　　بے کتاب و بے معید و اوستا

ترجمہ:۔ اپنے دل کے اندر علم نبیوں کا دیکھیگا بغیر کتاب اور تعلیم استاد کے۔

گفت پیغمبر کہ ہست از امتم　　کہ بود ہم گوہر و ہم ہمتم

ترجمہ:۔ حضور فرماتے ہیں کہ میری امت سے میرے ہم گوہر اور ہم ہمت ہونگے۔

مر مرا زاں نور بیند جاں شاں　　کہ من ایشاں را ہمی بینم ازاں

ترجمہ:۔ مجھکو روح انکا نور سے دیکھتا ہے اور میں انکو نور سے دیکھتا ہوں

در مثالے خواہی از علم نہاں   قصہ گو از رومیاں و چینیاں

ترجمہ:- اگر مثال علم باطن کی ضرورت ہے تو قصہ رومیاں اور چینیاں کا پڑھ

شرح:- اہل دل کے علم پر سوار ہیں اور اہل تن پر علم سوار ہے۔ علم جو دل پر پڑے وہ یار
ہوتا ہے۔ اور علم جو تن پر پڑے وہ بار ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ مثال
علم ظاہری کی جو مثل گدھے کے بار اٹھاتا ہے۔ اور علم سے بےخبر ہوتا ہے۔ وہ علم بار ہوتا ہے
جو خدا کیلئے نہ ہو جو علم خدا کیواسطے نہ ہو وہ قیام نہیں رکھتا مثل رنگ آرائش کے خواہشات
نفسانی سے بغیر جام شراب الٰہی کے کیسے رہائی ہوسکتی ہے ای قناعت کرنیوالے نام ہو سے
صفت اور نام سے کیا خیال پیدا ہوتا ہے وہ خیال دلال وصال کا ہے اگر کوئی شخص خیال کرے کہ
وصال حق کا نہیں ہوسکتا اور مطالعہ نام کا کافی ہے۔ تو اسکے جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ کوئی نام بغیر
حقیقت کے تو نے دیکھا ہے یا لفظ گاف اور لام سے گل کو تو نے چن لیا ہے تو نے اسم پڑھا
ہے نام والے کو تلاش کر چاند اوپر ہے پانی میں نہیں ہے اگر تو چاہتا ہے کہ نام اور حرف گذر جاوے
تو آپکو پاک رکھ آپکو اپنے اوصاف سے صاف کر تا کہ ذات پاک کا جلوہ دکھائی دے اپنے دل
کے اندر تمام علم نبیوں کا دیکھیگا بغیر کتاب اور تعلیم استاد کے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
میری امت سے میرے ہم گوہر اور ہم ہمت ہونگے مجھکو اس نور سے روح انکا دیکھتا ہے۔
اور میں انکو بھی اس نور سے دیکھتا ہوں یعنی جب عشق رسول سے ہستی فنا ہوگی تو اسمیں عکس
محمدؐ کا سما گیا اور مقام فنافی الرسول کا حاصل ہوگیا تمام توفیق اور ہمت رسول کا وہ مظہر ہوا
اسوقت اسکا دیکھنا اور رسول کا دیکھنا ایک ہوگیا۔ اگر مثال کی علم باطن کیلئے ضرورت ہے
تو قصہ رومیوں اور چینیوں کا پڑھ اس سے علم باطن کی تعلیم کا طریقہ سمجھ۔

خلاصۃ المقصود:- جبتک خدا کیطرف راہ نہ ملے تو تمام علم کتاب اور قرآن کا مثل بار اٹھانے گدھے
کے ہے جو کتاب اور قرآن کا بار اٹھاتا ہے اور اسکی حقیقت سے بےخبر ہوتا ہے
صرف نام ہو سے بغیر عشق حاصل ہونیکے مقصود حاصل نہیں ہوسکتا نام پر قناعت نہ کر عشق حاصل کر

نام والا دل میں ہے بانی ذکر میں نہیں ہے۔ یہ کام فکر کا ہے صاحب فکر سے حاصل ہو سکتا ہے ذکر سے نہیں ہے جیسے آئینہ میں اپنی ہستی فنا ہو جاتی ہے اسمیں دیکھنے والے کی صورت نمودار ہوتی ہے اگر تیری صفت فنا ہو جائے تو جلوہ ذات کا ظہور میں آئیگا۔ اور تمام علم حق کا بغیر تعلیم کے آجائیگا تعلیم علم باطنی عکس آئینہ کی مثال ہے تعلیم ظاہری اور کتاب سے نہیں ہے ؛

رومیاں و چینیاں کا مقابلہ ہونا اور بادشاہ امتحان کرنا

چینیاں گفتند ما نقاش تر   رومیاں گفتند ما را کر و فر

ترجمہ :- چینیوں نے کہا کہ ہم اچھے نقاش ہیں۔ رومیوں نے کہا کہ ہم برتر ہیں ؛

گفت سلطان امتحان خواہم دریں   کز شمایاں کیست در دعویٰ گزین

ترجمہ :- بادشاہ نے کہا کہ میں امتحان کرتا ہوں کہ کون افضل ہے ؛

اہل چین و روم در بحث آمدند   رومیاں در علم واقف تر بدند

ترجمہ :- چینی اور رومی بحث میں آگئے رومی علم میں زیادہ واقف تھے ؛

بود دو خانہ مقابل در بدر   آں یکے چینی شد و رومی دگر

ترجمہ :- دو گھر بالمقابل تھے ایک چینیوں کو دیا گیا دوسرا رومیوں کو ؛

چینیاں صد رنگ از شہ خواستند   پس خزانہ باز کرد آں ارجمند

ترجمہ :- چینیوں نے سو قسم کے رنگ بادشاہ سے لئے بادشاہ نے خزانہ کھولدیا ؛

رومیاں گفتند نے نقش و نہ رنگ   در خور آید کار را جز دفع زنگ

ترجمہ :- رومیوں نے کہا نہ نقش کی ضرورت ہے، اور نہ رنگ کی بغیر زنگ دفع کرنیکے کام نہیں ؛

در فرو بستند صیقل میزدند   ہمچوں گردوں سادہ صافی شدند

ترجمہ :- دروازہ بند کر کے صیقل کرنا شروع کیا مکان کو مثل آئینہ کے صاف کر دیا ؛

از دو صد رنگے بہ بیرنگی رہیست　　رنگ چوں ابرست بیرنگی مہیست

ترجمہ :- دو سو رنگ کو بیرنگی کیطرف رستہ ہے ۔ رنگ مثل ابر اور بیرنگی مثل چاند ہے ؏

ہرچہ اندر ابر ضو بینی فتاب　　آں ز اختر داں و ماہ و آفتاب

ترجمہ :- جو ابر میں روشنی نظر آتی ہے ۔ وہ ستاروں اور چاند اور سورج کی ہے ؏ ؏

چینیاں چوں از عمل فارغ شدند　　از پئے شادی دہلہا میزدند

ترجمہ :- چینیوں نے جب فراغت پائی اور خوشی کے لئے ڈھول مارے ؏ ؏

شہ در آمد دید آنجا نقشہا　　می ربود آں عقل را و فہم را

ترجمہ :- بادشاہ آیا اُن کے تمام نقش دیکھکر حیران رہ گیا ؏ ؏ ؏

بعد ازاں آمد بسوئے رومیاں　　پردہ را بالا کشیدند از میاں

ترجمہ :- بعد اسکے رومیوں کی طرف آیا جو درمیاں پردہ تھا اسکو اٹھایا

عکس آں تصویر آں کردارہا　　زد بریں صافی شدہ دیوارہا

ترجمہ :- عکس اس تصویر اور نقش کا اس دیوار صاف پر پڑا ؏ سترہ ؏ سمہ

ہرچہ آنجا بود اینجا بہ نمود　　دیدہ را از دیدہ خانہ میربود

ترجمہ :- جو کچھ اس جگہ پر تھا اسجگہ اچھی دکھائی دینے لگا ؏ ؏ ؏

رومیاں آں صوفیانند ای پسر　　نے ز تکرار و کتاب و نے ہنر

ترجمہ :- رومیوں سے مراد صوفی ہیں نہ تکرار سے اور نہ ہنر سے اُنکا کام ہے ؏

لیک صیقل کردہ اند آں سینہا　　پاک از آز و حرص و بخل و کینہا

ترجمہ :- سینہ کو ذکر سے صیقل کرتے ہیں اور بخل اور کینہ سے پاک کرتے ہیں ؏ ؏

آں صفائی آئینہ وصف دل ست　　صورت بے منتہا را قابل ست

ترجمہ :- صفائی آئینہ کی وصف دل کی ہے جو صورت بے منتہا کے قابل ہے ؏ ؏

صورت بے صورت بیحد غیب　　ز آئینہ دل تافت بر موسیٰ ز جیب

ترجمہ :- صورت بے صورت کی بیحد غیب سے موسیٰ پر جیب سے روشن کی ؛

گرچہ ایں صورت نگنجد در فلک نے بعرش و فرش و دریا و سمک

ترجمہ :- اگرچہ یہ صورت آسمانوں اور عرش اور زمینوں میں نہیں سما سکتی ؛

زانکہ محدود ست معدود ست آں آئینہ دل را نباشد حد بداں

ترجمہ :- عرش اور فرش اور آسمان محدود ہیں اور آئینہ دل کی حد نہیں ؛

اہل صیقل رستہ اند از بو و رنگ ہر دمی بینند خوبی بے درنگ

ترجمہ :- صاحب صیقل کے بو اور رنگ سے چھوٹ گئے ہیں اور ہر دم خوبی دیکھتے ہیں ؛

نقش و قشر علم را بگذاشتند رایت عین الیقین افراشتند

ترجمہ :- نقش علم کو چھوڑ دیا ہے اور جھنڈا عین الیقین کا کھڑا کر دیا ہے ؛

گرچہ نحو و فقہ را بگذاشتند لیک محو و فقر را برداشتند

ترجمہ :- علم نحو اور فقہ کو چھوڑ دیا ہے علم محو اور فقر کو حاصل کیا ہے ؛

برتر اند از عرش و کرسی و خلا ساکناں مقعد صدق خدا

ترجمہ :- عرش کرسی اور لامکان سے بڑھکر آگے ہیں قرب الٰہی کے رہنے والے

صد نشاں دارند محو مطلق اند چہ نشاں بل عین دیدار حق اند

ترجمہ :- اگر ظاہر میں سو نشانیاں رکھتے ہیں باطن میں محو حق ہیں بلکہ دیدار خدا کا ہیں ؛

شرح : چین والوں نے کہا کہ ہم بہت اچھے نقاش ہیں رومیوں نے کہا کہ ہم برتر ہیں بادشاہ نے کہا کہ میں اس بات کا امتحان کرنا چاہتا ہوں کہ کون تم میں سے دعویٰ میں افضل ہے۔ چین والے اور روم والے بحث میں آ گئے رومی علم میں زیادہ واقف تھے دو گھر بالمقابل تھے ایک چین والوں کو دیا گیا دوسرا روم والوں کو چینیوں نے سو قسم کے رنگ بادشاہ سے طلب کئے بادشاہ نے اُنکے لئے خزانہ کھولدیا یعنی بموجب خواہش اُنکے رنگ اور جواہرات وغیرہ اُنکے حوالہ کر دیئے رومیوں نے کہا نہ نقش کی ضرورت ہے اور نہ رنگ کی

ہے ہمارا کام بغیر زنگ دفع کرنیکے نہیں ہے دروازہ بند کردیا اور صیقل کرنا شروع کردیا اپنے
مکان کو آسمان کیطرح سادہ اور صاف مثل آئینہ کے کردیا دو سو رنگ سے بیرنگی کیطرف رستہ
ہے بیرنگ مثل ابر کے ہے اور بیرنگی چاند کیطرح ہے جو کچھ ابر میں روشنی نظر آتی ہے وہ ستاروں
اور چاند اور سورج کی ہے یعنی رنگ ابر میں نور بیرنگ کا دکھائی دے رہا ہے چینیوں نے جب تمام عمل
سے فراغت پائی اور خوشی کیلیے ڈھول بجائے بادشاہ آیا انکے تمام نقش دیکھکر عقل اور فکر سے حیران
ہوگیا اجاسکے رومیوں کیطرف آیا اور جو درمیاں پردہ تھا۔ اسکو اٹھادیا عکس اور تصویر اور نقش
تمام کا جب اُس دیوار صاف پر پڑا جو کچھ اس جگہ پر تھا اسجگہ پر اس سے اچھی دکھائی دی آنکھ کو دیکھنے سے
بیکار کرنے لگا یعنی نقش دیوار سے عکس آئینہ میں بہت صافی اور فراخی سے نظر آتا ہے اے
لڑکے رومیوں سے مقصود صوفی ہیں نہ تکرار سے اور نہ کتاب سے اور نہ ہنر سے انکا کام ہے مگر سینے کو
ذکر اور محبت سے صیقل کرتے ہیں اور بخل اور حرص اور حسد اور کینہ سے پاک کرتے ہیں وہ صفائی
آئینہ کی وصف دل کی جو صورت بے منتہا کے قابل ہے صورت بے صورت کی بجد غیب سے
شیشۂ دل سے موسیٰ پر جیب سے روشن کی اگرچہ یہ صورت آسمانوں میں اور عرش پر اور زمینوں
میں اور دریاؤں میں نہیں سما سکتی چونکہ عرش اور فرش اور آسمان وغیرہ محدود اور معدود ہیں اور
آئینہ دل کی حد نہیں ہے صاحب صیقل کے بو اور رنگ سے چھوٹ گئے ہیں۔ اور ہر دم خوبی دیکھتے
ہیں نقش چھلکہ علم کو چھوڑ دیا ہے اور جھنڈا عین الیقین کا کھڑا کردیا ہے یعنی صیقل دل سے
سالک نے جادہ حق کا دیکھ لیا ہے اور علم الیقین سے عین الیقین کو حاصل کیا ہے حجاب
علم ظاہری سے نکل کر علم باطنی کو پالیا ہے علم نحو اور فقہ کو چھوڑ دیا ہے علم محو اور فقر کو
حاصل کیا ہے عرش اور کرسی اور لامکان سے بڑھکر آگئے ہیں قرب الٰہی کے رہنے والے
یعنی صوفی مقام محویت میں معیت ذات حق سے تمام مقامات سے برتر مقامات میں ہے
اگرچہ ظاہر میں سو نشانیاں رکھتے ہوں باطن میں محو حق میں ہیں کیا شان ہے بلکہ وہ دیدار حق تعالےٰ لینے
کا ہیں یعنی جب انکی ہستی فنا ہوچکی ہے اور جلوہ حق کا سما گیا ہے۔ عاشقان حق تعالےٰ کے

کے لئے اُن کا دیکھنا خدا تعالےٰ کا دیکھنا ہے ؛

خلاصۃ المقصود:۔ چنانچہ اہل نفس اصحاب ظواہر ہیں جو علم کسبی اور عبادات اعمال فضولات اور ریاضات مجاہدات سے آپ کو آراستہ کرتے ہیں۔ اور صوفی مثل رومیوں کے آپ کو آپ سے صاف کر کے دل کو آئینہ خدا تعالےٰ کا بناتے ہیں۔ اور جلوہ حق کا ان کے دل میں سماجاتا ہے۔

اسلئے خدا تعالےٰ مکان محدود میں سما سکتا ہے۔ اور آئینہ دل کی حد نہیں ہے اسواسطے آئینہ دل مومن کا مسکن خدا تعالےٰ کا ہے بموجب حدیث شریف لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَسَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ۔ ترجمہ:۔ نہیں سماتا ہوں بیچ زمینوں کے اور نہ آسمانوں کے لیکن سماتا ہوں میں بیچ دل مومن کے ؛

حضور علیہ السلام کا زید سے ایمان حقیقی دریافت کرنا اور زید کا بیان کرنا

گفت پیغمبر صباح زید را ! ! گفت اصبحت ای رفیق باصفا

ترجمہ:۔ رسول علیہ السلام نے زید سے کہا کہ ای یار تو نے کیسے صبح کی ؛

گفت عبداً مومناً باز وش گفت گو نشان از باغ ایمان گر شگفت

ترجمہ:۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلعم بندہ مومن پایا ہے آپکو حضور نے فرمایا ایمان کی نشانی دے

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا شب نہ خفتستم ز عشق و سوزہا

ترجمہ:۔ عرض کیا زید نے کہ میں تشنہ یار کا تھا اور عشق سے رات کو نہ سویا تھا ؛

تا ز روز و شب جدا گشتم چناں کہ ز اسپر بگذرد نوک سناں

ترجمہ:۔ رات اور دن سے اسطرح جدا ہوا جیسے تیر سپر سے گذر جاتا ہے ؛

کہ اناں سو جملہ مدت یکے ست صد ہزاراں سال یکساعت یکے ست

ترجمہ :۔ اس طرف تمام مذہب ایک تھا سو ہزار سال اور ایک ساعت ایک تھی

ہستا ازل را و ابد را اتحاد عقل را راہ نیست سوئے اتحاد

ترجمہ :۔ اسجگہ ازل اور ابد کو اتحاد ہے۔ گم ہونے کی طرف عقل کو راہ نہیں :

گفت ازیں راہ کو رہ آوری بیار در خور فہم و عقول ایں دیار

ترجمہ :۔ حضور نے فرمایا اے زید کیا تحفہ لایا ہے۔ جو لائق فہم اور عقل اس عالم کے ہے

گفت خلقاں چوں بہ بیند آسماں من بہ بینم عرش را با عرشیاں

ترجمہ :۔ عرض کیا جیسے خلقت دیکھتی ہے آسمان کو میں دیکھتا ہوں عرش والوں کو

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ہست پیدا ہمچوں بت پیش شمن

ترجمہ :۔ بہشت دوزخ میرے آگے ہیں جیسے برہمن کے آگے بت ہوتا ہے

جملہ را چوں روز رستا خیز من فاش می بینم عیاں از مرد و زن

ترجمہ :۔ تمام کو مثل دن قیامت کے ظاہر دیکھتا ہوں جو مرد اور عورت سے

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس لب گزیدش مصطفٰے یعنی کہ بس

ترجمہ :۔ زید نے عرض کیا کہ بیان کروں یا چپ رہوں حضور نے فرمایا بس

یا رسول اللہ بگویم سر حشر در جہاں پیدا کنم امروز نشر

ترجمہ :۔ یا رسول اللہ صلعم قیامت کا راز بیان کروں اور جہاں میں نشر پیدا کروں

ہل مرا تا پردہ ہا را بر درم تا چوں خورشیدے بتابد گوہرم !

ترجمہ :۔ چھوڑ مجھکو کہ پردہ پھاڑوں تاکہ میرا گوہر سورج کیطرح چمکے :

تا کسوف آید ز من خورشید را تا نمایم نخل را و بید را

ترجمہ :۔ تاکہ سورج کو مقام کسوف حاصل ہو اور دکھاؤں نخل راؤ بید کو

وانمایم روز رستا خیز را نقد را نہ قلب لقد آمیز را

ترجمہ: یا رسول اللہ میں قیامت کا دن دکھا دوں اور رکھ رہے اور گھوڑے کو جدا کر دوں

دوزخ و جنات کوثر را خیز تاش … کاب ما برد و شتان زند با نگش بگوبس

ترجمہ: دیکھتا ہوں دوزخ اور بہشت کو کہ جوش سے پانی مارتا ہے آواز کانوں میں۔

می لبسا ید وش شنال بر دوش من … نعرہ ہاشتاں میرسد در گوش من

ترجمہ: کوثر کے پینے والوں سے ہمدوش ہے انکا آواز میرے کان سن رہے ہیں۔

ہمچنیں میگفت و سر مست خراب … داد پیمبر گریبانش بتاب

ترجمہ: اس طرح کہتا تھا عاشق حالت مستی میں حضرت نے کھینچا گریبان کو سمجھ

گفت دم درکش کہ اسپ گرم شد … عکس حق لا یستحی زد شرم شد

ترجمہ: حضور نے فرمایا چپ ہو تیرا گھوڑا گرم ہے اسلئے شرم اٹھ گیا ہے۔

آئینہ تو جست بیروں از غلاف … آئینہ میزان کجا گوید خلاف

ترجمہ: شیشہ تیرا غلاف سے باہر ہو گیا ہے شیشہ اور ترازو خلاف نہیں کہتے۔

شرح: جناب رسول علیہ السلام نے صبح کو زید سے کہا کہ اے یار باصفا تو نے ایسے صبح کی ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم بندہ مومن پایا ہے۔ آپ کو حضور نے فرمایا بانع ایمان سے نشان بیان کر عرض کیا کہ میں کتنے دنوں سے تشنہ یار کا تھا۔ اور سوز عشق سے رات کو نہ سویا تھا۔ یعنی میں عشق اور محبت دیدار محبوب سے بیقرار تھا۔ اور خواب غفلت سے بیداری میں تھا۔ مجھ پر یہ حالت طاری ہوتی ہے۔ کہ رات اور دن سے میں اس طرح جدا ہو گیا جیسے تیر سپر سے گذر جاتا ہے اسطرح تمام مذہب ایک تھا نتو ہزار سال اور ایک ساعت ایک تھی اسجگہ ازل اور ابد کو اتحاد ہے۔ گم ہونے کی طرف عقل کو راہ نہیں ہے حضور نے فرمایا اے زید وہاں سے کیا تحفہ لایا ہے۔ جو لائق فہم اور عقل اس عالم کے ہے۔ یعنی نشان ایمان کی تشریح عوام الناس کے عقل کے لائق جس طرح ہو سکتی ہے بیان کر عرض کیا یا رسول اللہ صلعم

جیسے خلقت دیکھتی ہے آسماں کو میں اوسطرح دیکھتا ہوں عرش کو اور عرش والوں کو آٹھ بہشت اور سات دوزخ میرے آگے ظاہر ہیں جیسے برہمن کے آگے بت ہوتا ہے تمام کو مثل دن قیامت کے ظاہر دیکھتا ہوں جو مرد اور عورت ہے زید نے عرض کیا کہ میں بیان کروں یا چپ رہوں رسول علیہ السلام نے ہونٹ چباب کر فرمایا کہ بس زید نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم اگر قیامت کا راز بیان کردوں جہان میں آج روز حشر پیدا کردوں چھوڑ مجھکو جو پرسے پھاڑ دوں تاکہ میرا گوہر سورج کیطرح چمکے تاکہ سورج کو مجھسے مقام کسوف کا حاصل ہو اور دکھا دوں نخل کو اور بید کو یعنی حق اور ناحق ظاہر کردے دکھا دوں یا رسول اللہ صلعم قیامت کا دن دکھا دوں کھرے اور کھوٹے کو جدا کردوں دیکھتا ہوں میں دوزخ اور بہشت اور کوثر کو جوش میں جو ان کے منہ پر پانی مارتا ہے اسکا آواز میرے کانوں میں آرہا ہے کوثر کے پینے والوں سے میری ہمدوش ہے اور انکا آواز میرے کان سن رہے ہیں ۔ اسطرح کتنا تھا وہ عاشق حالت مستی میں حضرت نے کھینچا گریبان اسکی کو حضور نے فرمایا کہ چپ ہو تیرا گھوڑا گرم ہوا ہے اور عکس لا یستحی سے شرم اٹھ گیا ہے خدا تعالے کو حق سے شرم نہیں آتا یعنی ظاہر میں حضور علیہ السلام روکتے تھے ۔ اور باطن میں عکس حق کے کلام کرنے کی تعلیم سالکان طریقت کو فرماتے تھے شیشہ تیر غلاف سے باہر ہو گیا ہے شیشہ اور ترازو خلاف نہیں کہتے یعنی شیشہ اور ترازو جیسے کسی کا چھپا نہیں کرتے حق کا اور مومن کا یہی حال ہوتا ہے کیونکہ مومن آئینہ حق کا ہوتا ہے ۔ چونکہ زید آئینہ حق کا تھا ۔ اسلیئے جو کچھ کہہ رہا تھا حق تھا حق کے آئینہ میں تمام چیز موجود ہے اور پیش نظر ہوتی ہے ۔ یہ بات عوام الناس کے فہم میں بغیر صحبت اور توجہ مرشد کامل کے ہرگز نہیں آتی گو بظاہر حضور علیہ السلام حالت ایمان زید کی تشریح بیان فرما رہے ہیں ۔ باطن میں اپنا ذکر اور مومنین صادقین کا تھا کیونکہ تمام اصحاب کرام اور مومنین میں جلوہ رسول علیہ السلام کا ہے ؛

خلاصۃ المقصود:۔ مولانا زید کے ضمن میں مقام ایمان حقیقی کا ذکر فرما رہے ہیں جو بغیر عشق صادق کے حاصل نہیں ہو سکتا جیسے کی مثال ہیں ہے کہ جب عشق سے بیقرار ہوا۔ اور خواب غفلت سے بیداری حاصل کی تو اس پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ جہاں نہ دن تھا اور نہ رات تھی اور نہ کوئی مذہب تھا۔ اور سو ہزار سال اوس ایک ساعت برابر تھی۔ یعنی توحید کی طرف راہ ملا اور ایمان حقیقی کو حاصل کیا۔ کہ ایمان حقیقی بغیر توحید کے ہرگز حاصل نہیں ہوتا:

سورج اور چاند اور ستاروں کا ایک نور ہونیکے بیان میں

گفت پیغمبر کہ اصحاب نجوم !! رہروان را شمع شیطان را رجوم !

ترجمہ:۔ رسول صلعم فرماتے ہیں کہ میرے اصحاب ستاروں کی مثال ہیں راہ چلنے والوں کیلئے شمع شیطان کیلئے رجوم

ہر کسے را گر بدے آں چشم و زور کہ گرفتے ز آفتاب چرخ نور

ترجمہ:۔ ہر شخص کو اگر قوت ہوتی تو سورج سے نور حاصل کر لیتا ہے

کے ستارہ حاجتستے ای ذلیل کے بود بر نور خورشید او دلیل

ترجمہ:۔ ستارے کو کب طاقت ہے کہ سورج پر دلیل ہو

ہیچ ماہ و اخترے حاجت نبود کے بود بر آفتاب حق شہود

ترجمہ:۔ چاند اور ستاروں کو کبھی حاجت نہیں ہوتی جسکو آفتاب حق کا شہود ہو۔

ماہ میگوید با بر و خاک و فی من بشر بودم ولی یوحی الی !

ترجمہ:۔ چاند ابر اور خاک کو کہتا ہے میں تمہاری طرح بشر تھا مگر میری طرف وحی آتا ہے

ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس نور دارم بہر ظلمات نفوس

ترجمہ:۔ سورج کی ظلمت رکھتا ہوں اور ظلمت نفس کے آگے میں نور ہوں کو

زاں ضعیفم تا تو تابے آوری   کہ نہ مرد آفتاب انوری

ترجمہ:۔ اسلئے میرا نور ضعیف ہے کہ تو دیکھ سکے تو مرد نہیں جو سورج کو دیکھے

ہمچوں شہد و سرکہ باہم بافتم   تا سوئے رنج جگر رہ یافتم

ترجمہ:۔ مثل شہد اور سرکہ کے ملا ہوا ہوں تا کہ جگر کی طرف راہ ملے

چوں ز علت وارہیدی ای رہیں   سرکہ را بگذار میخور انگبیں!

ترجمہ:۔ جب تو بیماری سے فارغ ہو گیا ہے سرکہ کو چھوڑ اور شہد کو کھا۔

تخت دل معمور شد پاک از ہوا   بر وے الرحمٰن علے العرش استوای

ترجمہ:۔ جسکا تخت دل آباد ہوا اور بیماری سے پاک ہوا اس پر خدا کا مقام ہے

حکم بر دل بعد ازیں بیواسطہ   حق کند چوں یافت دل ایں رابطہ

ترجمہ:۔ دل پر حکم خدا تعالیٰ فرماتا ہے جب پاتا ہے دل میں یہ رابطہ

ایں سخن پایاں ندارد زید کو   تا دہم پندش کہ رسوائی مجو

ترجمہ:۔ یہ سخن انتہا نہیں رکھتا زید کو نصیحت کر دیتا تا کہ جہاں میں رسوائی نہ ہو

شرح:۔ جناب رسول علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میرے اصحاب ستاروں کی مثال ہیں۔ راہ چلنے والوں کیلئے شمع ہیں۔ اور شیطان کے لئے رجوم چلانے کے لئے ہیں۔ ہر شخص کو اگر آنکھ اور قوت ہوتی۔ تو آسمان سورج سے نور حاصل کر لیتا ستارہ کو کب طاقت ہے کہ سورج پر دلیل ہو چاند اور ستارہ کو کبھی حاجت نہیں ہوتی جس کو آفتاب حق کا شہود ہو جاتا ہے ابر اور خاک اور سایہ کے لئے کہتا ہے۔ کہ میں تیری طرح بشر تھا۔ مگر میری طرف وحی آتی ہے یعنی میں مثل تمہارے تاریک تن تھا۔ مجھے آفتاب کی وحی نے نور دیدیا ہے۔ سورج کے آگے میں ظلمت رکھتا ہوں۔ اور ظلمت نفسی کے آگے میں نور ہوں اسلئے میرا نور ضعیف ہے۔ کہ تجھے توفیق دیکھنے کی ہو کیونکہ تو مرد نہیں ہے۔ جو سورج کو دیکھ سکے

مثل شہد اور سرکہ کے آپس میں ملا ہوا ہوں تا جگر کی طرف راہ طے یعنی میری بشریت تیری بیماری ظلمت نفس کے لئے ہے۔ میں شہد ذات حق اور سرکہ صفات بشری سے مل کر تیری بیماری کفر کے لئے دوا بنکر آیا ہوں تاکہ تیری سیاہی دل کی دور ہو جاوے جب تیری بیماری دور ہو گئی تو مجھے آنکھ دل سے دیکھ لے گا جب تو بیماری سے فارغ ہو گیا تو سرکہ چھوڑ اور شہد کو کھا یعنی بشریت کو نہ دیکھ اور ذات الٰہی کا دیدار حاصل کر جسکا تخت دل آباد ہوا اور بیماری سے دل سے پاک ہو گیا۔ اُس پر الرحمٰن علی العرش استویٰ ترجمہ خدا تعالےٰ عرش پر ٹھکانا کیا وہ دل عرش خدا تعالےٰ کا ہوا اور اسپر خدا کا مقام ہے۔ اسکے بعد دل پر حکم خدا تعالےٰ نے فرماتا ہے جب پاتا ہے دل میں یہ رابطہ یہ سخن انتہا نہیں رکھتا زیدہ کہاں ہے تاکہ میں اس کو نصیحت کروں۔ اور جہان میں رسوائی نہ ہو +

خلاصۃ المقصود:۔ سورج کا رابطہ چاند ہے اور چاند کا رابطہ ستارے ہیں۔ ستارے چاند سے نور لیتے ہیں۔ اور چاند سورج سے یعنی ذات خدا تعالےٰ مثل سورج کے ہے اور چاند رسول علیہ السلام ہیں۔ اور ستارے اصحاب رسول صلعم کے ہیں حقیقت میں تمام جلوہ ایک نور سے ظہور میں آیا ہے مگر ہر ایک اپنی اپنی توفیق آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور اپنی اپنی فہمید کے مطابق سن سکتے ہیں سورج کے روبرو چاند اور ستارے کا نور کالعدم ہو جاتا ہے۔ البتہ چاند آنکھ کثیف کو تعلیم فرماتا ہے۔ کہ میں بھی بشر تھا مگر میری طرف وحی آتی ہے وحی نے مجھے نور دیدیا ہے حضور علیہ السلام کا بصورت بشر کے ظاہر ہونا ہماری تعلیم کیلئے تھا کیونکہ ہر ایک جنس اپنی جنس سے راہ حاصل کر سکتی ہے غیر جنس سے ہدایت ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی ہماری آنکھ نہ ذات حق کو دیکھ سکتی ہے اور نہ ہمارے کان کلام سن سکتے ہیں۔ اسلئے خدا کا رابطہ رسول علیہ السلام کا رابطہ بنایا گیا ہے ؎

توحید کو بیان کرنا شرک اور نار کو نور سے بچھا نہ سکے بیان میں

نیست حکمت گفتن این اسرار را ؎ چوں قیامت میرسد اظہار را

ترجمہ:۔ یہ حکمت نہیں کہ اسرار کو بیان کروں قیامت تک پہنچیگا اظہار کو

زیرا اکنوں نیابی کو گریخیت حیست از صف نعال لعل ریختیا

ترجمہ:۔ اب زید کو نہ پائیگا وہ بشریت کی قید سے چھوٹ گیا ۔۔

تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت ہمچوں اختر کہ بر خورشید تافت

ترجمہ:۔ تو کون ہے زید نے نہ آپ کو پایا ستارے کے مانند سورج چمکتا ہے

نیست حواس و نطق بے پایان ما محو نور دانش سلطان ما!

ترجمہ:۔ ہمارے تمام حواس بے انتہا محو نور عرفان شاہ کا ہوا

تو نمی دانی کہ خصمانت کے اند ناریان خصم وجود خاکی اند

ترجمہ:۔ تو نہیں جانتا کہ تیرے دشمن کون ہیں ناری دشمن خاکی کے ہیں۔

نار بیرونی بآب بفسرد! نار شہوت تا بدوزخ می برد

ترجمہ:۔ آگ پانی سے بجھتی ہے۔ اور شہوت دوزخ کیطرف سے جاتی ہے

نار شہوت را چہ چارہ نور دین نورکم اطفا نار الکافرین

ترجمہ:۔ آگ شہوت کی نور دید کا بجھاتا ہے۔ نور بجھانے والا نار کا ہے۔

چہ کشد ایں نار را نور خدا نور ابراہیم را ساز اوستا

ترجمہ:۔ اس آگ کو نور خدا کا مارتا ہے۔ نور ابراہیم کو اپنا مرشد بنا۔

نار پاکاں را ندارد خود زیاں کے ز خاشاک شود دریا نہاں

ترجمہ:۔ آگ پاک لوگوں کو نقصان نہیں دیتی خس وخاشاک سے دریا نہیں چھپتا

ہر کہ تریاق خدائے را بخورد! گر خورد زہرے مگوئش کہ بمیرد

ترجمہ:۔ جو تریاق خدا کا کھائے اگر زہر کھا جائے تو وہ ہرگز نہیں مرتا

اہل دین را باز داں از اہل کین ہمنشینی حق بجو با او نشین

ترجمہ:۔ حاجت دین کی تلاش کر اور دوست خدا کا ڈھونڈ کر صحبت میں بیٹھ

شرح [illegible] قیامت تک

[illegible] ہے وصف بشری

کی قید سے چھوٹ [illegible] تارے کے مانند

اُس پر جو سورج [illegible] فنا محو نور عرفان

شاہ کا ہوا یعنی [illegible] ہفت تارے کے

نور سے حجاب ہو [illegible] من وجود خاکی

کے ہیں یعنی ابلیس [illegible] ہے آگ باہر کے

پانی سے بجھتی ہے [illegible] آگ اندرونی

شہوات نفسانی [illegible] تمہارا بجھانیوالا ناک

کا فرد اکا ہے کو [illegible] پینا مرشد بتاتا کہ

آگ نمرود نفس تیر [illegible] آگ نفس کی ہو جو

ہے۔ وہ ہماری [illegible] دیتی اور خس و خاشاک

سے دریا نہیں [illegible] تریاق خدا کا

کھائے اگر زہر [illegible] کر دوست خدا

کا ڈھونڈھ اور [illegible] خدا کے واسطے

کر اور خواہش نفس سے نہ کر۔ ؞

خلاصۃ المقصود۔ مقام توحید کی کلام کرنی شرک میں داخل ہے جب تیری ہستی فنا ہو کر ہستی حق کی باقی رہیگی جیسے سورج کے آگے ستارے کی ہستی معدوم ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی ہستی انسان کی ذات خدا تعالے کے آگے کالعدم ہو جاتی ہے نور بجھانیوالا نار کا ہے نار کا ظہور ابلیس سے ہوا ہے اور نور ظہور آدم سے ہے اسلئے بغیر نور آدم کے نار ابلیس کی سرد نہیں ہو سکتی دوست خدا کا ڈھونڈھ اور پاس اُس کی صحبت میں بیٹھ بد

یارانِ طریقت پیر بھائیونکی خدمت میں

التماس

ناظرین کتاب ہذا کی خدمت میں التماس ہے کہ شرح مثنوی مولانا روم
کا حضرت قبلہ ام صاحب رح نے محض یارانِ طریقت پیر بھائیوں کے فیض صحبت
حاصل کرنے کیواسطے تحریر فرمایا تھا دفتر اول قبلہ ام صاحب رح نے خادم سے تحریر
کرانا شروع کیا تھا ابھی دفتر کی تکمیل نہیں ہوئی تھی کہ حضور کا وصال ہو گیا،
اب حضور نے خادم کو ارشاد فرمایا کہ دفتر اوّل تکمیل کر کے چھپوا دیا جائے اس لئے
بموجب فرمان اور امداد روحانی حضرت قبلہ ام صاحب رح دفتر اول تکمیل کر کے
چھپوا کر یارانِ طریقت پیر بھائیوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ خادم کو دعا
سے یاد فرماویں انشاء اللہ تعالیٰ باقی دفتر بھی اسی طرح امداد پیر صاحب سے
تکمیل کر کے پیش کروں گا۔

دعاگو

فقیر محمد یوسف خادم دربار حضرت پیر عبد الغفور صاحب رح موضع مڈ رجیانہ ضلع جھنگ